فاصلی الوید الهی

فاضل انوارِ الٰہی

فرمودات
حضرت فضل شاہ صاحب
قطبِ عالم مدظلہ العالی

ترتیب

حافظ نذر الاسلام فاضلی قادری

مکتبہ عرفان
لاہور

فَبَشِّرْ عِبَادِ ۙ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ۔

پس (اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم) خوشخبری سنا دو میرے بندوں کو جو کان لگا کر

بات (قول) سنیں اور اس کے بہتر پر چلیں —————— (پ ۲۳ الزمر)

فاضلی انوار الٰہی

ارشادات

حضور پُر نور شمس العارفین، سراج السالکین، مصدرِ فیض و کرم،

نجم الہدیٰ، سلطانِ حقیقت، پیرِ مغاں، سرچشمۂ رشد و ہدایت، پناہِ بیکساں، معدنِ جود و سخا،

محرمِ اسرارِ الٰہی، سرچشمۂ انوارِ الٰہی، سرتاجِ اولیا، سرتاجِ عاشقاں، سرتاجِ عارفاں، سرتاجِ

کاملاں، سرتاجِ اکملاں، غوثِ انس و جاں، قطبِ مکان و لامکاں، قطب الاقطاب،

غوث الاعظم، قلندرِ اعظم حضرت فضل شاہ صاحب شہنشاہِ قطبِ عالم، سری سقطی ظلہٗ العالی۔

مرتبہ

(حافظ محمد احمد رضا) نذر الاسلام فاضلی قادری

مکتبہ عرفان — لاہور

تعداد اشاعت اول ــــــــــ ایک ہزار

قیمت ــــــــــ تین روپے ۳

باہتمام ــــــــــ حاجی محمد ارشد قریشی ایم اے

طابع و ناشر ــــ حضرت صاحبزادہ رضا حسین صاحب بلالی قیجالی

کاتب ــــــــــ محمد حفیظ قریشی۔ لاہور

پریس ــــــــ استقلال پریس۔ لاہور

مکتبہ عرفان انفنٹری روڈ دھرم پورہ لاہور

انتساب

حضورِ پُر نور سلطان العارفین، سراج السالکین، قطب الاقطاب، کاملِ اکمل

حضرت میاں خدا بخش صاحبؒ سرتاجِ اولیا

کی ذاتِ بابرکات کے نام جن کے لگائے ہوئے شجرِ بے نظیر کے فیوض و برکات سے مخلوقِ خدا فیض یاب ہو رہی ہے اور ہوتی رہے گی۔

فہرست

تشریحات آں باہو

مخزنِ حقائق

شمس العارفین، سراج السالکین، [illegible]



تعارف

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

"دیدہ ور کے تین مقام ہیں۔ نے نوازی، بے نیازی، پاک بازی"، یہ الفاظ اسی پاک ہستی کے ہیں جو اپنی دی ہوئی تعریف پر آپ خود شاہد ہے۔ جس کی نے نوازی نے گناہوں میں لتھڑے ہوئے انسانوں کو گلے لگا کر، اُن کی عادات غیر کو خیر میں تبدیل فرمایا اور اُنہیں غرض و غایت سے پاک کر کے اللہ کے فضل سے، واصل باللہ فرما دیا۔ جس نے مصائب و آلام میں گھری ہوئی مخلوق کو نہ صرف طمانیت قلب عطا فرمائی بلکہ مصائب آلام کو سلامتی کا پہلو عطا کر کے صبر و شکر کی تربیت فرمائی۔ جس کی دعا ہوتی ہے کہ "الٰہی نہ صرف اُس کی مشکل حل فرما، بلکہ اسے اس قابل فرما دے کہ جس کے لیے یہ دعا کرے، اُس کی بھی مشکل حل ہو جائے"۔ یہ ذکر اُس ہستی کا ہے جو یتیموں، مسکینوں اور غریبوں کی فریاد رس ہے۔ جس کے دَر سے سائل جو لینے آیا ہے اُس سے سوا پاتا ہے۔ جس کی تعلیم یہ ہے کہ "سائل کا سوال حتی المقدور پورا کرو اور ساتھ ہی اُس کا شکریہ بھی ادا کرو۔" وہ جس کے اسوہ حسنہ نے سالکانِ راہِ طریقت کی رہبری فرما کر، انھیں الجھنوں سے پاک

اور حقیقتِ تصوف سے روشناس فرمایا اور صحیح راہِ فقر پر گامزن کر دیا۔ توحید کے مفہوم اور رسالت کے مقام سے روشناس کرایا۔ اللہ تعالےٰ سے پاک رہنا سکھایا اور مخلوق سے اللہ تعالےٰ کے لیے معاملہ رکھنے کی تلقین فرمائی اور محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) سے باوضو رہنے کا شرفِ کامل عطا فرماتا ہے۔ ذکر میں مشغول رہنا اور درود پاک میں مصروف رہنا سکھاتا ہے۔ جس کی نگاہِ نیم باز نے خوابیدہ انسانوں کو اس طرح بیدار فرمایا کہ جن کی نیند صبح کی نماز کے لیے بھی نہ کھلتی تھی وہ تہجد کے وقت سے جاگنے لگ گئے۔ ایسی دائمی جاگ عطا فرمائی کہ مستِ خواب، بیدار اور بیدار، محبت میں بے قرار رہنے لگے۔ جسکی توجہ عالیہ نے عبادات میں وہ خشوع و خضوع پیدا فرمایا کہ نماز الصلوٰۃ معراج المومنین کی مصداق ہو گئی۔ جس کی نظر کیمیا اثر سے قلوب کثیف مصفا و مجلیٰ ہو کر تجلیات و انوار الٰہی کا مرکز بنتے جاتے ہیں۔ وہ ہستی جو نہ صرف اپنے عقیدت مندوں، بلکہ خدا کے سارے بندوں کے لیے فلاح و بہبود اور خیر و خوبی کی متلاشی اور دست بدعا رہتی ہے۔ اس مقام پر حضور غوث الاعظمؒ نے فرمایا ہے کہ "زاہدِ مبتدی لوگوں سے بھاگتا ہے اور زاہدِ منتہی لوگوں کو طلب کرتا ہے کیوں نہ کرے کہ اس کے پاس ان کی دوا موجود ہے"۔ انوارِ الٰہی کا یہ سرچشمہ، جود و سخا کا یہ معدن، عارفوں کا یہ آفتاب، سالکوں کی مشعلِ راہ، عاشقوں کی راحتِ جاں، مشتاقوں کی مراد بر آں، ولیوں کا یہ سرتاج انیسویں صدی کے آداخر میں دنیا میں تشریف فرما ہوا۔ جن کا نام نامی، اسم گرامی حضرت فضل شاہ صاحب (قطب عالم مدظلہ العالی) ہے۔ آپ (حضور پُرنور) کی پیدائش جالندھر شریف میں ہوئی۔ آپ کے آباء و اجداد پہلے بکیرہاں ضلع ہوشیارپور میں سکونت پذیر تھے بعد میں

حکمتِ ربی کے تحت جالندھر میں آبسے۔ آپ کے والد ماجد کا نام حضرت نبی بخش تھا۔ آپ کے والد صاحب درویشانہ اوصاف کے حامل تھے۔ اس زمانے میں آپ کی ساری آمدن اکثر غریب نوازی مسکین نوازی اور مہمان نوازی پر خرچ ہوتی تھی۔

آپ کے والد صاحب حضرت شاہ محمد غوثؒ کے مرید تھے اور آپ (حضرت فضل شاہ صاحب قطب عالم مدظلہ العالی) کو حضرت شاہ محمد غوثؒ کے پاس لے جاتے تو جس وقت صاحب موصوف آپ کو دیکھتے تو گود میں اٹھا لیتے اور یہ زبانِ حال سے کہتے کہ "یہ میرا بیٹا "فیضی شاہ ہے"۔ اسی طرح غلبۂ حال میں بار بار فرماتے رہتے کہ "یہ میرا بیٹا فیضی شاہ ہے، یہ میرا دل ارجمند فیضی شاہ ہے یہ میرا پیارا فیضی شاہ ہے"۔

حضرت شاہ محمد غوثؒ سید گھرانے سے تعلق رکھتے تھے اور حسنی وحسینی ہیں اور چشتیہ خاندان کے اپنے وقت پر بہت بڑے غوث اور قطب ہوئے ہیں ــــــ حضرت قبلہ فضل شاہ صاحب اس وقت ابھی بچہ ہی تھے اور آپ جس چیز پر ہاتھ رکھتے حضرت شاہ محمد غوثؒ آپ کے والد صاحب کو فرماتے کہ "یہ لے جاؤ" ــــــــ آپ کی والدہ صاحبہ مساۃ عمر بی بیؒ بھی درویشانہ اوصاف رکھتی تھیں۔ بچپن میں ہی جب دستر خوان بچھاتیں تو محلے کے بچوں کو بھی آپ کے ساتھ بٹھاتیں تاکہ صغیر سنی ہی سے مہمان نوازی تواضع اور مروت کا سبق ازبر ہو جائے۔

واقفِ حال بیان کرتے ہیں کہ بچپن میں آپ کے چہرۂ انوار پر ایک غیر معمولی سنجیدگی اور متانت تھی اور پیشانی سے انوار و تجلیات کے اثرات نظر آتے تھے۔ آپ کی گفت و شنید، نشست و برخاست اور چال ڈھال ایک غیر معمولی شخصیت کی نشاندہی کرتی تھی۔ آپ بچپن میں ہی نہایت درجہ کے خلیق اور ملنسار تھے۔ بچوں کے ساتھ بیہودہ

کھیل سے احتراز کرتے تھے۔ اپنا زیادہ وقت مسجد میں گزارتے تھے یا گھر سے باہر احباب کے ساتھ نکل جاتے۔ جو جیب میں پیسے وغیرہ ہوتے وہ بچوں میں یا غریبوں مسکینوں میں تقسیم کر دیتے تھے یا اس سے اپنے ساتھیوں کی خاطر تواضع کی جاتی۔

بچپن کے ساتھیوں میں حضرت نیاز احمد صاحب ہردمؒ، حضرت مولوی محمود یٰسین صاحب سجادہ نشین، حضرت مولانا غلام رسول صاحبؒ اور حضرت خلیفہ محمد یوسف صاحب مشہور ہیں۔ یہ سب اللہ والے ایک ہی محلہ میں رہتے تھے۔ اور بھی بے شمار بچے آپ کی ہمراہی میں کھیلتے رہتے تھے۔

حضرت ہردم صاحب قادری خاندان کے سرتاج اولیاء ہیں اب حال پر۔ حضرت مولوی محمود یٰسین صاحب نقشبندی خاندان کے سرتاج اولیاء ہیں۔ آپ کا درس پاک گوجرانوالہ میں ہے ——— درس حافظ غلام رسولؒ مسجد باغ والی نلوہ بلڈنگ ——— درس پاک ہر وقت جاری رہتا ہے قریباً سو حافظ ہر وقت تعلیم پاتے ہیں۔ ان سب کا خرچہ حضور پر نور ہی ادا کرتے ہیں۔ حضرت مولوی صاحب سے بے شمار مخلوق دین و دنیا کا فائدہ اٹھا رہی ہے اب حال پر حضرت خلیفہ محمد یوسف صاحب راولپنڈی میں تشریف رکھتے ہیں اور گوجرانوالہ میں قیام پذیر رہتے ہیں ——— درس پاک مذکورہ میں خلیفہ محمد یوسف صاحب سرتاج بھی ہیں اور فرد الاولیا بھی ہیں اب حال پر۔

جتنے بچے کمسنی میں آپ کے ساتھ کھیلتے رہے اکثر سرتاج اولیا ہوئے، قطب ہوئے، متقی اور پرہیزگار ہوئے۔ یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے۔ مخلوق خدا آپ سے اب بھی دین کا بھی اور دنیا کا بھی فائدہ اٹھا رہی ہے۔

آپ کا سب لوگوں کو فرمان ہے کہ "کوئی پوچھو۔ دین کی، دنیا کی، سب کو اجازت ہے۔" چودہ سال کی عمر میں مستانی کیفیت کا ظہور ہوا۔ آپ خود فرمایا کرتے ہیں کہ ان دنوں اکثر یہ دعا ہوتی تھی کہ "زنداں خانہ مل جائے یا مست ہو جائیں۔" آخر اللہ کرم دعا قبول ہوئی اور مقبول ہوئی۔ مستانی حالت میں طغیانی آگئی تو آپ باہر جنگل کی طرف نکل گئے۔ نہ وہاں کچھ کھانے کا اہتمام تھا نہ پینے کا۔ جو میسر ہوتا کھاتے پیتے۔ اکثر کئی کئی دن بغیر کھائے پیئے گزر جاتے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ وہ خالق حقیقی ہی اپنے مقبولوں اور محبوں کو کھلاتا، پلاتا ہے۔ جس طرح حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- اِنِّیْ اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِیْ (مشکوٰۃ شریف) میں رہتا ہوں اپنے رب کے پاس وہی کھلاتا ہے مجھ کو اور وہی پلاتا ہے مجھ کو ——— اس حالت میں آپ کے پاس صرف تین چیزیں تھیں، ایک تسبیح، ایک لوٹا اور ایک چھڑی۔ آپ فرمایا کرتے ہیں کہ دو کام اس وقت ہوتے تھے، ایک اپنے آپ کو پٹینا، دوسرے رونا۔ کسی سے ملتے نہیں تھے۔ اگر کوئی صاحب کام کے لیے آتا تو اس کو دیکھ کر دُور سے کہنا شروع کر دیتے کہ "جا تیرا کام ہو گیا اللہ کے فضل سے" جائز کاموں کے لیے! ورنہ ناجائز کاموں کے لیے جو مخلوق جاتی تھی نہ اُن سے ملتے اور نہ ان کو نزدیک آنے دیتے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ لوگ آپ کو گھیر لیتے، ان کے دعا کرتے، وہ بامراد ہو جاتے۔ آپ مستانی عالم میں بہت کم بولتے تھے اور جب بولتے تو جو زبانِ پاک سے فرما دیتے وہ فوراً اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہو جاتا۔ بارہ سال مستانی حالت میں رہے۔ ان ایّام میں جو دیکھ لیتا دیوانہ اور مستانہ ہو جاتا ـــ اس کے بعد آپ کو اللہ تعالیٰ نے حضور پُرنور حضرت میاں خدا بخش صاحب رح کی خدمت میں پہنچا دیا۔

حضور پُرنور حضرت میاں صاحبؒ قادری سلسلے کے درویش باخدا تھے۔ آپ کا دربار آبادی پورہ (جالندھر) میں تھا۔ آپ چالیس سال حضور پُرنور غوث الاعظمؒ کے مزار اقدس پر چکر لگاتے رہے۔ آپ (حضرت میاں صاحبؒ) کے پیرو مرشد حضرت محمد شرف الدینؒ کلید بردار بغداد تھے چالیس سال کے بعد سرتاج ولی ہو کر آپ جالندھر تشریف لائے چونکہ آپ کو حکم جالندھر شریف کا ہوا تھا۔ آپ چاروں سلسلوں (قادری، نقشبندی، سہروردی، اور چشتی) کی بیعت کرنے کے مجاز تھے۔ حضور پُرنور، سلطان العارفین، سراج السالکین، قطب الاقطاب، کامل اکمل حضرت میاں خدابخش صاحب سرتاج اولیاؒ کی عمر پاک ۱۵۰ سال کے قریب ہوئی۔ جب آپ کی عمر سو سال کو پہنچی تو آپ نے اناج وغیرہ کھانا چھوڑ دیا، صرف سحری اور افطار کے وقت شربت یا لسی کا استعمال کرتے تھے۔ لیکن اہتمام کسی چیز کا نہیں کیا جاتا تھا۔ آپ کا وصال ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۶۹ھ بروز اتوار (مطابق ۹ جولائی ۱۹۵۰ء) بمقام اڈا کاڑھا ہوا۔ اور آپ کا مزار اقدس منٹگمری پیر بخاری قبرستان میں ہے جو مرجع عام و خاص ہے۔

آپ حضور پُرنور حضرت میاں صاحبؒ کی حضوری میں ہمہ وقت سر بزانو بیٹھے رہتے۔ بے شمار خلقت یہاں آتی، آپ کو خاموش دیکھ کر لوگ حضور پُرنور سے فرماتے کہ "اس بچے کو کبھی بولتے نہیں دیکھا۔" حضور پُرنور حضرت میاں صاحبؒ فرماتے کہ "یہ بچہ اپنے وقت پر بولیگا اور اس وقت کائنات میں اس کا جواب نہیں ہوگا۔" وہ علم الٰہی ناظرین اور سامعین کے سامنے ہے تاکہ اس سے مخلوق خدا پوری طرح استفادہ کرسکے۔

حضور پُرنور حضرت میاں صاحبؒ، صاحب وقت، قطب زماں، سرتاج اولیا

اپنے زمانہ کے معروف کرخی تھے۔ حضور پُرنور حضرت میاں صاحبؒ کا ایک ایک لفظ قیامت تک اولیائی کا مقام رکھتا ہے۔

آپ (حضور پرنور حضرت فضل شاہ صاحب) ۱۴ سال حضور پُرنور حضرت میاں صاحبؒ کی خدمت میں رہے۔ وہاں سے چار انعام عطا ہوئے۔ قول کا انعام عطا ہوا، اعمال کا شرف عطا ہوا، علم کا تصرف عطا ہوا اور اخلاص اللہ تعالیٰ کی طرف سے حسن کی صورت میں اترنے لگ گیا ہر مقام پر۔ بعد ازاں حضور پرنور کی اجازت سے آپ اپنے رحمت خانہ میں تشریف لے آئے۔ مخلوق آپ کی طرف رجوع کرنے لگی۔ اس زمانہ میں جلال کا اثر لوگوں کے قلوب پر حاوی تھا۔ لوگ موقع محل دیکھ کر بات کرتے اور مختصر بات کرتے۔ آپ کی محفل میں اکثر یہ حالت رہتی تھی کہ ان گنت مست ہو جاتے اور ان گنت سرمست ہو جاتے۔ ہر وقت دیوانوں اور مستانوں کا میلہ لگا رہتا۔ اس زمانہ کے مشہور مست حضرت ہردم صاحب ہیں جو آجکل بھی مستانی حالت میں ہیں، حضرت ہردم صاحب نے آپ کی شان میں بہت کلام کہا ہے۔ ان کی ایک نظم جس کا تعلق اس بیان سے ہے۔ قارئین کے لیے تحریر ہے۔

فضل شاہ قطب عالم کا عجب جاری ہے میخانہ
بینا ہو جس نے پی لے وہ ہر رنگی مے کا پیمانہ
کرے ہے مست ایک پل میں نہیں ہے دیر ٹھہرانہ
پلک میں چور دیکھا جھلک میں در جہ قطبانہ

جو پیدا تھے جو پیدا ہیں سبھی ہیں اُن کے طلبانہ
جو عاشق شاہِ جیلاں ہو وہ دیکھے ان کا چہرانہ

ہر دم نے صاف دیکھا ہے عجب ان کا کرشمانہ
نظر بس ایک سے طالب کو پار کر دینا

آپ کے سامنے مخلوق بہت سے ایسے بچوں کو لاتی جو لاعلاج مرض میں مبتلا ہوتے اور قریب المرگ ہوتے۔ آپ اس بچے کے سر پر دستِ شفقت پھیرتے اور ساتھ ہی اُس بچے کا نام تبدیل کر دیتے اور گھر والوں سے یہ خطاب ہوتا کہ تمہارا جو بچہ تھا وہ بزرگانِ دین نے لے لیا اور اپنا تندرست بچہ تمہیں عنایت کر دیا اللہ کے فضل سے۔ وہ بچہ اُسی وقت صحت یاب ہونے لگ جاتا اور تندرست ہو جاتا۔ اب حال پر بھی یہی ہو رہا ہے۔

قریباً ۴۰ سال کی عمر میں جا کر متاہلانہ زندگی اختیار کی۔ اولاد بھی ہوئی جس میں چار صاحبزادے اور ایک صاحبزادی بقیدِ حیات ہیں، سب سے بڑے صاحبزادے عبدالرزاق المعروف بہ رضا حسین ہیں۔ حال پر آپ کو رضا حسین بھی کہتے ہیں اور عبدالرزاق بھی کہتے ہیں۔ خطابی نام آپ کا عبدالرزاق بلالی جمالی ہے۔ آپ کو دو خاندانوں سے فیض عطا ہوا۔ آپ حضرت مولوی محمود یٰسین صاحب کے مرید ہیں اور ارادت حضرت قبلہ فضل شاہ صاحب قطبِ عالم مدظلہ العالی سے ہے دونوں خاندانوں سے آپ کو تعلق اور ارادت ہے اور دونوں خاندانوں سے فیض لیتے اور دیتے ہیں اب حال پر آپ سے چھوٹے صاحبزادے حضرت مقبول الٰہی صاحب اور ان سے چھوٹے حضرت مست فدا الٰہی صاحب، سب سے چھوٹے صاحبزادے کا اسم گرامی حضرت علی محمد صاحب ہے۔ سب ہی آپ کے اخلاقِ حسنہ کے جامع ہیں۔

برِصغیر کی تقسیم کے بعد آپ ہجرت کر کے پاکستان تشریف لائے۔ آتے ہی ماموں کانجن (تحصیل سمندری ضلع لائل پور) سکونت اختیار فرمائی۔ پھر آپ کے عقیدتمندوں نے مخلوقِ خدا کی بہتری اور فلاح کے لیے لاہور اور پاکستان کے دیگر علاقوں میں عارضی مستقر بنا دیئے۔ تمام شہروں سے آپ کے عقیدت مند جوق در جوق آپ سے فیض حاصل کرنے کے لیے آتے ہیں اور درخواست کرتے ہیں کہ "حضور! ہمارے علاقہ کو بھی قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمائیں اور مخلوقِ خدا اس چشمہ فیض سے فیض یاب ہو۔ دین و دنیا کے انعامات انہیں عطا ہوں۔ اب حال یہ ہے آپ سے مخلوق، دین کا بھی فائدہ اٹھا رہی ہے اور دنیا کا بھی فائدہ اٹھا رہی ہے۔ آپ کے دربار پر جزو کی بھی تقسیم ہو رہی ہے جزو اعظم کی بھی تقسیم ہو رہی ہے اور کُل کی بھی تقسیم ہو رہی ہے۔ ایک ہی تقسیم ہو رہی ہے عام کے ساتھ۔ خاص کے ساتھ اور خاص الخاص کے ساتھ۔

جو مصائب و آلام میں گھری ہوئی مخلوق آپ کے دربار پاک پر حاضر ہوتی ہے۔ ان کے لیے دعائے خیر کرتے ہیں اُن کی مشکل حل ہو جاتی ہے اور اس قابل بنایا جاتا ہے کہ جس کے لیے وہ دعا کریں ان کی بھی دعا قبول ہو۔ جو سائل جس کام کے لیے بھی آئے بامراد ہو کر جائے۔

آپ رات کے ۲ بجے تہجد کے لیے اٹھتے ہیں اور تمام محبین بھی آپ کے ساتھ اسی معمول سے اٹھتے ہیں۔ نمازِ تہجد ادا کی جاتی ہے۔ سورہ مزمل کی تلاوت کی جاتی ہے۔ شجرہ شریف قادریہ خاضلیہ، اسمائے غوث الاعظم اور درود تاج و صلوٰۃ و سلام پڑھا جاتا ہے۔ چاہے سفر میں ہوں یا حضر میں ہوں۔ کہیں بھی ہوں۔ یہ عمل جاری و ساری رہتا ہے۔ آپ کا بابِ فیض ہر وقت کھلا رہتا ہے۔ آپ نے اپنے لیے کوئی

وقت نہیں رکھا جو سائل جس وقت آئے مراد پائے۔ دن رات میں بیشتر وقت نصیحتِ خلق میں گزارتے ہیں۔ کھانے پر کتنے ہی لوگ جمع ہو جائیں۔ سب کو کھانا اپنے ہاتھ سے کھلاتے اور خود تقسیم کرتے ہیں۔ آپ خود سب سے آخر میں کھاتے ہیں۔ اپنے لیے کوئی علیحدہ اہتمام نہیں ہوتا۔ وہی کھاتے ہیں جو اوروں کو کھلایا جاتا ہے۔ سادہ لباس پہنتے ہیں۔ کوئی حاجت مند آئے بے مراد نہیں لوٹاتے۔ آپ کے ہر فعل میں، آپ کی بول چال میں سنتِ نبوی کی جھلک نظر آتی ہے۔ اسوہ حسنہ کے مکمل جامع ہیں۔ قدرت نے آپ کو اخلاقِ کریمانہ عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حسنِ صورت اور حسنِ سیرت دونوں سے بہرور کیا ہے۔ آپ بڑے متحمل مزاج، مخلوقِ خدا پر مشفق، خلیق، ملنسار، صاحبِ عزم، بلند حوصلہ، پیکرِ صبر و شکر ہیں۔ جو ایک دفعہ آپ سے مل لیتا ہے دوبارہ ملنے کی آرزو کرتا ہے۔ کوئی کتنی ہی درشتی سے پیش آئے۔ آپ نرمی سے جواب دیتے ہیں، اس کو معاف کر دیتے ہیں اور اس کے حق میں دعائے خیر کرتے ہیں۔ سلام کی ابتدا خود کرتے ہیں۔ بڑوں کی تعظیم، چھوٹوں

پر شفقت فرماتے ہیں۔ ضعیفوں، مسکینوں اور غریبوں، ناداروں کی مدد کرتے ہیں۔ اس مقام پر حضور پرنور حضرت غوث الاعظمؒ کا ایک ارشاد نقل کرتا ہوں "ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ فرائض کے بعد جب میں اچھے کاموں پر غور کرتا ہوں تو محتاجوں اور مہمانوں کو کھانا کھلانے اور عام و خاص کے ساتھ خوش خلقی سے برتاؤ کرنے سے بہتر کسی کام کو نہیں پاتا"۔ آپ کا بھی حال یہی مقام ہے۔ جو پاس ہوتا ہے سب غریبوں، مہمانوں پر خرچ کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ خود کفیل ہے اپنے پیاروں کے لیے۔

دنیا میں دو قسم کے طبیب آتے رہتے ہیں۔ ایک طبیب جسمانی، دوسرا طبیب روحانی" اکثر یہ دونوں مقام اکیلے اکیلے رہتے ہیں۔ جس بندے اپنے پر اللہ تعالیٰ انتہائی کرم کرتا ہے اس پر یہ دونوں مقام آجاتے ہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دونوں انعاموں کے جامع ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا محبوبؐ کی بدولت ہے۔ جو مریض لا علاج مرض میں مبتلا ہوں۔ آپ کا دستِ شفا لگنے سے وہ شفایاب ہو جاتے ہیں۔ یہ واقعات اکثر دیکھنے میں روزانہ آتے ہیں۔ آپ جو فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرماتے ہیں۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود   گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

آپ کو اللہ تعالیٰ نے علم الٰہی عطا کیا ہے۔ آپ جو زبانِ پاک سے فرماتے ہیں اس کا بدل کائنات میں نہیں۔ کیونکہ بزرگانِ دین کتاب و شنید سے نہیں ہیں۔ کتاب اور شنید بزرگانِ دین سے ہے۔ عام شنید کے ساتھ ہے خاص کتاب کے ساتھ ہے اور خاص الخاص ام الکتاب کے ساتھ ہے۔ اور ام الکتاب اللہ تعالیٰ امی کو عطا فرماتا ہے تاکہ مخلوق یہ نہ کہہ سکے کہ اللہ تعالیٰ کا پیارا کتاب و شنید سے بول رہا ہے

عام اور خاص لوگ پڑھی ہوئی اور سنی ہوئی بتاتے ہیں۔ بزرگانِ دین اس لیے آئے ہوئے ہیں کہ جو ان پر عطا ہو رہی ہے حال پر، وہ عطا کرنے کے لیے آئے ہوئے ہیں۔ اس عطا سے پورا پورا فائدہ اٹھا لینا چاہیے۔

آپ جو فرماتے ہیں ایک ایک حرف اولیائی کا مقام رکھتا ہے اور ایک ایک جملہ پر کتاب بن سکتی ہے۔ یہ کتاب جو آپ کے ہاتھ میں ہے اس میں آپ کے ارشادات عالی ہیں جو آپ نے وقتاً فوقتاً مجلسوں میں ارشاد فرمائے۔ جو صاحب صداقت

کی آنکھ سے دیکھے گا، دنیا میں وہ کامیاب ہوگا اور دین میں بامراد ہوگا۔

اس کتاب میں آپ کے ۲۸، بیان ہیں انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں اور شائع کیے جائینگے۔ اس کے تاریخی نام اور مقامی نام یہ ہیں۔

(۱) وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ

(۲) مِرْاٰةُ الْحَیَاةِ مِنَ الْمَهْدِ اِلَی اللَّحْدِ ۱۳۸۵ھ

اللہ تعالیٰ سب صاحبوں کو بزرگانِ دین کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور بزرگان دین کا ساتھ ساتھ رکھے اپنی رحمت سے آمین ثم آمین۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللہِ۔

خادم الفقراء احقر (حافظ محمد احمد رضا) نذرالاسلام فاضلی قادری

بتاریخ ۷ جنوری ۱۹۶۶ء مطابق ۱۴ رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ بروز جمعۃ المبارک

نوٹ:۔ ان بیانات میں قوسین ( ) میں ہر جگہ الفاظ مرتب کی طرف سے ہیں۔ ہر بیان ایک مسلسل مضمون ہے۔ فقرہ بندی مرتب کی طرف سے، سہولتِ نظر کی خاطر کی گئی ہے۔

(نذرالاسلام)

ہدیۂ عقیدت از حضرت صوفی محمد نذیر صاحب امام العارفین (اچھرہ شریف) لاہور

حضور پیر نور کی ذاتِ گرامی کی نظرِ لطف و کرم مدتِ مدید کی تحت الثریٰ میں مستغرق کشتیوں کو فسق و فجور کے بھنور سے نکال کر ساحلِ مراد پر پہنچا دینے کا موجب و ذریعہ ہے۔ حضور پُر نور سلطانِ حقیقت کی نظرِ کیمیائی قلوب کثافت آلودہ کو آنِ واحد میں مصفا کر کے مثلِ آئینہ بنا دینے کا سبب و وسیلہ ہے۔ حضور کی نظرِ التفات جن خوش نصیب دلوں پر تصرف فرماتی ہے۔ وہی دل سلیم و مطمئنہ کی صورت اختیار کر لیتے ہیں اور وہی ہستیاں متمیز و نمایاں سیرت کی حامل ہو جاتی ہیں۔ جو قبل ازیں فسق و فجور میں لتھڑی پتھڑی بعید از انسانیت بلکہ انسانیت سوز حرکات کی ہمہ وقت مرتکب ہوتی رہتی تھیں۔ حضور پُر نور کی توجہ لاثانی عبادات میں خضوع و خشوع پیدا کر کے ایمانِ ناقص کو ایمانِ مقوی و مستحکم میں بیک ساعت تبدیل کر دیتی ہیں۔ حیوانیت سے انسانیت پیدا کر کے واصل باللہ کر دینا حضور کے فیضانِ صحبت کا ادنیٰ سا کرشمہ ہے اور روحانی خشک کھیتی کو آنِ واحد میں ہرا بھرا و شاداب کر دینا حضور کی قوتِ افادہ کا خاصہ ہے۔ حضور پُر نور معدنِ جود و سخا کی نظرِ عنایت جدھر بھی کرم کا ارادہ کرتی ہے اُدھر ہی سے سحری کے وقت مالکِ حقیقی کی خوشنودی کے حصول کی خاطر ذکر میں مشغول دکھائی دیتے ہیں۔ اس چشمۂ فیضِ لامتناہی سے جس کسی نے بھی ایک آدھ گھونٹ پی لیا وہی مشاہداتِ صنعاتِ ربانی کی لطف اندوزی میں منہمک ہو گیا۔ حضور کی ذاتِ گرامی ایک ایسی درسگاہِ فیوضِ عام ہے جس سے ظالم بھائیوں کے ساتھ بھی حسنِ سلوک کی ترغیب تکلیف دہندوں کی ایذا رسانی پر عفو کرنے کا حوصلہ اور ان کے حق میں دعا کرنے نیز ان کا شکریہ بھی ادا کرنے کا درسِ نایاب ملتا ہے۔ مزید برآں سائل کے سوال کو حتی المقدور پورا کرنے کے بعد اس کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرنے کی رغبت حاصل ہوتی ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ جملہ قارئین حضرات اس بحرِ ناپیدا کنار سے چلو دو چلو ہی بھر کر پی لیں۔ تاکہ فلاح نصیب ہو۔

دعا ہے کہ زیادہ سے زیادہ مخلوقِ خدا اس چشمۂ فیضِ روحانیت پر پہنچ کر مستفیض و مستفید ہو سکے اور اس مردِ عارف کی توجہ سے ایمان کے پودے کے گرد جو خود رو جڑی بوٹیاں بکبر و حسد اور حرص و ہوا، حبِ جاہ و حشمت، حبِ مال وغیرہ اُگ آئی ہیں نیست و نابود ہو جائیں در اصل ایمان کا پودا مقوی اور مستحکم ہو کر بار آور ہو سکے۔ (آمین ثم آمین)

۱

دیباچۂ انکشاف

سب تعریف اللہ کی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ (سب تعریفیں اور خوبیاں اللہ کے لیے ہیں جو پروردگار ہے سارے جہانوں کا) حمد اُس رَبّ کی جو تمام عالموں کا رَبّ ہے۔ پالنے والا۔

اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ "جو رحمٰن اور رحیم ہے"

جس طرح اللہ تعالیٰ رحیم ہے اپنی مخلوق کے ساتھ، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے بندے کو بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے رحیم رہنا چاہیے۔ جو صاحب رحیم رہیگا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے فائدہ اٹھا جائیگا۔

مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۔ (روزِ جزا کا مالک) مالک یوم کا ہوگا۔ یوم سے دن مراد ہے۔ حال پر دن عارف کا۔ اللہ تعالیٰ کو صورت کے اعتبار سے دیکھا جائیگا اور معنوں کے اعتبار سے دیکھا جا رہا ہے۔ دن یوم میں صورت کے اعتبار سے بھی دیکھا جائیگا۔ اور معنوں کے اعتبار سے بھی دیکھا جائیگا۔ خلق اللہ سے اللہ تعالیٰ کے معنی موجود ہیں اور صورت کے اعتبار سے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نمایاں ہے۔ مقام دو ہیں نمازیں۔

ایمان اوّل —— میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں

ایمانِ دوم ـــــ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔

اسی مقام پر حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:-

"الصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ" مومنوں کو نماز میں معراج ہو رہا ہے۔

نمازِ شریعت ـــــ پانچ وقتی

نمازِ طریقت ـــــ سات وقتی

نمازِ حقیقت ـــــ ہر وقتی

پنج ویلے ـــــ ست ویلے ـــــ ہر ویلے

نمازِ طریقت ـــ تہجد اور اشراق

اس نماز (نمازِ تہجد) کے لیے محبّ جس وقت اٹھتا ہے۔ ـــــ

ـــــ اپنے لیے نہیں اٹھتا محبوب (صلی اللہ علیہ وسلّم) کے لیے اٹھتا ہے۔ اس عمل سے خوشنودی اللہ تعالیٰ کے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلّم) سے پائی جاتی ہے۔ محبّ صورت کے اعتبار سے بھی محبوب کے ساتھ ہے اور معنوں کے اعتبار سے بھی محبوب کے ساتھ ہے۔

محبوب کی صورت کیا ہے ـــ؟ رات کو اٹھنا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے صورت کے اعتبار سے اور وقت کے اعتبار سے۔ صورت کے اعتبار سے دیکھنا اللہ تعالیٰ کو اور معنوں کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کا دیکھنا محبوب کو۔ کیونکہ محبوب محبّ کو دیکھتا ہے اور محبّ محبوب کو دیکھتا ہے۔

نمازِ حقیقت

ہر وقت باوضو رہنا محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے اور پاک رہنا اللہ تعالیٰ کے لیے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا

محبوب کے لیے اور درود پاک کو ادا کرنا اللہ تعالےٰ کے لیے۔

بزرگانِ دین فرماتے ہیں مخلوق خانۂ اعمال ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ اللہ کے ہو کر رہنا، یہ مومن کی شان ہے۔ اللہ تعالےٰ کی مخلوق سے سلوک کرنا یہ حُسنِ ایمان ہے۔ سُلوک یہ سالک کا مقام ہے۔

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ (ہم تیرے بندے تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں)

الٰہی! میں تیرا بندہ ہوں اور تجھی سے مدد چاہتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ کے ساتھ اللہ تعالےٰ کا ہو کر رہے اور اللہ تعالےٰ کے بندوں کے ساتھ اللہ تعالےٰ کا بندہ رہے۔

بندے کی تعریف کیا ہے؟ "اللہ" ماسوا اللہ سے بندہ اُس کا اور کچھ نہیں چاہتا۔ جس بندے کا یہ مقام ہوگا اللہ اُس کا ہوگا اور وہ اللہ کا ہوگا۔ چلنا پھرنا، کھانا پینا، سونا جاگنا، رہنا اور بیٹھنا یہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگا۔ لینا اور دینا یہ اللہ تعالےٰ سے ہوگا۔ انسان کے وجود میں ۲ دو مقام ہیں داتا اور منگتا۔ جو اللہ تعالیٰ کا بندہ ہو جاتا ہے وہ صورت کے اعتبار سے بھی داتا ہو جاتا ہے۔ اور معنوں کے اعتبار سے بھی داتا ہو جاتا ہے۔ اس لیے بزرگانِ دین فرماتے ہیں صاحبو! سوال مت بنو جواب بنو۔

بزرگانِ دین فرماتے ہیں۔ بندگی کی شرط یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالےٰ کا ہو جائے پھر اللہ تعالےٰ بندے کا ہو جاتا ہے۔ عمل یہ ہے کہ ہر وقت پاک رہے اللہ تعالےٰ کیلئے اور ہر وقت باوضو رہے محبوب کے لیے (صلی اللہ علیہ وسلم)

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۝ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ۝

الٰہی! ہم کو سیدھے راستہ پر چلا۔ راستہ اُن کا جن پر تو نے انعام واکرام کیا۔
سیدھا راستہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہنا۔
راستہ انعام والوں کا کیا ہے؟ اللہ تعالےٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلّم کی صفت و ثنا کرنا اور درود پاک بھیجنا۔

غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔ (اٰمین)

"نہ اُن کا جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ بہکے ہوؤں کا" (قبول کر)

بزرگانِ دین فرماتے ہیں غضب کن پر ہوا۔ جن جن چیزوں سے منع کیا ہے اُن اُن چیزوں سے منع نہ رہنا۔ اس کے معنی غضب ہیں۔ کیونکہ حکم اللہ تعالےٰ کا ہے۔ "منع، مقام نہی" امر کے تابع رہنے کے معنی انعام والوں کے نکلتے ہیں۔ محب جو منع کی ہوئی ہیں اللہ تعالےٰ نے، اُن سے منع رہتا ہے۔ اور جن چیزوں کے لیے اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہے، وہاں کاربند رہتا ہے۔

ناظرین صاحبوں کو یاد رکھنا چاہیے اور سامعین صاحبوں کو نوٹ رکھنا چاہیے۔ کوئی لفظ کوئی فقرہ یا کوئی عبارت نہ جان سکے جسے۔ سب سے پہلے اپنے آپ کو جاننا چاہیے۔ کیا جاننا چاہیئے؟ جس جس مقامات کا علم نہ ہو حقیقتاً ابھی وہ مقام نہیں آیا ہوا۔ سالک کو جان لینا چاہیے جسے جانتا ہے اُسے تو جانتا ہے جسے نہ جانے حال پر اس کو اللہ تعالےٰ پر چھوڑ دے۔ اللہ تعالےٰ جس وقت علم عطا فرمائیگا تو پھر یہ جانا جائے گا۔ ناظرین کو اسی جستجو میں لگے رہنا چاہیئے۔ اس کتاب کے ہر لفظ کو صداقت کی آنکھ سے دیکھے۔ جہاں بھی جو صاحب الجھا ہوا ہو گا۔ اسی راہ وروش سے وہ تمام الجھنیں نکل جائیں گی۔

دوری چلی جائے گی اور حضوری کا شرف عطا ہو جائیگا۔ فقیر (حضرت قبلہ فضل شاہ صاحب قطب عالم مدظلہ العالی) کا اپنا ذاتی اور صفاتی کوئی زیر زبر نقطہ نہیں ہے۔ یہ سب امور صداقت کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ سچا ہے۔ اس کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پکا ہے اور اللہ تعالےٰ کا کلام بھی سچا ہی ہے۔ سچے پر ہی جلوہ گری کرتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالےٰ کا کلام سچے کا بھی شاہد ہے اور کچے کا بھی شاہد ہے جو اس کتاب کا نقطہ، زیر، زبر نہ جان سکے قرآن کریم کے مطابق یا حدیث پاک کے مطابق، اس پر عمل نہیں کرنا چاہیئے۔ بغیر جاننے کے جو صاحب عمل کرے گا وہ اپنے عمل کا آپ ہی ذمہ دار ہوگا اور خود ہی جوابدہ ہوگا۔

اللہ تعالےٰ ساری مخلوق سے رحیم ہے۔ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اس کا کریم ہے۔ حاضر وقت بزرگان دین صاحب دین ہیں۔ مومن کی شان شانِ تسلیم ہے۔

تسلیم کیا ہے؟ بغیر جاننے کے ماننا۔ حکم میں اللہ تعالیٰ نے جاننے کی شرط ہی نہیں رکھی۔ اسی لیے محب اپنی کوئی صورت نہیں رکھتا محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) سے نہ ذاتی اور نہ صفاتی۔ جس صاحب کی یہ صورت ہو پیار دو! اس پر رنگ چڑھ جاتا ہے "رنگ شہودی"۔ جس صاحب پر رنگ شہودی چڑھ جاتا ہے اس کی کثافت کی سب صفتیں چلی جاتی ہیں اور لطافت کی صفتیں عطا ہو جاتی ہیں۔ اربعہ عناصر سے گزر جاتا ہے۔ عشق سے بنیاد رکھی جاتی ہے۔ ایسے سچے عشق کو عشق تر کیا جاتا ہے۔ عزیز کا مقام عطا ہو جاتا ہے۔ سچے صاحب

کی تمام صفتیں جلوہ گری کرنے لگ جاتی ہیں۔ جس میدان عمل میں یہ شان نزول ہو رہا ہو۔ غیر جھانکتا رہتا ہے ہر مقام پر۔ جب وہاں کوئی مکس (قابو) نہیں چلتا تو جھانک کر پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ مرحبا کہتا ہے۔ سالک کو کسوٹی عطا ہو جاتی ہے اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا رُخ جلوہ گری کرنے لگ جاتا ہے۔

صاحبو! جان لینا چاہیے عمل کو فضیلت نہیں ہے۔ رُخ کو فضیلت ہے۔ حکم کو جاننے میں فضیلت نہیں ہے ماننے میں فضیلت ہے۔ یاد رکھو! اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے رُخ کو فضیلت ہے۔

بزرگان دین فرماتے ہیں کہ بزرگان دین کے آنے کا منشا کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو غرض وغایت سے پاک کر کے اللہ تعالےٰ کے ساتھ واصل کرنا اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے طیب کرنا اور مجالس محمدی میں باریابی حاصل کرانا۔ طالب ہر وقت اللہ تعالیٰ سے پاک رہے اور اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باوضو رہے۔ جو انسان غرض وغایت سے پاک ہو جاتا ہے وہ شرک سے پاک ہو جاتا ہے۔ اور جو صاحب محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے باوضو ہو جاتا ہے اُسے مجالس محمدی عطا ہو جاتی ہیں۔ قرب آجاتا ہے دُوری چلی جاتی ہے۔ قول سے بسم اللہ ادا ہونے لگ جاتی ہے اور اعمال سے بسم اللہ کا شرف عطا ہو جاتا ہے۔

دُعا۔ اللہ تعالےٰ اپنی رحمت سے غیر سے دور رکھے اور صاحبِ امر کے قریب کر دے۔ غیر سے کام لینے کی توفیق عطا فرمائے اور دور رہنے کا شرف عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

عام مخلوق کی بنیاد اربعہ عناصر سے ہے۔ خاص کی بنیاد، مسلمان کا ہاتھ امین

ہو اور زبان برائی سے پاک ہو۔

خاص الخاص کی بنیاد ۔ اللہ تعالےٰ کے لیے ہر وقت پاک رہے اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہر وقت باوضو رہے۔

عشق کی تعریف ۔ اللہ تعالےٰ کے لیے ہر وقت پاک رہنا۔ جو ہر وقت پاک رہیگا۔ عشق اُس کو عطا ہو جائیگا اور اُس کی بنیاد عشق سے رکھی جائے گی۔ عشق کو عشق تر کیا جائیگا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے۔ اخلاص سے نہلایا جائے گا۔ شہادت کا رنگ چڑھایا جائے گا۔ "رنگِ شہودی"۔ صدق کا پانی دیا جائیگا۔ خوشنودی کی ہوا دی جائے گی۔ پالنے کی گود ملے گی۔ حلیم کا مقام عطا ہو جائے گا۔ تُوں تُوں میں نور رچایا جائیگا ازل کے ارادے سے۔ محو کرنے کے لیے خمر عطا کی جائے گی۔ طہور کا نشہ چڑھایا جائے گا۔ اللہ تعالےٰ کے دربار میں افضل بھی وہی ہو گا۔ اطہر بھی وہی ہو گا۔ اکمل بھی وہی ہو گا اور انور بھی وہی ہو گا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو نوازا، عدم سے ہر شے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پیدا کی اور محبوبؐ کو اپنے لیے پیدا کیا۔

حال پر فقیر (حضور پُر نور حضرت فضل شاہ صاحب۔ قطبِ عالم مدظلہ العالی) کو دوست مدت مدید سے گفت و شنید کرتے رہے۔ یہ کلام جو حال پر ہو رہا ہے۔ یہ حقیقتاً کلام کسی انسان کا کلام نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالےٰ کی عطا ہے۔ کیونکہ فقیر (حضور پر نور) علم کسب نہیں رکھتا۔ جو بزرگانِ دین فرماتے ہیں وہ اللہ کے حکم سے فرماتے ہیں:۔

"جو صاحب علمِ کسب جانتا ہو اُسے صرف مشاہدہ ہوتا ہے۔ جو علم

کسب نہ رکھتا ہو اُسے مشاہدہ بھی ہوتا ہے اور اُس کے لیے عبارت بھی اترتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ اُمّی کے لیے۔ مشاہدہ اور عبارت دو مقام ہیں۔

تیسرا مقام۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے سامنے ساری کائنات کا ذرہ ذرہ پیشِ نظر کر دیتا ہے اور حکم ہوتا ہے، پیارے مشاہدہ کر لے۔ اس کا بدل ساری کائنات میں نہیں ہے۔ فقیر کا نقطہ، زیر، زبر اور لفظ کوئی اپنا نہیں ہے نعمت اترتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے۔ نعمت کا شکریہ ادا کرنے کی توفیق عطا ہوتی ہے۔ محبوبؐ کی طرف سے ہر شانِ نزول کے مطابق۔ شکریہ قول سے قول کا، اعمال سے اعمال کا، علم سے علم کا اور اخلاص سے اخلاص کا۔ اللہ تعالےٰ بڑا رحیم ہے اپنے بندوں پر۔

جس وقت سب دوست گفت و شنید کرتے تھے۔ مدت مدید ہو چکنے کے بعد بزرگانِ دین (حضور پُر نور) نے سب دوستوں کو فرمایا اگر یہ اللہ تعالےٰ کا کرم ہے۔ اللہ تعالےٰ رکھوالا اور محافظ ہے اس کلام کا۔ اللہ تعالیٰ رکھنا چاہیگا تو اس کلام کو رکھنے والا مقرر کیا جائیگا حال پر۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت صوفی محمد نذیر صاحب اچھرہ شریف (لاہور) امام العارفین کو مقرر کیا۔ امام العارفین (حضرت قبلہ صوفی صاحب) چھ مہینے تک کلام خلوت میں جمع کرتے رہے جو جلوت میں ہو رہا تھا۔ چھ مہینے کے بعد فقیر (حضور پُر نور) سے سب دوستوں کی طرف سے اجازت چاہی جلوت میں انکشاف کرنے کی کہ گویائی عطا کی جائے۔

بزرگانِ دین (حضور پُرنور) نے فرمایا کہ جس جس شہر میں دورہ ہوگا۔ بزرگانِ دین کا، جو جو کلام ہوگا وہ آپ کو بھیج دیا جائے گا۔

امام العارفین (حضرت صوفی صاحب) جمع کرتے رہے۔ حضرت غلام نبی صاحب حال پر لکھتے رہے۔ حضرت حافظ محمد نذر الاسلام صاحب کو اللہ تعالےٰ نے بھیجا وہ مشاہد کے شاہد بن گئے۔

پاکستان کے تمام شہروں میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے بے حساب ولی اور اولیاء ہر وقت باوضو رہتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کے لیے ہر وقت پاک رہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے نام کو بلند کرتے ہیں اور درود پاک میں مصروف رہتے ہیں۔ حال پر اللہ تعالےٰ نے نقیر (حضور پُرنور) کو یہ شرف عطا فرمایا۔ یہ کُل کی انتہا ہے۔

پاک۔ بلند۔ شرف۔ ابتدا۔ رُخ اور گمانِ نیک۔ رُخ۔ محبوب کا رُخ یہ پانچوں مقام کل کے ہیں۔ جس وجود شہود کو اللہ تعالےٰ اپنی رحمت سے یہ مقام عطا کر دیتا ہے وہ اس کا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کل ہے۔ کل کے یہ پانچوں مقام جسے عطا ہو جاتے ہیں وہ کُل سے کُل کُل ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالےٰ رحمان ہے۔ محبوب اس کی شان ہے جس کا یہ بیان ہے۔

پروردگارا! اور بھی آسانی عطا فرما۔ کرم کر۔ کرم کر اور ہر مقام پہ مدد کر۔

الٰہی! میں تیرا بندہ ہوں اور تیری مہربانی کا امیدوار ہوں۔

حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم آقائے گرامی ہر شے کی نشانی اور ہر حال میں محبوب پر اللہ تعالیٰ کی مہربانی۔ آقائے نعمت، معدنِ جود وسخا۔ سرچشمہ انوارِ الٰہی، ہر مقام پر فیض وکرم۔

محبوب صلی اللہ علیہ وسلّم کو ساری کائنات کے لیے رحمت بنا کر بھیجا اور محبوبؐ کی خاطر ساری کائنات کو بنایا۔ کائنات محبوب صلی اللہ علیہ وسلّم کے لیے ہے اور محبوبؐ کو اپنے لیے ——— اس لیے جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلّم کو چاہتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے محبوبؐ کو ہمیں بھی چاہنا چاہیئے تاکہ ہم بھی چاہے جائیں۔

حضور پُر نور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اور حضور پُر نور کے آل و اصحاب پر درود و سلام ہو۔ فقیر (حضور پُر نور حضرت فضل شاہ صاحب قطب عالم مدظلہ العالی) نے طلبگاران راہِ حق کو نیاز مند بنانے کے لیے اس کتاب کا نام "فاضلی انوارِ الٰہی" رکھا۔

(حضور پُر نور) فضل شاہ قطب عالم
(مدظلہ العالی)

(ب)

بیانِ احباب

حضرت خلیفہ محمد یوسف صاحب سرتاجِ اولیا، حضرت مولانا محمود یسین صاحب سرتاجِ اولیا، حضرت نیاز احمد ہر دم صاحب سرتاجِ اولیا یہ کم سنی میں ہی سب اللہ والے ایک ہی محلے میں رہتے تھے۔ حضرت ہر دم صاحب اور حضور پُر نور فضل شاہ صاحب قطبِ عالم مدظلہ العالی ایک ہی جگہ کھیل کھیلتے رہے۔ حضرت ہر دم صاحب نے حضور پُر نور کا نام نامی کمسنی ہی "دور اندیش" رکھا اور سب بچے حضور پُر نور کو دُور اندیش کے نام سے پکارتے تھے۔ خلیفہ محمد یوسف صاحب نے دور دراز کا چکر لگا کر سب ولیوں، غوثوں، قطبوں اور ابدالوں کے ساتھ میل جول کیا۔ میل جول ہونے کے بعد جب حضور پرنور سے میل جول ہوا تو آپ نے بیان دیا کہ :-

"صاحبو! سنو! حضور پُر نور کو اب حال پر اللہ تعالےٰ نے جزو کا مرتبہ عطا کیا ہے۔ جزوِ اعظم کا مرتبہ عطا کیا ہے اور کُل کا مرتبہ عطا کیا ہے اس سے فائدہ اٹھالینا چاہیے۔ حضور پُر نور کے دربار تک ایک ہی عطا ہوئی عام کے ساتھ، خاص کے ساتھ اور خاص الخاص کے ساتھ۔ حالی پر ایک ہی عطا مہربانی ہے سب کے ساتھ۔"

حضرت خلیفہ محمد یوسف صاحب کو مشاہدہ ہوا کہ :-

"جزو اور جزو اعظم ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ کل صدیوں کے بعد اللہ تعالےٰ کی طرف سے عنایت ہوتا ہے۔ اور اب حال پر کل آیا ہوا ہے۔ کل کی تقسیم ہو رہی ہے۔ عام سے۔ خاص سے اور خاص الخاص سے ایک ہی تقسیم ہو رہی ہے۔"

اولیائے کرام، حضور پُر نور حضرت فضل شاہ صاحب کو قطب عالم مدظلہ العالی کے نام سے بلاتے ہیں۔ سرتاج ولی آپ کو میاں فضل کریم کے نام سے بلاتے ہیں۔ غوث آپ کو غوث الاعظم کے نام سے بلاتے ہیں۔ قلندر آپ کو قلندر اعظم کے نام سے بلاتے ہیں۔ داتا آپ کو داتا گر کے نام سے بلاتے ہیں۔ ولیوں کا فرمان ہے کہ آج تک سب داتا ہی آتے رہے ہیں اب داتا گر آیا ہوا ہے حال پر۔ اسی طرح اولیاء، ولی، غوث، قطب اور ابدال اپنے اپنے مرتبہ اور مقام کے مطابق حضور پُر نور کو بلاتے اور اپنے اپنے مرتبہ و مقام کے مطابق فائدہ اٹھاتے۔

حضور پُر نور کی حالت کمسنی سے لگا کر اب تک یہی رہی ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے جو سائل جس کام کیلئے آیا۔ مراد لے کر گیا۔ سائل جو لینے آیا اُسے وہ بھی ملا اور اُس کے سوا بھی ملا۔ آپ کے دربارِ غوثیہ پر جو آتا اُسے اس قابل بنا کر واپس کیا جاتا کہ جس کے لیے وہ دعا کرے اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں۔ اُس کی بھی دُعا قبول ہو۔ ہر وقت فیض کا دربار کھلا رہتا ہے۔ ٹائم آپ نے عام کے لیے رکھا ہے خاص کے لیے رکھا ہے اور خاص الخاص کے لیے رکھا ہے۔ حضور پرنور نے اپنا کوئی ٹائم نہیں رکھا جس وقت سائل آئے اُسی وقت مراد پائے۔ غوث الاعظم

کے در سے دنیا کے لیے شفا ہو رہی ہے اور دین کے لیے عطا ہو رہی ہے۔ مریض دو قسم کے ہیں جسمانی مریض اور روحانی مریض۔ دونوں مقاموں پر ہی عطا ہو رہی ہے۔ بارہ سال تک حضور پُر نور مستانی حالت پر رہے۔ حضور پُر نور کے جذب کی یہ حالت تھی کہ حال پر جس مردہ کو دیکھتے وہ مردہ اللہ کے فضل سے زندہ ہو جاتا۔ اور جو بے حقیقت آتا حقیقت دیکھ کر حضور پُر نور کے دربار سے فیض پاتا۔ بزرگانِ دین نے فرمایا۔ بے حقیقت مردہ ہے اور باحقیقت زندہ ہے۔ بے حقیقت روحانی مریض ہوتا ہے۔ مرض جن صاحبوں کو لاحق ہو جاتی ہے وہ جسمانی مریض ہوتا ہے۔ حال پر عارف والا (ضلع منٹگمری) میں حافظ محمد حسین صاحب ہیں۔ جو جہانِ فانی سے گزر چکے تھے اور ایک ہی لڑکا تھا چودھری نبی بخش کا۔ اُس کے گزر جانے پر تلاش کر کے نعش پر لے گئے۔ آپ نے اس کو دیکھ کر فرمایا۔ "یہ مردہ نہیں ہے زندہ ہے۔ اِسے سماع سنائی جائے۔" سماع سنائی گئی، وہ اللہ کے فضل سے زندہ ہو گیا۔

آپ کی کرامات (ارادتِ ازلی) کا یہ حال ہے کہ جو سائل اولادِ نرینہ کے لیے آتے ہیں۔ بچے کا نام سال پہلے۔ دو سال پہلے۔ تین سال پہلے اور چار سال پہلے رکھا جاتا ہے، اس کے لیے دُعا کرتے ہیں، وہ بچہ عطا ہو جاتا ہے اللہ تعالےٰ کی طرف سے۔ اَن گنت بچے سارے پاکستان میں موجود ہیں۔ زبان کو پاکی کا خطاب اللہ تعالےٰ نے اتنا بڑا عطا فرمایا ہے۔ جو بات حضور پُر نور کہتے ہیں وہ اللہ تعالےٰ کے دربار میں منظور ہو کر فوراً عطا ہو جاتی ہے۔ آپ کی نگاہِ پاک کا یہ اثر ہے جس کو مستانی نگاہ سے دیکھتے وہ مستانہ اور دیوانہ ہو جاتا۔ آپ کی محفل میں اکثر یہ حالت رہتی تھی۔ اَن گنت مست تھے اور ان گنت سرمست بھی تھے۔ ہر وقت میلا لگا رہتا

ہے ۔ دربار پر دیوانوں اور مستانوں کا ۔ مخلوق بہت سے اپنے بچوں کو لاتی حضور پُرنور کی حضوری میں جو قریب المرگ ہوتے ۔ جس بچہ کے سر پر دستِ شفقت پھیرتے ساتھ ہی اُس کا نام بدل دیتے ۔ گھر والوں سے یہ خطاب ہوتا کہ جو تمہارا بچہ بیمار تھا وہ بزرگانِ دین نے لے لیا اور اپنا تندرست تمہیں دے دیا ۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے اُسی وقت صحت ہونے لگ جاتی ۔ تھوڑے ہی روز میں بالکل تندرست اور بار آور ہو جاتا ۔ جو لوگ حضور پُرنور کے دربار پر مصیبت زدہ ۔ درد والم میں گھرے ہوئے انسان آتے وہ اُسی وقت خیر وخوبی کی مراد لے کر جاتے :

مالی جب پیوند لگا دیتا ہے پھل والے شجر کی پہلی صورت تبدیل ہو جاتی ہے ۔ اُسی وقت وہی صورت عطا ہو جاتی ہے جس کا پیوند لگایا ہے ۔ ڈالی ، پتہ پھول ، اور پھل وہی ظہور میں آتا ہے جس کا پیوند لگایا گیا ہے ۔ مصیبت زدہ اور درد والم میں گھری ہوئی مخلوق جس وقت حاضر ہوتی ۔ حضور پُرنور اُس کو پیوند لگا دیتے ۔ حقیقتاً وہ انسان ہی نہیں رہتا ۔ اس کی تقدیر بدل جاتی ہے ۔ پہلے جو اس پر حکم احکام ہوتے ہیں وہ نہیں رہتے ۔ اللہ کے فضل سے ۔ غرض جو غایت سے پاک کر کے واصل کر دیا جاتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ سے اور مجالس محمدیؐ کا شرف عطا کیا جاتا ہے ۔ وحدانیت کے وضو کا شرف حضور پُرنور عطا فرماتے ہیں اور حقیقت کی نماز کا سبق پڑھاتے ہیں ۔ طالب اللہ تعالےٰ کے ساتھ واصل ہوتا ہے اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باوضو ہوتا ہے ۔ پہلے شریعت کا وضو اور اور نماز پھر طریقت کا وضو اور نماز اور پھر حقیقت کا وضو اور نماز یہ ہر وقت جاری رہتا ہے ۔ اور ہر مقام پر فیض جاری ہے ۔ مخلوق ہر قسم کا فیض آپ سے اٹھا چکے ہیں ۔ ہر قسم کا فیض اٹھا رہے ہیں حال پر ۔ اور ہر قسم کا فیض قیامت تک اٹھاتے

رہیں گے ۔ جو صاحب قرب و جوار میں رہتے ہیں وہ بھی فیض اٹھا رہے ہیں اور جو دور دراز رہتے ہیں انہیں وہیں فیض پہنچ رہا ہے ۔ دور دراز کے فیض کی کیا صورت ہے ؟ پہلے محب کی طرف محبوب کی طرف سے صفت آتی ہے وہ صورت وہیں آجاتی ہے ۔ معنوں کے اعتبار سے بھی ہر جگہ جلوہ گری ہو رہی ہے اور صورت کے اعتبار سے بھی ہر جگہ جلوہ گری ہو رہی ہے ۔ یہ فیض گراں بزرگان دین کے دربار سے عطا ہو رہا ہے ۔

حضرت قبلہ میاں خدا بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ چالیس سال تک حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے دربار پر چکر لگاتے رہے ۔ وہاں سے آپ کو "تاج ولی" ہونے کا خطاب عطا ہوا ۔ حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی قطب ربانی غوث صمدانی کے روضۂ مبارک پر چالیس ابدال ہر وقت موجود رہتے ہیں اور تین حصوں پر تقسیم ہوتی ہے ۔ کسی کو چودہ سال کے بعد فارغ کر دیا جاتا ہے ۔ کسی کو اکیس سال کے بعد فارغ کر دیا جاتا ہے اور کسی کو چالیس سال کے بعد فارغ کر دیا جاتا ہے ۔ جس علاقہ کا جس کو حکم ہوتا ہے وہ وہیں جاکر مخلوق خدا کو فیض پہنچاتے ہیں اور لوگ ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں دین اور دنیا کا ۔ حضور پُر نور حضرت میاں خدا بخش صاحب رح سر تاج ولی کو جالندھر شریف کا حکم ہوا ۔ جالندھر شریف میں آپ کا دربار آباد پورہ میں تھا ۔ تمام مخلوق آپ سے دین کا بھی فائدہ اٹھاتی رہی اور دنیا کا بھی فائدہ اٹھاتی رہی ۔ حضور پُر نور

حضرت فضل شاہ صاحب قطب عالم چودہ سال آپ کی خدمت میں رہ پذیر رہے اور وہاں سے قول کا انعام عطا ہوا ، اعمال کا شرف عطا ہوا ۔ علم کا تصرف

عطا ہوا اور اخلاص اللہ تعالٰی کی طرف سے حسن کی صورت سے اترنے لگ گیا ہر مقام پر۔ حقیقتاً یہ اللہ تعالٰی کا فضل ہے اور بزرگانِ دین کی دعاو برکت ہر حال میں۔

حضرت فضل شاہ صاحب محبوب عالم قدس سرہ العزیز آپ کی ارادت ازلی کا یہ حال تھا۔ اب حال پر بھی یہی ہے کہ جس کو یہ دبا نار ہیں جاتے صدق وصفا کی آب ہوائیں چلنے لگ جاتی ہیں۔ توحید کا پرچم لہرانے لگ جاتا۔ اللہ تعالٰی کی مخلوق غرض وغایت سے پاک ہو کر اللہ تعالٰی سے واصل ہونے لگ جاتی۔ بزرگان دین کے آنے کا منشا ادا ہو جاتا۔ بزرگانِ دین کے آنے کا منشا صرف یہی ہے کہ اللہ تعالٰی کی مخلوق کو غرض وغایت سے پاک کر کے اللہ تعالٰی سے واصل کیا جائے۔ جو حضور پُرنور کے دامن کے ساتھ لگ جاتا ہے۔ اس کا دامن پاک ہو جاتا ہے۔ جو صاحب حضور پُرنور کے قدم بقدم ہو جاتا ہے۔ اُسے مقام ودام عطا ہو جاتا ہے اور اللہ تعالٰی کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری کا شرف عطا ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالٰی سب صاحبوں کو خیر وبرکت عطا فرمائے اور بزرگانِ دین کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اپنی رحمت سے۔ (آمین ثم آمین)

(۲)

بیانِ قادر

طریقۂ قادری تین ۳ طریقوں پر ہے

پہلا طریقہ ——— زاہدی قادری

دوسرا طریقہ ——— سہروری قادری

تیسرا طریقہ ——— فاضلی قادری۔ (جو حال پر ہو رہا ہے)

پہلا طریقہ ——— زاہدی قادری

زاہدی قادری پر صرف اپنی ذات سے تعلق رکھتا ہے۔ جس طرح اللہ تعالےٰ اپنی ذات سے بے نیاز ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے لیے کچھ نہیں چاہا۔ زاہدی قادری بھی اگر اپنے لیے کچھ نہ چاہے تو اس کو مقام فنا فی اللہ عطا ہو جاتا ہے۔ فقیر جس وقت فنا فی اللہ ہو جاتا ہے۔ آگے اس کے بقا باللہ ہے۔ اللہ تعالےٰ سے مانوس ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اُس کا ہو جاتا ہے اور وہ اللہ تعالےٰ کا ہو جاتا ہے۔

زہد کیا ہے؟ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ۔ اللہ تعالےٰ پاک ہے انسان کو بھی اُس (اللہ تعالیٰ) کے لیے ہر وقت پاک رہنا چاہیے۔ وہ انسان اللہ کا ہو جاتا ہے اور اللہ اُس کا ہو جاتا ہے۔

حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ پر منکشف ہوا، جناب رسولِ کریم

دوسرا طریقہ ـــــ سروری قادری

صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے۔ اس مقام پر فرماتے ہیں بزرگانِ دین حال پر۔ اللہ تعالیٰ دینے والا ہو اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم دلانے والے ہوں اور حاضر وقت بزرگانِ دین تقسیم کرنے والے ہوں۔ حضرت سلطان باہوؒ کو مقرر کیا گیا جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے۔ سرور ہونے کا اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام عطا کیا۔ سرور نے جناب غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو سرور کا علم عطا فرمایا اور حضرت سلطان باہوؒ کو اس سروری کی تقسیم کرنے کی اجازت دی حال پر۔ زاہدی قادری زہد کرے اپنے آپ سے تو زاہدی قادری ہو جاتا ہے۔ اور سروری قادری زہد کرے اپنی خلوت سے اور جلوت سے۔ جسطرح اللہ تعالیٰ نے اپنا ثبوت پیش کیا سب کچھ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بنایا۔ اپنے لیے کوئی شے نہیں بنائی یہ ذاتی زہد ہے۔ چاہت کی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی کوئی چاہت نہیں رکھی یہ صفاتی زہد ہے۔ جس کو زہد الانبیا فرماتے ہیں بزرگانِ دین۔ اللہ تعالیٰ نے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذات سے بھی پایہ عنایت کیا اور صفات سے بھی پایۂ عنایت کیا۔

زاہدی اپنی ذات کے لیے کچھ نہ چاہے تو زاہدی قادری ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سرور بنایا محبوب کو (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ جو اللہ تعالیٰ کے محبوبؐ کو چاہے گا اُسے سروری قادری ہونے کا خطاب عطا ہو جائے گا۔ پہلے زاہدی

قادری ہوتا ہے۔ اس کے بعد سروری قادری ہوتا ہے۔ اس کے بعد فضلی قادری ہوتا ہے۔ یہ تینوں مقام ہر وقت جاری رہتے ہیں۔ سروری قادری کو اللہ تعالیٰ نے فضیلت عطا فرمائی۔ اس لیے فاضلی قادری ہونے کا خطاب عطا فرمایا حال پر۔

فاضلی قادری کیا ہے؟

سب سے پہلے یہ دیکھنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کن معنوں سے قادر ہے؟ اللہ تعالیٰ ان معنوں سے قادر ہے کہ مستقبل کا مالک اللہ تعالیٰ، حال کا بھی مالک اللہ تعالیٰ اور ماضی کا بھی مالک اللہ تعالیٰ۔ یہ تینوں زمانے اللہ تعالیٰ کے حکم میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ "ابد" سے قادر ہے۔ جو اللہ تعالیٰ سے قادر ہوتا ہے وہ بھی "ابد" سے قادر ہو جاتا ہے۔

اسی لیے حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو ابدالقادر (عبدالقادر) فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فقیر (حضور پرنور حضرت فضل شاہ صاحب قطب عالم مدظلہ العالی) کو یہ شرف حال پر عطا فرمایا کہ مستقبل اس کا مستقبل ہے۔ حال اس کا حال ہے اور ماضی اس کا ماضی ہے۔ ماضی اس کا شاہد ہے۔ حال حالی ہے اور مستقبل اس کا قرآن کریم ہے۔ جس فقیر پر یہ تینوں مقام آجاتے ہیں وہ ابدالقادر (عبدالقادر) ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اُسے قادر ہونے کا مرتبہ عطا فرماتا ہے اپنی رحمت سے۔

فقیر (حضور پُرنور حضرت فضل شاہ قطب عالم مدظلہ العالی) کو خواب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوازا اس صورت سے خواب میں کہ سب نبیؑ، رسولؑ، صحابیؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ، غوث، قطب، قلندر، ابدال، امام، ولی، اولیا، مومنین صالحین اور مسلمین جو پہلے ہیں اور جو اب حال پر ہیں اور جو قیامت تک ہونے والے ہیں۔

سب جمع ہوئے۔ ساری کائنات میں سے ایک بزرگ حال پہ حاضر نہ تھے۔ ہوشیار پور کے نزدیک پہاڑی پیراں کا مزار ہے۔ شاہ نور جمال رح فرماتے ہیں بزرگان دین اُن کے نہ ہونے کا نوٹ آنے پر فوراً ہی یہ اعلان ہو گیا کہ شاہ نور جمال رح بھی حاضر ہیں۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فقیر (حضور پُر نور) کو تخت مبارک پر بٹھایا۔ تاج مبارک اپنے ہاتھ میں پکڑا اور تمام حاضرین کو فرمایا کہ سب دعا کرو اللہ تعالےٰ کے دربار میں کہ اللہ تعالےٰ اس فقیر کو ابدالآباد تک جاری اور ساری رکھے۔ (آمین ثم آمین)

وہ تاج مبارک جناب غوث الاعظم رضی اللہ عنہٗ کو عطا کیا اور جناب غوث الاعظم رح نے اپنے ہاتھ مبارک سے وہ تاج مبارک فقیر (حضور پُر نور) کے سر مبارک پر رکھا اور فاضلی ہونے کا خطاب عطا کیا۔ سب دعا کر رہے تھے۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے امین ہاتھوں سے تخت کو اشارہ کر رہے تھے اور وہ آسمان کی طرف بلند ہونے لگا۔ پھر آپ نے اشارہ کیا پھر بلند ہوا۔ پھر آپ نے اشارہ کیا پھر بلند ہوا۔ اسی طرح انشاءاللہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے بلندی کا جو شرف عطا فرمایا ہے وہ قیامت تک بلند ہوتا رہے گا اور قیامت کے بعد بھی بلند رہیگا۔

پہلا اشارہ —— زاہدی قادری۔ دوسرا اشارہ —— سروری قادری اور تیسرا اشارہ فاضلی قادری۔ اس لیے اب فقیر (حضور پُر نور حضرت فضل شاہ صاحب قطب عالم مدظلہ العالی) کو حال پہ اللہ تعالےٰ نے کل ہونے کا خطاب عطا فرمایا۔

زاہدی قادری — ہر وقت اللہ تعالےٰ کے لیے پاک رہنا

سروری قادری — اللہ کے لیے ہر وقت پاک رہنا اور سرور (صلی اللہ علیہ وسلم)

کے لیے ہر وقت باوضو رہنا۔

فاضلی قادری

(۱) اللہ تعالےٰ کے لیے پاک رہنا اور سرور کے لیے باوضو رہنا۔

(۲) اللہ تعالےٰ کے نام کو بلند کرنا اور ذکر میں مشغول رہنا۔

(۳) درود پاک میں مصروف رہنا۔

یہ تین مقام حقائق کی انتہا ہیں اور دو مقام حقائق کی ابتدا ہیں۔

(۱) مسلمان کا ہاتھ امین ہو۔ (۲) اور زبان برائی سے پاک ہو۔ جس مبارک وجود میں یہ پانچ مقام آجائیں گے وہ صاحب اللہ کا ہو جائے گا اور اللہ اس کا ہو جائے گا۔ وہ بزرگان دین کی صف میں شمار ہو جائیگا۔ قیامت کے دن بھی پاک اٹھایا جائے گا اور بزرگان دین کی صف میں سے باوضو اٹھایا جائیگا۔

یاد رکھنا چاہیے جو صاحب باوضو ہونا چاہے وہ کسی مردان خدا کی تلاش میں رہے۔ مردان خدا جس کا وضو کروادیں گے، وہ اللہ تعالےٰ کے دربار میں منظور ہو جائیگا۔ کیونکہ پاک ہونا دعویٰ ہے۔ جس دعویٰ کا کوئی شاہد نہ ہو وہ دعویٰ قابل سماعت نہیں ہے۔ اسی مقام پر حضرت سلطان باہوؒ فرماتے ہیں:۔

"جو پاکی بن پاک ماہی دے سو پاکی جان پلیتی ہو"

مردان خدا جس کا وضو کروادیں گے، اس کے وہ شاہد ہو جائیں گے۔ جس نے وضو کروایا ہے اس کا پہلے کسی نے وضو کروایا ہے مردان خدا نے۔ وہ اُس کا شاہد ہے۔ جس نے اس کا وضو کروایا ہے اس کا پہلے کسی مردان خدا نے وضو کروایا ہے ________ وہ اُس کا شاہد ہے آخیر

نتیجہ کیا ہوگا؟ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم شاہد بنیں گے اس پاک جماعت کے اور اللہ تعالیٰ شاہد ہے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ وہ ایک پاک بندوں کی لڑی بن گئی اور وہی بزرگان دین کی صف ہو گی۔

صراطِ مستقیم - یہی راستہ ہے سیدھا جسے اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا اپنے محبوبوں اور محبوں کے لیے۔ وہی ہیں راہ والے اور راہ اُن کا۔

اللہ تعالیٰ ساری کائنات کو سیدھے راستے پر رہنے کا شرف عطا فرمائے اپنی رحمت سے اور بزرگان دین کی دعا و برکت سے۔ (آمین)

حال پہ اللہ تعالیٰ نے حضرت معروف کرخی کو انجام دینے کا شرف عطا فرمایا فقیر (حضور پُر نور) کو۔ معروف کرخی قادر۔ سری سقطی کو سرورِ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ معروف کرخی کے پاس چلے جاؤ۔ جناب غوث الاعظم رحمۃ اللہ ساتھ لے کر حاضری میں حاضر ہیں۔ سری سقطی کو بھی قادر ہونے کا مقام عطا ہے معروف کرخیؒ (حضور پُر نور حضرت میاں خدا بخش صاحبؒ) چالیس سال حضور پُر نور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک پر چکر لگاتے رہے۔ چالیس ابدال ہر وقت حضور غوث اعظمؒ کے روضہ مبارک پر حاضر رہتے ہیں جس کا وقت پورا ہو جاتا ہے اُسے ایک علاقہ عنایت ہو جاتا ہے۔ چالیس سال کے بعد معروف کرخی کو حکم ہوا کہ وہ جالندھر شریف میں قیام کریں۔ جالندھر شریف کے نزدیک ایک مقام تھا جس کا نام سید کبیرؒ تھا۔ اولیائے کرام کے وہاں مزارات تھے وہاں آپ کا مسکن بنا۔ سری سقطی (حضور پُر نور حضرت فضل شاہ صاحب قطب عالم مدظلہ العالی) چودہ سال تک معروف کرخی (حضرت میاں خدا بخش صاحبؒ) کی خدمت میں رہے۔ وہاں سے

چار مدارج عطا ہوئے۔ قول، عمل، علم اور اخلاص۔ حضرت معروف کرخیؒ نے سری سقطیؒ ہونے کا فیض (حضور پُر نور) کو خطاب عطا فرمایا اور ساتھ ہی عبدالقادر ہونے کا خطاب عطا کیا۔ آپ صلحاد کے لیے معروف کرخی تھے اور اللہ تعالٰی کی مخلوق کے ساتھ حضرت میاں خدا بخش سرتاجِ اولیا تھے۔ جو صاحب حضور پُر نور (حضرت میاں صاحبؒ) کی خدمت میں حاضر ہوتا اللہ تعالٰے کے لیے اس کو خدا بخش دیتے۔ اللہ تعالٰے ہر وقت پاک ہے۔ جو صاحب اللہ تعالٰے کے لیے بزرگانِ دین کے پاس جاتا ہے وہ اللہ تعالٰے کے لیے پاک ہو جاتا ہے۔ جو اللہ کے لیے پاک ہو جائے وہ اللہ کا ہو جاتا ہے اور اللہ اس کا ہو جاتا ہے۔

بزرگانِ دین کے دربار میں تین۳ مدارج ہر وقت موجود رہتے ہیں۔ خاص الخاص کا مدارج یہ ہے کہ وہ اللہ کے لیے بزرگانِ دین کے پاس جاتے ہیں۔ خاص کا مدارج یہ ہے کہ وہ دین کے لیے بھی جاتے ہیں اور دنیا کے لیے بھی جاتے ہیں اور عام کا مدارج یہ ہے کہ وہ صرف دُنیا کے لیے جاتے ہیں

سبب دُنیا۔ عام کے لیے سبب، دُنیا ہوگا۔ خاص کے لیے سبب، دین ہوگا اور خاص الخاص کے لیے سبب مولا ہوگا۔ جس سبب کا نتیجہ رب ہو وہ سبب کامل ہے اور جس سبب کا نتیجہ دنیا ہو وہ سبب ناقص ہے۔

جب سے کائنات پیدا ہوئی ہے قاعدہ کلیہ یہ رہا ہے کہ مصیبت زدہ انسان بزرگانِ دین کی خدمت میں حاضر ہوتے اور سببِ دنیا لے کر جاتے۔ بزرگانِ دین اُن کے لیے دُعا کرتے۔ اللہ تعالٰے کی بارگاہِ ایزدی میں ان کی مشکل حل ہو جاتی۔ اب حال یہ ہو رہا ہے۔ پہلے مصیبت زدہ انسان کے لیے دُعائے خیر

کی جاتی ہے اور پھر اللہ تعالےٰ کی جناب میں یہ دُعا کی جاتی ہے کہ یا اللہ " یہ تو سبب دُنیا بے کر آ گیا - اس کے سبب دُنیا کو بھی آسان کر دے اور جو کچھ ہمیں عطا فرمایا ہے اُس میں سے بھی دینے کا حکم صادر فرما دے اور اس کو اس قابل بنا دے جس کے لیے یہ صاحبِ دُعا کرے اُس کی بھی دُعا منظور ہو جائے "۔ اللہ تعالےٰ نے خاک پر فقیر (حضور پُر نور) کو یہ شرف عطا فرمایا ہے سبب دُنیا ہو، دین ہو یا مولا ہو، سب کے لیے ایک ہی تقسیم ہو رہی ہے - عام سے خاص بن جاتا ہے اور خاص سے خاص الخاص بن جاتا ہے ۔

حقیقت یہ ہے کہ بزرگان دین پہلے اللہ تعالےٰ کی آیات پڑھتے ہیں - پاک کرتے ہیں اور پھر کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں - معروف کرخی (حضور پُر نور سلطان العارفین قطب الاقطاب کامل اکمل حضرت میاں خدا بخش صاحب تاج اولیا قدس سرہ العزیز) کو سری سقطی (حضور پر نور فضل شاہ صاحب مدظلہ العالی) کو حال پر جلوت میں جب بلانا منظور ہوتا تو "میاں فضل کریم" کے نام سے بُلاتے ـــ ولی حضور سری سقطی کو " فضل شاہ قطب عالم" کے نام سے بلاتے - اولیا حضرات سری سقطی کو " فضل دین " کے نام سے بُلاتے - قلندر حضور سری سقطی کو " قلندرِ اعظم " کے نام سے بُلاتے - تمام ولی - اولیا - غوث - قطب اور ابدال ہزاروں ناموں سے اپنے اپنے مرتبے اور مقام کے مطابق حضور سری سقطی (حضرت فضل شاہ صاحب) کو بُلاتے اور فائدہ اٹھاتے - وقتی بھی فائدہ اٹھاتے اور دائمی بھی فائدہ اٹھاتے ۔

سری سقطی ایک مقام کا نام ہے اور مقام ہمیشہ جاری رہتا ہے - مقام دائم

ہے۔ آنے جانیوالے حکم سے آتے جاتے ہیں۔ کسی نام کا انسان ہو جب وہ سری سقطی مقام پر چلا جاتا ہے وہی سری سقطی ہو جاتا ہے۔ قیامت تک یہ مقامات جاری رہیں گے۔ نام بدلتے رہیں گے۔ کیونکہ پیاروں کو مرتبہ اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہوا ہے۔ جس زمانے میں جو صاحب اُس مرتبہ پر جاتا ہے اُسے وہی مقام عطا ہو جاتا ہے۔ اور اس مقام کے نام سے ہی بلایا جاتا ہے۔

اولیاء حضرت سری سقطی (حضور پُرنور فضل شاہ صاحب قطب عالم مدظلہ العالی) سے باوضو ہوتے اور اللہ تعالیٰ سے پاک رہنے کا وعدہ فرماتے یہ وعدہ وحدانیت کا وعدہ ہے اور یہ وضو بھی وحدانیت کا وضو ہے۔ یہ پاک بھی وحدانیت سے پاک ہے۔ عبودیت کے مالک سے اللہ تعالیٰ کے ذکر کا فائدہ اٹھاتے اور اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کرنے کا وعدہ فرماتے یہ وعدہ وحدانیت کا وعدہ ہے۔ اس عمل سے بندہ اللہ کا ہو جاتا ہے اور درود پاک میں مصروف رہنے کا شرف عطا ہو جاتا ہے۔ یہ انعام وحدانیت کا انعام ہے۔

سالک کے لیے مستقبل تسلیم ہے۔ حال نعمت ہے اور ماضی کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ جس صاحب پر یہ تینوں مقام آجاتے ہیں وہ معنوں کے اعتبار سے بھی قادر ہو جاتا ہے اور صورت کے اعتبار سے بھی قادر ہو جاتا ہے۔ صاحب حال جس وقت حال کو تسلیم کرتا ہے تو پھر وہ عبدالقادر (ابدالقادر) ہو جاتا ہے۔ اسی لیے جناب غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان معنوں سے قادر ہے۔ مستقبل اس کا جاری کیا ہوا ہے۔ حال کو نعمت بنا کر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا ہوا ہے اور ماضی محبوب کا شاہد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے

تینوں زمانوں پر قادر ہے اِن معنوں سے قادر ہے اور ابد سے قادر ہے مستقبل پہ قادر۔ حال پر قادر اور ماضی پر قادر ہے۔

سالک کے لیے مستقبل اللہ تعالیٰ کے لیے پاک رہنا اور اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تک لیے باوضو رہنا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے پاک رہنا، یہ تسلیم ہے اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے باوضو رہنا، یہ تعظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہنا یہ اعمال اور حال ہے درود پاک میں مصروف رہنا یہ علم اور حلم ہے۔

درود پاک علم ہے صفت و ثنا حلم ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علم کو فرشتہ نہیں جانتا۔ عبودیت کو اپنا علم عطا فرمایا۔

جس بندے اپنے کو اللہ تعالیٰ تینوں مقام عطا فرما دیتا ہے وہ بندہ اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ابد سے قادر ہے جو اللہ تعالیٰ سے قادر ہوتا ہے وہ بھی ابد سے قادر ہو جاتا ہے۔ اس لیے اس کو عبدالقادر (ابدالقادر) ہونے کا خطاب مل جاتا ہے اور اب قیامت تک عبدالقادر ہی ہوتے رہیں گے۔

صاحبو! جان لینا چاہیے جس ماضی کا حال شاہد نہ ہوگا وہ ماضی سچا ثابت نہ ہو سکے گا۔ اللہ تعالیٰ جس صاحب کو حال عطا کرتا ہے۔ ماضی اُس کا شاہد ہو جاتا ہے اور وہ صاحب ماضی کا شکریہ ادا کرتا ہے حال سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مستقبل اس کے لیے نعمت ہے۔ قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ نعمت جس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے عنایت ہو اور پہلے جو صاحب پر نعمتیں عطا ہو چکی

ہیں۔ ان کا شکریہ ادا کیا جائے یہ نعمت کا شکریہ ہے۔ نعمت کا شکریہ ادا ہو تو نعمت کی برکت برقرار رہتی ہے ورنہ اللہ تعالےٰ کی طرف واپس چلی جاتی ہے اور انسان کے ہاتھ میں صرف بات چیت ہی رہ جاتی ہے۔ بے حقیقت ہو جاتا ہے نہ وہ اپنی بات سے آپ فائدہ اٹھا سکتا ہے اور نہ کوئی دوسرا بھائی اُس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

صاحبو! قول کا شکریہ قول سے ادا کیا جاتا ہے۔ اعمال کا شکریہ مال سے ادا کیا جاتا ہے۔ علم کا شکریہ علم سے ادا کیا جاتا ہے اور اخلاص کا شکریہ اخلاص سے ادا کیا جاتا ہے۔ اخلاص خالص۔

قول سے شکریہ ـــــ اللہ تعالےٰ کے نام کو بلند کرو۔

اعمال کا شکریہ ـــــ جو اللہ تعالےٰ نے مال دیا ہے اس کے راستہ میں خرچ کرو۔

علم کا شکریہ ـــــ جو اللہ تعالےٰ نے علم حقیقی عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی مخلوق کو علم عطا کرو۔ علم الٰہی!

اخلاص کا شکریہ ـــــ خالص رہو اپنی ذات کے ساتھ اور خلوص رکھو اللہ تعالےٰ کی مخلوق کے ساتھ۔

بندگی کی شرط یہ ہے جو اللہ تعالےٰ کا بندہ اللہ تعالےٰ کی بندگی کرنا چاہتا ہے۔ وہ بندہ اللہ تعالےٰ کا ہو جائے تو بندگی ہے ورنہ نیک عادت رہیگی۔ قول ہی رہیگا۔ اعمال کی صورت نہ ہوگی ـــ قول بھی وہ قول جس کی برکت اللہ تعالےٰ کی طرف واپس چلی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سب صاحبوں کو قربِ جوار کی نعمت عطا فرمائے۔ دوری سے دور رکھے جس طرح اپنے پیاروں کو دور رکھا اپنی رحمت سے۔ اور حضوری کا شرف عطا فرمائے اپنی رحمت سے اور بزرگانِ دین کی دعا و برکت سے۔ آمین ثم آمین۔

۴

بیانِ نیت

اِنَّمَا الاَعمَالُ بِالنِّیَّاتِ

نیّت ہر ایک انسان کی حقیقت ہے اور حقیقت حق سے تعلق رکھتی ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کے لیے ہر وقت پاک رہے تو یہ خلوت کا زہد ہے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلّم کے لیے ہر وقت باوضو رہے تو یہ جلوت کا زہد ہے۔ اس زہد پر مُہر ہے بزرگانِ دین کی اور یہ زہد "زہد الانبیا" ہے۔ جس صاحب پر یہ دونوں مقام آجاتے ہیں۔ وہ صاحب زہد الانبیا ہو جاتا ہے۔

جو صاحب اللہ تعالیٰ کے لیے ہر وقت پاک رہے اُسے زہد عنایت ہو جاتا ہے اور جو صاحب اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلّم کے لیے ہر وقت باوضو رہے اُسے زہد الانبیا عطا ہو جاتا ہے۔

اسی صورت سے خلوت کی صورت سے ذکر کرے تو یہ ذکرِ ثانی ہے اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کرے تو یہ ذکر لاثانی ہے۔ جو صاحب ذکر میں ہر وقت مشغول رہے اس صورت سے، اس مشغول کو فارغ کر دیا جاتا ہے۔ فارغ اللہ تعالیٰ کے لیے اور مشغول بزرگانِ دین کے واسطے۔ درود پاک میں مصروف رہنا یہ اس کا انعام ہے۔ بزرگانِ دین کے دوستوں کے ساتھ دوستی رکھنا اور اُن کے متعلقین

سے باادب رہنا یہ اس کا فرمان ہے فرمان اللہ تعالیٰ کا۔

مُحبّ کا عمل قول کی صورت میں بھی ادا ہو رہا ہے اپنے لیے اور عمل کی صورت سے ادا ہو رہا ہے خلق اللہ کے لیے۔

یہ تین مقام (پاک و باوضو۔ ذکر[2] و درود پاک[3]) کُل کے ہیں اور یہ انتہائی کل کے مقام ہیں۔ ابتدائی کُل کے دو[2] مقام ہیں۔

مسلمان کا ہاتھ امین ہو اور زبان برائی سے پاک ہو۔ بزرگان دین فرماتے ہیں کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک کو امین ہونے کا خطاب عطا فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور آپ کی زبان مبارک کو پاکی کا انعام عطا کیا اللہ تعالیٰ نے۔ جس کا ہاتھ امین ہو گا دل بھی اُسی کا پاک ہو گا ورنہ دل کے پاک ہونے کی اور کوئی صورت نہیں۔

صاحبو! دیکھو غور کرو کہ جس کا ہاتھ پاک ہو جائیگا۔ اس کی نیت درست ہو جائے گی۔ جس کی نیّت درست ہو جائیگی اُس کا عقیدہ درست ہو جائیگا۔ جس کا عقیدہ درست ہو جائے گا اُس کا اعمال درست ہو جائیگا۔

حقیقتاً نیّت جو ہے یہ مومن کی زمین ہے۔ جس کی نیّت اچھی ہو گی اس کی زمین اچھی ہو گی اُس کا پھول اور پھل بھی اچھا ہو گا۔ بنجر زمین میں کتنا ہی اچھا بیج ڈالو وہ بامراد نہیں ہو گی۔ اس لیے مسلمان کا ہاتھ امین ہو اور زبان برائی سے پاک ہو۔ اللہ تعالیٰ کے لیے پاک رہے اور اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے باوضو رہے۔ اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کرے اور درود پاک کو ادا کرے۔ وضو اور نماز کے تین[3] مقام ہیں۔

عام پنج ویلے ـــ خاص ست ویلے اور خاص الخاص ہر ویلے۔

محبت ادب کا کل ہے۔ اور علم تقسیم کی بحال ہے علم الٰہی"۔ جس علم کے معنی "جاننے" کے نکلتے ہیں۔

محبت وہ ہے جو حق کے ساتھ تعلق رکھتی ہو۔

علم وہ ہے جو حقیقت کے ساتھ تعلق رکھتا ہو حقیقت بزرگان دین۔

علم حسن ہے اور محبت حسین ہے۔

حسن کیا ہے؟ گمان نیک رکھو۔

حسین کیا ہے؟ نیت نیک رکھو۔

برہان نیت ـــ نور ـــ اللہ تعالےٰ کی طرف سے جو نور اتر رہا ہے۔ سب کے لیے ایک ہی اتر رہا ہے۔ نور کی تقسیم نیت پر ہو رہی ہے۔ وہی نور مسلمان کو مسلمان ہونے کی بلندی عطا کرتا ہے۔ وہی نور مومن کو مومن ہونے کی بلندی عطا کرتا ہے۔ وہی نور اولیا کو اولیا ہونے کی بلندی عطا کرتا ہے۔ کافر جو ہے اُس کی نیت کفر کی ہے۔ وہی نور اس کو کافر ہونے کی بلندی عطا کرتا ہے۔ منافق جو ہے اُس کی نیت منافقت کی ہے۔ اس لیے وہی نور اس کو منافق ہونے کی بلندی عطا کرتا ہے۔"

اس لیے مسلمان کی خلوت کی صورت سے بھی نیت ٹھیک ہونی چاہیئے اور جلوت کی صورت سے بھی نیت ٹھیک ہونی چاہیے۔ نیت ایک حقیقت ہے جس کی نیت ٹھیک ہوتی ہے وہ ٹھیک ہو جاتا ہے اور جس کی بُری ہوتی ہے وہ بُرا ہو جاتا ہے۔

اچھا اعمال اچھی نیت سے بنتا ہے۔ بُری نیت سے اچھا اعمال بھی بُرا ہو جاتا ہے اس کے لیے ۔ اللہ تعالےٰ سب صاحبوں کو بُری نیت سے محفوظ رکھے اور اچھے اعمال کی توفیق عطا فرمائے ۔ بزرگانِ دین کی دعا و برکت سے ۔ آمین ثم آمین

نوٹ !

صاحبو ! آخرت میں جو انعام ملنے والا ہے اُس کا ذائقہ چکھنا ہو تو دنیا میں ہی چکھ لو تا کہ سرخرو ہو کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہو جاؤ ۔

انعام کیا ہے ؟ ساری کائنات راحت کی خواہاں ہے ۔ راحت سوائے زُہد کے کسی مقام پر نہیں ہے نہ ساری کائنات میں کوئی صاحب ثابت کر سکتا ہے کہ راحت سوائے زہد کے کسی مقام پر ہو۔

۴

بیانِ ایقان

جو صاحب اللہ تعالیٰ کے لیے پاک ہو جاتا ہے وہ معنوں کے اعتبار سے وحدت کو قبول کر لیتا ہے۔ اور جو صاحب محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے باوضو رہتا ہے وہ سِرِ وحدت کو قبول کر لیتا ہے معنوں کے اعتبار سے بھی اور صورت کے اعتبار سے بھی۔ جو صاحب وحدت کو قبول کرتا ہے اس کا ساتھ اللہ تعالیٰ کا ساتھ ہو جاتا ہے۔ جو سِرِ وحدت کو قبول کرتا ہے اس کا ہاتھ سِرِ وحدت کا ہاتھ ہو جاتا ہے۔

سِرِ وحدت کے ہاتھ کا مقام کیا ہے؟ "آمین"

جو صاحب اللہ تعالیٰ کے لیے پاک ہو جاتا ہے اُس کی بسم اللہ ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ سے۔ جو صاحب محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے باوضو رہتا ہے وہاں الرحمٰن الرحیم آجاتا ہے۔ اس صاحب کی بسم اللہ ہر مقام پر معنوں کے اعتبار سے بھی اور صورت کے اعتبار سے بھی جاری رہتی ہے۔

(۱) جو صاحب اللہ تعالیٰ کے لیے پاک ہو جاتا ہے وہ صاحبِ ایمان ہو جاتا ہے۔

(۲) جو صاحب محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے باوضو رہتا ہے وہ

صاحبِ ایقان ہوجاتا ہے۔

(۳) جو صاحب اللہ تعالیٰ کے نام کو بُلند کرتا ہے وہ صاحبِ عرفان ہوجاتا ہے۔

(۴) اور جو صاحب محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت وثنا کرتا ہے اور درود بھیجتا ہے وہ صاحبِ فرمان ہوجاتا ہے۔ فرمان اللہ تعالیٰ کا۔

کل کے یہ چار طبعی مقام ہیں اور صفاتی پانچ ہیں۔

صفات کی ابتدار — (۱) مسلمان کا تھ امین ہو۔ (۲) مسلمان کی زبان پاک ہو۔

صفات کی انتہا — اللہ تعالیٰ کے لیے پاک رہے اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے باوضو رہے۔ (۱و۳)

اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کرے (۲،۴)

اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت وثنا کرے اور درود بھیجے۔ (۳ و ۵)

جس صاحب سچے میں یہ نو مقام آجائیں گے چار طبعی اور پانچ صفاتی۔ اُس کے لیے اللہ تعالیٰ اُکل ہوجائیگا۔ جس کے لیے اللہ تعالیٰ کُل ہوجائیگا۔ وہ صاحب سچا کُل سے کُل کُل ہوجائیگا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ وحدت ہے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) ہر وحدت ہے۔

شریعت کا وضو اور نماز یہ جزو ہے طریقت کا وضو اور نماز یہ جزوِ اعظم ہے۔ حقیقت کا وضو اور نماز یہ کل ہے۔

یہ جزو بھی بزرگانِ دین کا جزو ہے ۔ یہ جزوِ اعظم بھی بزرگانِ دین کا اعظم ہے اور کل بھی بزرگانِ دین کا کُل ہے ۔

اللہ تعالےٰ کی جماعت فرشتوں کی جماعت ہے اور پاک جماعت ہے ۔ اللہ تعالےٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت عبودیت کی جماعت ہے ۔ فرشتے بھی اللہ تعالےٰ کے نام کو بلند کرتے ہیں اپنے لیے ذاتی ۔

عبودیت کیا ہے ؟ اللہ تعالےٰ کے نام کو بلند کیا جائے ۔

محبوب کی جماعت معنوں کے اعتبار سے بھی اللہ تعالےٰ کے نام کو بلند کرتی ہے اور صورت کے اعتبار سے بھی بلند کرتی ہے ۔

اس لیے مومن پر جہاد ہر مقام پر فرض رہتا ہے اور ہر وقت فرض رہتا ہے ۔ پیارو ! شریعت کا جہاد وہ وقتی ہوتا ہے وہ عظم رکھتا ہے نفس کا جہاد یہ عظمت رکھتا ہے ۔ اور نفس کے جہاد کو بزرگانِ دین جہادِ اکبر فرماتے ہیں ۔ اولیا کا نفس جس وقت غیر رُخ رکھتا ہے اس کا جہاد اسی وقت اُس سے شروع ہو جاتا ہے ۔ اس لیے اولیا عظمت رکھتا ہے ۔ جو نفس بزرگانِ دین کی شان رکھتا ہے اُسے جہادِ اکبر عنایت ہو جاتا ہے جس صاحب پر یہ تینوں مقام آ جاتے ہیں وہ صاحب اللہ کا ہو جاتا ہے اور اللہ اس کا ہو جاتا ہے ۔

جو صاحب اللہ کے لیے پاک ہو جاتا ہے وہ عاشق ہو جاتا ہے ۔ جو صاحب محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے باوضو رہتا ہے اُس کو عشق عطا ہو جاتا ہے اور اس عشق کو عطا لگ جاتی ہے ۔ اس عطا میں خطا نہیں ہے ۔

پیارو ! سن لو ! ساری کائنات میں اس کا بدل نہیں ہے ۔ کائنات

ہیں رہے تو اس بن چھٹکارا ابھی نہیں ۔ اس لیے سب صاحبوں کو فوراً اللہ کی پاکی کو قبول کرلینا چاہیے اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت جو ہر وقت باوضو رہنے کی ہے اس کو بھی قبول کرلینا چاہیے ۔ یہ رحمت و برکت کی لوٹ ہو رہی ہے ۔

۵

بیانِ حقوق العباد

ہر وقت اللہ تعالےٰ کے لیے پاک رہنا۔
اللہ تعالےٰ سے پاک رہنا اللہ تعالےٰ کی مخلوق کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے ہو کر رہنے کے معنیٰ نکلتے ہیں۔
اللہ تعالےٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باوضو رہنے کے معنی زبدۃ الانبیا کے نکلتے ہیں۔ پانچ وقت کا وضو اور نماز یہ شریعت کا وضو اور نماز ہے۔ سات وقت کا وضو اور نماز یہ طریقت کا وضو اور نماز ہے۔ عام پنج ویلے خاص ست ویلے اور خاص الخاص ہر ویلے۔

حقیقت کا وضو اور نماز

"وضو اللہ تعالےٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہر وقت اور نماز اللہ تعالےٰ کے لیے پاک رہنا اللہ تعالےٰ سے۔ اس پاکی کو ادا کرنا مخلوق اللہ سے۔ مخلوق اللہ سے جس وقت یہ عمل ہو وہاں پاکی کی نیت ہر وقت بندھی رہنی چاہیے اور بزرگان دین کا ساتھ ہر جگہ ساتھ رکھنا چاہیے۔" "وضو کے ساتھ"۔ جو وضو کے ساتھ ساتھ ساتھ رہتا ہے اُسے بزرگان دین کا ہاتھ عنایت ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا ہاتھ عطا کیا۔ اس ہاتھ کو اللہ تعالےٰ نے

امین ہونے کا خطاب عطا فرمایا اور اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک کو پاکی کا خطاب عطا فرمایا۔ منزّہ ہونے کا خطاب عطا فرمایا اور اطہر ہونے کا خطاب عطا فرمایا۔

جس صاحب کا ہاتھ امین ہو جاتا ہے اُس صاحب کا دل پاک ہو جاتا ہے اور زبان کو پاکی کا خطاب عطا ہو جاتا ہے۔ جس صاحب کا دل پاک ہو جاتا ہے اُس کی نیّت درست ہو جاتی ہے۔ جس کی نیّت درست ہو جاتی ہے اُس کا عقیدہ درست ہو جاتا ہے جس کا عقیدہ درست ہو جاتا ہے۔ اس کا اعمال درست ہو جاتا ہے۔ ہر انسان کی نیّت جو ہے وہ اُس کی حقیقت ہے۔ جس کی نیّت بگڑ جاتی ہے اس کا اعمال بگڑ جاتا ہے جس کا اعمال بگڑ جاتا ہے اس کا علم بگڑ جاتا ہے۔ اُس صاحب پر اخلاص کا مقام ہی نہیں آتا۔ کیونکہ مقام تین ہیں:۔

قول، اعمال اور علم ۔ اخلاص انعام ہے۔

نور کی تقسیم نیّت پر ہو رہی ہے۔ نور ساری کائنات کے لیے جو اُتر رہا ہے۔ ایک ہی اتر رہا ہے۔ وہی نور مسلمان کو مسلمان کی روشنی عطا کرتا ہے۔ وہی نور مومن کو مومن کی روشنی عطا کرتا ہے۔ وہی نور اولیا کو اولیا کی روشنی عطا کرتا ہے ۔ اسی نور میں سے کافر کفر کی روشنی لیتا ہے۔ اسی نور میں سے منافق منافقت کی روشنی لیتا ہے۔ اس لیے مومن کو ہر مقام پر خلوت میں بھی نیّت ٹھیک رکھنی چاہیے اور جلوت میں بھی نیّت ٹھیک رکھنی چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ ساری کائنات کی خلوت کو بھی دیکھ رہا ہے اور جلوت کو بھی دیکھ رہا ہے اسلیئے پہلے شرط ایمان کی غیب پر رکھی ہے اور ایقان کا مقام محبّت

کے ساتھ رکھا ہے اور عرفان کا مقام بزرگان دین کے ساتھ رکھا ہے۔
جو صاحب بزرگان دین کا ساتھ رکھیگا اُسے ایمان بھی عطا ہو جائیگا۔
ایقان بھی عطا ہو جائے گا اور عرفان بھی عطا ہو جائے گا۔

(۶)

بیانِ ادب

محبت ادب کا کُل ہے اور علم تقسیم کی جان ہے" علم الٰہی "۔ جس علم کے معنی جاننے کے نکلتے ہیں ــــــــــ

ـــــ علم وہ ہے جو حقیقت کے ساتھ تعلق رکھتا ہو ــــــــ

ــــــــ محبت وہ ہے جو حق کے ساتھ تعلق رکھتی ہو۔ اسی لیے بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ تشبیہ پر بھی غیر کا تسلّط موجود ہے۔ جزو پر بھی غیر کا تسلط موجود ہے غیر کے لیے۔ کل پر غیر کا تسلط نہیں ہے۔ وہاں خیر کا تسلّط موجود ہے۔

کُل کیا ہے ؟ صاحبو ! اللہ تعالےٰ کے لیے ہر وقت پاک رہو۔ اللہ تعالےٰ کی مخلوق کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے ہو کر رہو اور ماسوا سے پاک رہو۔ اور اللہ تعالےٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ہر وقت باوضو رہو۔

جو صاحب اللہ تعالےٰ کے ساتھ پاک رہتا ہے اُسے خیر عطا ہو جاتی ہے۔ جو صاحب اللہ تعالےٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ باوضو رہتا ہے اُسے خوبی عطا ہو جاتی ہے۔ اس خوبی کے معنی محبوبی کے نکلتے ہیں۔ اس لیے بزرگانِ دین حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو شاہ خوبان کے نام سے پکارتے ہیں۔

جو صاحب اللہ تعالٰی کے ساتھ پاک رہتا ہے اُسے زہد عطا ہو جاتا ہے۔

جو صاحب اللہ تعالٰی کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باوضو رہتا ہے اُسے زہد الانبیاء عطا ہو جاتا ہے۔ اس زُہد پر مہر ہے بزرگان دین کی۔

وضو اور نماز کے تین مقام ہیں۔

"پنج ویلے، ست ویلے، ہر ویلے۔"

پانچ وقت کا وضو اور نماز یہ شریعت کا وضو اور نماز ہے۔ سات وقت کا وضو اور نماز یہ طریقت کا وضو اور نماز ہے۔ ہر وقت کا وضو اور نماز یہ حقیقت کا وضو اور نماز ہے۔ عام پنج ویلے، خاص ست ویلے اور خاص الخاص ہر ویلے۔

اللہ تعالٰی کے ذکر میں مشغول رہنا یہ اس کا مقام ہے۔ درود پاک میں مصروف رہنا یہ اس کا فرمان ہے، فرمان اللہ تعالٰی کا

جس مبارک وجود میں یہ تینوں مقام "کُل" کے آجائیں گے وہ انسان "کُل کُل" ہو جائیگا۔ اللہ تعالٰی کُل ہے جو صاحب کل کے ساتھ لگ جاتا ہے وہ کل سے کُل کُل ہو جاتا ہے

جو صاحب پاک ہونا چاہے وہ کسی مردانِ خدا اور ولی تلاش میں رہے۔ جس ولی کی اللہ تعالٰی کے دربار میں پاکی بھی منظور ہو چکی ہو اور وضو بھی منظور ہو چکا ہو۔ جیسے وہ پاک کر دیں گے۔ وہ پاک ہو جائیگا۔ جس کا وہ وضو کروا دیں گے اُس کا وضو بھی منظور ہو جائیگا۔ کیونکہ ولی ہر وقت اللہ تعالٰی کے ساتھ پاک رہتا ہے اور اللہ تعالٰی کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ باوضو رہتا ہے۔ جو اُن سے لگ جاتا ہے ـــ اس لگنے کے معنی لگن کے نکلتے ہیں ـــ اُس صاحب کی پاکی بھی منظور ہوجاتی ہے اور وضو بھی منظور ہوجاتا ہے۔

ثبوت ـــ پاک ہونا ایک دعویٰ ہے جس دعویٰ کا کوئی شاہد نہ ہو وہ دعویٰ قابلِ سماعت ہی نہیں۔ مردانِ خدا جس کا وضو کروادیں گے اُس کا وضو منظور ہوجائیگا۔ جسے پاک کردیں گے وہ پاک ہوجائے گا۔ جو صاحب آپ کا وضو کروا دیگا اور پاک کردے گا۔ اس کا پہلے کسی مردانِ خدا نے وضو کروایا ہے۔ وہ اُس کا شاہد ہے۔ حال یہ، جس نے آپ کا وضو کروایا ہے وہ تمہارا شاہد ہے۔ جس مردانِ خدا کا وضو ہوچکا ہے اس کا پہلے کسی مردانِ خدا نے وضو کروایا ہے۔ جس صاحب کا وضو ہوچکا ہے اس کا پہلے کسی مردانِ خدا نے وضو کروایا ہے۔ نتیجہ کیا ہوگا؟ دن یوم (قیامت کا دن) میں اس پاک جماعت کا شاہد اللہ تعالےٰ کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا شاہد اللہ تعالےٰ۔ یہ وہ جماعت ہے جس جماعت کے متعلق اللہ تعالےٰ نے بار بار فرمایا کہ انعام والی صف۔ یہ راستہ وہ راستہ ہے۔ صراطِ مستقیم!

صاحبو! سنو تو یہ وہی جماعت ہے جو اللہ تعالےٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت ہے۔ اللہ تعالےٰ کی جماعت فرشتوں کی جماعت ہے۔ پاک جماعت ہے۔ اللہ تعالےٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت عبودیت کی جماعت ہے۔ فرشتہ بھی اللہ تعالےٰ کے نام کو بلند کرتا ہے ذاتی۔

عبودیت کیا ہے ؟

" اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کیا جائے ذاتی اور صفاتی ۔

اس لیے فرشتے کا عبادت کُل ہے ۔

بندے کا عبادت جزو ہے ۔

فرشتے کی انتہا عبادت اور بندے کی ابتدا عبادت ۔ اس لیے بزرگان دین فرماتے ہیں بندہ عبادت کے لیے بھی ہے اور عبودیت کے لیے بھی ہے ۔ فرشتہ عبادت کے لیے ہے اور عبادت بندے کے لیے ہے ۔

اللہ تعالیٰ سب صاحبوں کو غیر سے محفوظ رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور غیر سے کام لینے کا شرف عطا فرمائے ۔

اپنی رحمت سے نوازے اُسی صورت سے جس صورت سے اللہ تعالیٰ اپنے مقبولوں اور محبوبوں کو نوازتا رہا ہے ، نواز رہا ہے اور قیامت تک نوازتا رہے گا ۔ آمین ثم آمین

---

(۷)

بیانِ مجالس

جس صاحب کو خلوت کا زہد عطا ہو جاتا ہے۔ وہ پاک ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ سے۔ اور جس صاحب کو جلوت کا زہد عطا ہو جاتا ہے اُسے مجالسِ محمدی عطا ہو جاتی ہیں۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

صاحبو! سنو! انسان دیدار کرنے کے لیے آیا ہوا ہے اور خود دار پر رہنے۔ کہ لیے آیا ہوا ہے کیونکہ دار نہ ہو تو دیدار نہیں۔ دار بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز۔ پُل صراط

دار کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے ذاتی غرض و غایت سے پاک ہو جائے تو دار کا مقام آجاتا ہے۔

دیدار کیا ہے؟ صفاتی غرض و غایت سے منزّہ ہو جائے تو دیدار کا مقام آجاتا ہے۔ اس مقام پر حضرت مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

اج دیدار نہاں مُل ملدا اتے رجھ کر لو نظارے
پھیر مُڑ دخل ملے یا نہ ملے دلبر دے دربارے

اسی مقام پر حضرت میراں سید بھیکھ فرماتے ہیں ؎

جے کوئی اپنا آپ پرکھیے

مہا مورت کا میلہ دیکھیے

لاگے مالی دوار   میں تورے بلہار پربھ جی

میں تورے بلہار

صاحبو! اللہ تعالےٰ کی طرف سے خلق اللہ کی طرف ایک ہی نور کا ورود ہو رہا ہے۔ مسلمان کو مسلمان ہونے کا شرف عطا ہوتا ہے۔ مومن کو مومن ہونے کا شرف عطا ہو جاتا ہے۔ اولیا کو اولیا ہونے کا شرف عطا ہوتا ہے۔ کافر جو ہے اس کی نیت کفر کی ہے۔ وہی نور اس کو کفر کی بلندی عطا کرتا ہے۔ منافق جو ہے اس کی نیت منافقت کی ہے وہی نور اس کو منافقت کی بلندی عطا کرتا ہے۔

نیت ایک حقیقت ہے ہر ایک انسان کی جو ایک کے ساتھ لگ جاتا ہے وہ نیک ہو جاتا ہے۔ جو غرض و غایت میں الجھ جاتا ہے اس کی حقیقت الجھ جاتی ہے۔ جس کی حقیقت اُلجھ جاتی ہے اس کی نیت الجھ جاتی ہے۔ جس کی نیت اُلجھ جاتی ہے وہ غرض و غایت سے لگ جاتا ہے۔ جو غرض و غایت سے لگ جاتا ہے اس کا عقیدہ اُلجھ جاتا ہے۔ جس کا عقیدہ الجھ جاتا ہے اس کا اعمال الجھ جاتا ہے۔ اسی لیے فرمایا انما الاعمال بالنیات۔

نیت جس صاحب کی ٹھیک ہوتی ہے وہ ٹھیک ہو جاتا ہے۔ جس صاحب کی نیت اُلجھ جاتی ہے وہ انسان اُلجھ جاتا ہے اپنے اعمال کی وجہ سے۔

جو صاحب اللہ تعالےٰ کی مخلوق سے ٹھیک رہیگا وہ ٹھیک ہو جائیگا۔

جو صاحب اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے باوضو رہیگا وہ ٹھیک سے ٹھیک ٹھیک ہو جائیگا۔

اللہ تعالیٰ سب صاحبوں کو دنیا کے ہیر پھیر سے محفوظ رکھے اور بزرگان دین کا ساتھ عطا کرے۔ دنیا کے معاملے میں اور دین کے قرب میں۔

(آمین ثم آمین)

(۸)

بیانِ عام، خاص اور خاص الخاص

عارف کے وجود میں تین مقام ہر وقت جلوہ گری کرتے رہتے ہیں۔

پہلا مقام ۔ عبادت

دوسرا مقام ۔ صفت وثنا

تیسرا مقام ۔ حقائق

مقامِ عبادت جس کا حال ہے وہ پاک ہے ۔

جس صاحب کا مقام صفت وثنا ہے ۔ وہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے ۔

اور جس صاحب کا مدارج حقائق ہے حق اُس کے پاس ہے ۔

عبادت جزو ہے ۔ صفت وثنا جزِ اعظم ہے اور حقائق کُل ہے ۔ جہاں ہو کُل وہیں نہیں مخل ۔

جس صاحب ۔ پر جس وقت صفت وثنا کا مقام آجاتا ہے ۔ صفت وثنا متحرک ہوتی ہے اور عبادت ساکن ہوجاتی ہے ۔

معارف پر جس وقت حقائق کا مقام آجاتا ہے ۔ صفت وثنا ساکن ہوجاتی ۔ ہے اور حقائق متحرک ہوتا ہے ۔

جس صاحب پر جس وقت عبادت کا مقام آجاتا ہے۔ غرض و غایت ساکن ہو جاتی ہے اور عبادت متحرک ہوتی ہے۔ غرض و غایت، دنیا۔۔۔ محبت کے یہ تینوں مقام جلوہ گری کرتے رہتے ہیں۔

بندگی کی شرط کیا ہے؟ بندگی کی شرط یہ ہے کہ جس کی بندگی کرنا چاہتا ہے اُس کا بندہ ہو جائے تو بندگی ہے ورنہ نیک عادت ہے۔ نیک عادت کو خطرہ ہر مقام پر موجود رہتا ہے۔ جس طرح بکرا حلال ہے۔ تکبیر ہو جائے تو طیب ہو جاتا ہے۔ جھٹکا ہو جائے تو ناپاک ہو جاتا ہے۔

کرپا کرم کر، میں تیرا بندہ ہوں۔ ہر مقام پر آسانی عطا فرما۔ مولا ہر وقت خیر و رحمت و برکت کا پہلو عطا کر۔ (آمین)

ہر مقام پر میرا رَولا ہے اسی لیے تو مولا ہے۔

جہاں مولا آجاتا ہے وہاں سے "رَولا" چلا جاتا ہے۔ ورنہ "رَولا" ہر مقام پر موجود رہتا ہے۔

جس صاحب پر عبادت کا مقام آجاتا ہے۔ دنیا اُس کے لیے ساکن ہو جاتی ہے۔ عبادت متحرک ہوتی ہے۔ دنیا اس کے لیے سلامت ہو جاتی ہے اور بندہ عبادت کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ جس صاحب پر صفت و ثنا کا مقام آجاتا ہے وہ عبادت پر صبر کرتا ہے اور صفت و ثنا کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ جس صاحب پر حقائق کا مقام آجاتا ہے۔ وہ صفت و ثنا پر صبر کرتا ہے اور حقائق کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ یہ تینوں مقام عارف پر ہر وقت جاری رہتے ہیں۔ عبادت اور صفت و ثنا خلوت ہے اور حقائق جلوت ہے۔

جس صاحب پر ان تینوں مدارج میں سے جو بھی مقام حالی ہوتا ہے۔ اسی

مقام پر خلوت اور جلوت کی صورت سے اُس پر دونوں مقام جاری رہتے ہیں۔ عبادت ہو تو عبادت کے دونوں مقام ـــــ صفت ثنا ہو تو صفت و ثنا کے دونوں مقام ـــ حقائق ہو تو حقائق کے دونوں مقام ـــ جو صاحب سچا ثابت ہو جاتا ہے۔ اُس کی خلوت اور جلوت ایک ہو جاتی ہے۔ بولنے ہیں دو آئیں گے حقیقت ایک ہو گی۔ حقیقت حق سے ہے اور حق حق والوں سے ہے۔

جس طالب کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے شریعت کا پیر عطا ہو جائے جس وقت اس کو طریقت کا پیر عطا ہو جاتا ہے وہ شریعت کے پیر کا شکریہ ادا کرتا ہے اور پیر طریقت سے حال کا فائدہ اٹھاتا ہے۔ جس محب کو پیر حقیقت عطا ہو جاتا ہے وہ پیر طریقت کا شکریہ ادا کرتا ہے اور پیر حقیقت سے معرفت کا فائدہ اٹھاتا ہے۔ جو بزرگ جزوی ہیں اُن پر اکیلا اکیلا مقام جاری رہتا ہے یعنی عبادت اور صفت و ثنا۔ یہ دونوں مقام حقیقی حقائق کے جزو ہیں۔ پہلا مقام جزو ہے۔ دوسرا مقام جزوِ اعظم ہے اور تیسرا مقام کل ہے۔ جس صاحب کو پیر کُل عطا ہو جاتا ہے۔ اس صاحب کے پہلے دونوں مقام۔ "جزو اور جزوِ اعظم" جزو ہو جاتے ہیں اور کُل اس کو عطا ہو جاتا ہے۔۔۔

۔۔۔ اسی لیے بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کُل ہے جو اس کا ہو جاتا ہے وہ کُل سے کُل کا کُل ہو جاتا ہے۔ صاحب تصرف پر سبعیت ہر مقام پر اور ہر وقت جاری رہتی ہے۔ حقیقتاً منشا کُل ہے۔ جس وقت تک سالک کو کُل عطا نہ ہو اُس وقت تک مدارج طے کرتا رہے۔ درجات راستہ ہیں اور حقائق انتہا ہیں۔

حقائق کے تین مدارج ہیں
پہلا منشا طالب کا ہے۔ دوسرا منشا اللہ تعالےٰ کے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم)
کا ہے۔ تیسرا منشا اللہ تعالےٰ کا ہے۔
طالب کا منشا اپنے آپ کو جاننے کا ہے من عرف نفسہ فقد عرف ربہ
محبوب کا منشا محبوب کو ماننے کا ہے
اللہ تعالےٰ کا منشا اللہ تعالےٰ کو پہچاننے کا ہے۔

(۹)

بیانِ طرف (شریعت)

اور

بیانِ عقیدہ (طریقت)

اللہ کے پیارو! سنو اور اللہ تعالےٰ کی رحمت سے فائدہ اٹھاؤ۔ لے لو لینے والو، رحمتیں اور برکتیں۔

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ

اللہ تعالےٰ نے یہاں ایک صداقت کا پہلو مخلوق کو عنایت فرمایا ہے ساری مخلوق۔ پتہ چل جائے کہ میری طرف کس کی طرف ہے؟

اللہ تعالےٰ کی طرف اللہ والوں کی طرف ہے۔ جن لوگوں کی اللہ والوں کی طرف ہے وہی جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے۔ اللہ تعالےٰ کی طرف اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے۔

اسی لیے اللہ تعالےٰ نے اپنا ثبوت ذاتی اور صفاتی پیش کیا۔ ساری مخلوق کے سامنے۔ یہ عمل مستقبل کی صورت سے جاری رہیگا۔ حال کی صورت سے جاری

ہے اور پھلوں کی صورت میں جاری رہا ہے۔

عمل کیا ہے؟ درود بھیجا اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر، محبوب کے دوستوں پر اور محبوب کی آل پر۔ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

تو مطلب یہ ہوا جو حضور کے دوستوں کے ساتھ دوستی رکھے گا اور آل کا خیال رکھے گا اُس کی طرف بزرگانِ دین کی طرف ہو گی۔

جس صاحب کی طرف بزرگان دین کی طرف نہ ہو گی اس کی طرف غیر کی طرف ہو گی۔

اور جن صاحبوں کی طرف بزرگان دین کی طرف ہو گی اُن کی طرف اللہ تعالیٰ کی طرف ہو گی۔ اس طرف کا نام تسلیمی سجدہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے مخصوص ہے۔ اور دوسرا سجدہ جو حضرت آدم علیہ السلام کی ذات کے متعلق ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے، یہ تعظیمی سجدہ ہے۔ جس کے یہ دونوں سجدے ہو جاتے ہیں اُس صاحب کے معنی بزرگان دین کے مطابق نکلتے ہیں ہر مقام پر۔ جس کی طرف ابلیس کی طرف ہو گی اُس کے معنی بزرگان دین کے مخالف نکلتے ہیں ہر مقام پر، چاہے عمل کی کوئی صورت ہو۔ اس مقام سے صاف پتہ چل گیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف کس صاحب کی ہے اور غیر کی طرف کس صاحب کی ہے۔ ابلیس کی طرف ہو تو نفسِ امارہ ہو گا۔ بزرگان دین کی طرف ہو تو نفسِ لوامہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جس نفس کو لوامہ ہونے کا خطاب ملا اُس کا عمل اولیٰ ہوا معنوں کے اعتبار سے اور صورت کے اعتبار سے۔

اولیا ہونے کا خطاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے، جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کی طرف سے اور حاضر وقت بزرگانِ دین کی طرف سے عطا ہو جاتا ہے۔ یہ بڑے کرم کا مقام ہے۔ اور اسی نفس کو مطمئنہ ہونے کا اللہ تعالےٰ کی طرف سے انعام اتر آتا ہے۔

غور کر کے دیکھو پیارو — اللہ تعالےٰ دینے والا ہو اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم دلانے والے ہوں اور حاضر وقت بزرگانِ دین تقسیم کرنے والے ہوں۔ اس پر اللہ تعالےٰ نے جو رحمت عطا کی ہے ساری مخلوق کو تو پھر یہ حکم بار آور ہو جاتا ہے۔

اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم

اللہ تعالےٰ نے انسان کو اچھی صورت پہ پیدا فرمایا۔

اچھی صورت کیا ہے؟ بزرگان دین کی صورت ہو۔

ناقص صورت کیا ہے؟ غیر کی صورت ہو

جسکی صورت بزرگانِ دین کی صورت ہو گی وہ ایمان دار ہوں گے اور صاحبِ فلاح ہوں گے۔

جن لوگوں کی صورت غیر کی صورت ہو گی ان لوگوں کو نیچی سے نیچی صورت میں اتار دیا جاتا ہے۔ ان کے اعمال کی وجہ سے۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ

(۱) انسان کس لیے آیا ہے؟

انسان ہر وقت اللہ تعالےٰ کے لیے پاک رہنے اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہر وقت باوضو رہنے کے لیے آیا ہوا ہے۔

(۲) بزرگانِ دین کس لیے آئے ہوئے ہیں؟

بزرگانِ دین اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کرنے کے لیے آئے ہوئے ہیں۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے یہ سارا کھیل کس لیے رچا رکھا ہے؟

اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلّم کی صفت و ثنا کی جائے اور درود بھیجا جائے باجماعت عبودیت کے۔

اس لیے اللہ تعالیٰ نے یہ تین مقام رحمت اور برکت کے رکھے ہوئے ہیں۔ جن میں دین اور دنیا کی فلاح اور بہبودی موجود ہے۔ اس لیے انسان ہر وقت اللہ تعالیٰ کے لیے پاک رہے اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلّم کے لیے ہر وقت باوضو رہے۔ ذکر اللہ کے نام کا (یا وَدُودُ) کیا جائے۔ اور درود پاک میں مصروف رہے۔ تو نتیجہ کیا ہوگا؟

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اللہ تعالیٰ اس کا ہو جائیگا اور وہ اللہ تعالیٰ کا ہو جائے گا۔ پھر اُس صاحب سے جس قسم کا اللہ تعالیٰ کام لینا چاہے گا، اُسی قسم کا خود تیار فرمائے گا۔ وہ فلاح اور برکت کی صورت پیدا ہوگی اللہ تعالیٰ کے فضل سے۔

پیارو! ساکن رہو اپنی ذات سے اور متحرک رہو ذات و صفات سے۔

(۱) ساکن کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے لیے ہر وقت پاک رہو اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلّم کے لیے ہر وقت باوضو رہو۔

(۲) متحرک کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کرو یعنی ہر وقت ذکر میں مشغول رہو۔

(۳) شرف کیا ہے ؟ درود پاک میں مصروف رہو۔

اللہ کے پیارو! غور کر کے دیکھو جو حالات مطابق نہ ہوں۔ انھیں دیکھنا چاہیے کہ یہ منجانب اللہ ہیں یا کسی غیر کی طرف سے۔ حقیقتاً منجانب اللہ ہی ہیں اور منجانب اللہ ہی انہیں جاننا اور سمجھنا چاہیے۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے حال عطا کیا ہے وہ حال بزرگانِ دین کا حال جاننا چاہیے۔ پھر سارے غیر مطابق حالات مطابق حالات میں شامل ہو جاتے ہیں اور سارے نقصانات والے مقامات فوائد میں شامل ہو جاتے ہیں۔ یہ شیوہ بزرگانِ دین کا شیوہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان اللہ مع الصّٰبِرِیْنَ۔ اِنَّ اللّٰہ مع الصادقین۔

تحقیق اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں اور شکر کرنے والوں کے ساتھ ہے ۔ تحقیق اللہ تعالیٰ سچوں کے ساتھ ہے۔

صاحبو! یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنا ساتھ ان لوگوں کا ساتھ فرمایا ہے جنہیں صبر اور شکر کی نعمت عطا فرمائی ہے تو مطلب یہ ہُوا ہمارا ساتھ اُن کا ساتھ ہو جن کا ساتھ اللہ تعالیٰ کا ساتھ ہے اور ساتھ جس وقت ساتھ والے کے ساتھ ہو گا تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہو گا۔

اللہ تعالیٰ سب صاحبوں پر رحمت و برکت نازل فرمائے اور اپنے پیاروں کا ساتھ نصیب فرمائے۔ بزرگان دین کی دعا و برکت سے۔ آمین ثم آمین۔

بزرگان دین فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے دو ہی مقام رکھے ہیں۔ نور کا اور نار کا۔

حیات جو ہے وہ نور کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور موت نار کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ موت کو موت ہے۔ حیات کو موت نہیں۔ حیات کل ہے۔ موت حیات کا ایک جزو ہے۔ ماسوا اللہ کے جو بھی ہے موت ہے۔ جو اللہ کے ساتھ ہے وہ حیات ہے۔ اللہ والے اللہ کے ساتھ ہیں وہ حیات ہیں۔ اس لیے وہ اپنے لیے کچھ نہیں چاہتے۔ ماسوا اللہ سے کچھ چاہنا اس میں دنیا کی بھی موت ہے اور دین کی بھی موت ہے۔

اللہ والے ہر مقام پر راضی برضا رہتے ہیں۔

جیسے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو رکھنا چاہتا ہے۔ ہر مقام پر چاہے رُخ دنیا کا ہو یا دین کا ہو۔ جو اللہ تعالیٰ اُن کے لیے چاہتا ہے وہ وہی چاہتے ہیں۔ اسی لیے وہ چاہے جاتے ہیں۔

عام لوگ کھانے، پینے، پہننے اور حرص و ہوا کے متوالے رہتے ہیں۔ یہ لوگ فانی چیزوں سے تعلق رکھتے ہیں اس لیے وہ فانی ہیں اور اللہ والے باقی سے تعلق رکھتے ہیں اس لیے وہ باقی ہیں۔

بزرگانِ دین کی صورت کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے۔ اس لیے جو صاحب بزرگانِ دین کی صورت جمع اس کے اجزا کے یعنی قول، عمل، علم اور اخلاص کے پسند کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ اُسے پسند کرتا ہے۔

ہر مقام پر عقیدہ عین حقیقت ہے۔ اللہ تعالیٰ سب صاحبوں پر رحمت و برکت نازل فرمائے۔ صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اپنی دینی اور

دنیاوی عطاؤں کی کثرت کر دے اور اپنی نعمتوں پر شکر گزاری کی توفیق عطا فرمائے۔ بزرگانِ دین کی دعا و برکت سے۔ آمین ثم آمین

اللہ تعالیٰ نے یہ قاعدہ رکھا ہے۔ "قاعدہ قدرت" جس کا عقیدہ درست ہو اس کا اعمال درست ہو جاتا ہے۔ جس کا عقیدہ درست نہ ہو اُس کے اعمال درست ہونے کی کوئی صورت نہیں۔ اُس کا اعمال درست ہی نہیں ہونا چاہیے اعمال کی کوئی صورت ہو۔

عقیدہ کیا ہے؟

"پہچان"۔ اس کو عقیدہ پہچان فرماتے ہیں بزرگان دین۔

جو صاحب بزرگان دین کی صفت و ثنا کرے گا اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک بھیجے گا وہ اللہ تعالیٰ کا بندہ ہے۔ اور جو صاحب مذمت کرے گا وہ غیر ہے۔ غیر کے معنی غرور ہے۔ غرور کے معنی غرض و غایت ہے۔ غرض و غایت کے معنی دنیا ہے۔ دنیا اعمالِ نفس ہے اور حجاب ہے۔ غرض و غایت کا حجاب اُٹھ جائے تو دین ہے۔

نفس کے عمل کی طرف ہو گی تو مذمت ہو گی بزرگانِ دین کی۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہو گی تو مدح ہو گی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ درود بھیجتا ہے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر، محبوب کے دوستوں پر، محبوب کی آل پر اور محبوب کے اہل پر۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وبارک وسلم وصلی علیہ۔

یہ بزرگانِ دین نے سارے ہی کائنات کے سامنے "آئینۂ قدرت" رکھ دیا ہے۔

اس میں آنے والے حضرات جو قیامت تک دیکھتے رہیں گے۔ وہ ابلیس کے شر سے محفوظ رہیں گے اللہ کے فضل سے۔

آئینہ کیا ہے؟ صفت وثنا، درود پاک پہلوں پر، حاضر پر اور حاضر ہونے والوں پر، سب پر۔ درود پہلوں پر، حاضر کی تسلیم اور آنے والوں پر ایمان۔

جیسے، اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ ط۔

نوٹ:-

عقیدہ ایک مقام کا نام ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ نے اپنے پیاروں کو عطا کیا کیا ہوا ہے۔ جو اُن سے پیار کرتا ہے اُسے عقیدہ بھی عطا ہو جاتا ہے اور مقام بھی عطا ہو جاتا ہے۔ عقیدہ کتاب اور شنید سے تعلق نہیں رکھتا۔

ثبوت:- اگر عقیدہ کتاب اور شنید سے تعلق رکھتا ہوتا تو ساری کائنات کا ایک ہی عقیدہ ہوتا۔

محبت کے معنی عقیدہ ہے اور عقیدہ کے معنی ایمان ہے۔ اس عقیدہ کے معنی اولی الامر کے نکلتے ہیں۔ اولی الامر کے معنی اللہ تعالےٰ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نکلتے ہیں اور رسول کے معنی اللہ تعالےٰ کے نکلتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا اطیعوا اللّٰہ و اطیعوا الرسولَ واولی الامرِ منکم۔

اللہ تعالٰی سب صاحبوں پر رحمت و برکت نازل فرمائے اور غرور
سے دور رکھے ۔ حضوری کا شرف عطا فرمائے ۔ اپنے قرب جوار میں رکھے
غیر سے محفوظ رکھے ۔ بزرگان دین کی دعا برکت سے (آمین ثم آمین)

۱۰

بیانِ عبودیت و عبادت

بندے کے معنی ہیں کہ حکم میں رہے۔ اگر حکم میں ہے تو بندہ ہے۔ بندہ عبادت کے لیے بھی ہے اور عبودیت کے لیے بھی ہے۔ عبادت بندے کے لیے ہے اور فرشتہ عبادت کے لیے ہے۔

عبودیت کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کیا جائے۔

فرشتے کا عبادت کل ہے۔ بندے کا عبادت جزو ہے۔ بندے کی ابتدا عبادت ہے اور فرشتے کی انتہا عبادت ہے۔ بندے کا مستقبل عبادت ہے اور فرشتے کا عمل عبادت ہے۔

اسی لیے شے کوئی بُری نہیں عبادت بُری ہے۔ اگر شے کو برا کہو گے تو معنوں کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کو بُرا کہو گے۔ شے بھلے کے لیے بھلی اور بُرے کے لیے بُری۔ دیکھنا چاہیے اس مقام پر کہ بُری شے ذاتی بُری ہے؟ اگر ذاتی بُری ہے تو جہاں ہو وہیں اُس سے بُرے اثرات ظاہر ہو جانے چاہئیں۔ بھلی شے استعمال کرنے سے بھلے اثرات معلوم ہوتے ہیں اور بُری شے استعمال کرنے سے بُرے اثرات معلوم ہوتے ہیں۔ تو نتیجہ یہ ہے کہ میل ہونے کے وقت حقیقت بھلے کے لیے بھلی اور بُرے کے لیے بُری ہوگی۔

نوٹ :-

جو صاحب حکم کو اپنا لے گا اس کے معنی بندہ ہوں گے ۔ بندے کی ابتدا عبادت ہے ۔ بندے کا مستقبل قرآنِ حکیم ہے اور فرشتے کا عمل عبادت ہے ۔

۱۱

بیانِ نفی

کرم عمل کو نہیں دیکھتا احترام کو دیکھتا ہے۔ احترام خلوت میں ہو تو اُسے نہیں دیکھتا۔ وہی خلوت جلوت کی صورت میں پذیر ہو تو اُسے دیکھتا ہے۔

ذاکر کے تین۳ شاہد ہیں۔ تین شاہد کون ہیں؟

پہلا — ذکر

دوسرا — درود پاک

تیسرا — سالک کو ہر وقت اللہ تعالٰے کے لیے پاک رہنا چاہیے اور محبوب کے لیے ہر وقت باوضو رہنا چاہیے۔ صلی اللہ علیہ وسلّم۔

جس کے یہ تین شاہد ہو جائیں وہ اُسی وقت صاحبِ مقام ہو جاتا ہے۔ اسی وقت صاحبِ عرفان ہو جاتا ہے، اسی وقت صاحبِ انعام ہو جاتا ہے۔ اور اُسی وقت صاحبِ فرمان ہو جاتا ہے۔ فرمان اللہ تعالٰے کا۔ اُس کے لیے جس کی نوعیت (ن) سے ہو۔ ذاتی "ن" کے معنی نفی اور صفاتی نوعیت۔ نوعیت وہ جو حال پیدا ہو

مومن کوئی کام کرے۔ دیکھنا یہ ہے کہ جو میں کر رہا ہوں اس کے ساتھ دوری پیدا ہوتی ہے کہ حضوری پیدا ہوتی ہے۔ اگر دوری پیدا ہو تو طمع کے

معنی نکلیں گے اور اگر حضوری پیدا ہو تو منظوری کے معنی نکلیں گے چاہے عمل کی کوئی صورت ہو ۔ دوری ہو تو نفس مترجم ہوگا ۔ حضوری پیدا ہو تو قرآن شاہد ہوگا ۔ اسی لیے بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ غیر کا گھر ماضی ہے عارف کا شاہد ماضی ہے ۔ قول ماضی کے لیے ماضی ، مستقبل کے لیے مستقبل ، حال کے لیے حال ہے ۔

مومن کی شان ۔ شانِ تسلیم ۔

اُس کے لیے جس کی نوعیت "اِن" سے ہو ۔

ذاتی نوعیت ۔ اپنے لیے ہر مقام پر فارغ رہنا ۔

مقامِ نفی ۔ نفی کے معنی لا ہے ۔ اللہ تعالےٰ کی مخلوق کے ساتھ مشغول رہنا ۔ مخلوق کے منافع کے لیے تیار رہنا اِلَّا اللہ ہے ۔ یہ مدارج اللہ تعالےٰ کا مدارج ہے ۔ بزرگانِ دین کا شیوہ ہے اور محب کے لیے میوہ ہے ۔ جس محبّ پر یہ مقام آجاتا ہے وہ اللہ تعالےٰ کا ہو جاتا ہے ۔

میدانِ عمل ۔ حقیقتاً عمل کی صورت یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی مخلوق کے ساتھ مشغول رہے اور اپنی ذات و صفات سے فارغ رہے تو شاغل ہے اللہ تعالےٰ کے لیے ۔ اللہ تعالےٰ اس کا ہو جائیگا اور وہ اللہ تعالےٰ کا ہو جائیگا ۔ سالک کے لیے یہ دونوں مقام جس وقت نفی اور اثبات کے پورے ہو جاتے ہیں ۔

ن ، ا ، ب تین حرف (نون) (الف) (با)

نون (ن) کے پہلے الف (ا) ہے ۔ الف احدیت ہے اور

احدیت سے الف ہے۔ مدارج الف کا ب (با)۔ احدیت بے بہا۔ الف کا مدارج بے بہا۔ اس لیے محبّ اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے! اللہ تعالیٰ کا مدارج بے بہا ہے۔ اس لیے محبّ بھی بے بہا ہو جاتا ہے۔

شریعت کے قول کی ابتدا پانچ سے ہے۔ پانچ رکن اسلام کے۔

طریقت کے قول کی ابتدا نون (ن) سے ہے۔

حقیقت کے قول کی ابتدا الف (ا) سے ہے اور معرفت کے قول کی ابتدا ب سے ہے۔ ب بے بہا ہے ۔ اور بے بہا اللہ تعالیٰ کے علم کو فرماتے ہیں بزرگانِ دین ۔ علم کے معنی "جاننا" اور جاننے کے معنی "معرفت" ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ جسے میں سب سے بڑا انعام عطا کرتا ہوں، اُسے اپنے علم کی سمجھ عطا کرتا ہوں۔ اپنا علم بھی عطا فرماتا ہوں اور سمجھنے کی بھی توفیق عطا فرماتا ہوں۔

اسی لیے قول کے چار مقام رکھے ہیں۔ اسی طرح عمل کے بھی چار مقام رکھے ہیں۔ اسی طرح علم کے بھی چار مقام رکھے ہیں اور اسی طرح اخلاص کے بھی چار مقام رکھے ہیں۔

" کہنا۔ کرنا، ہونا، نہ ہونا اپنے لیے۔ ہونا اللہ تعالیٰ کے لیے۔ رہنا مخلوق سے اللہ تعالیٰ کے لیے۔

(ب) کشف کی ابتدا کس لفظ سے ہے؟

پہلے سب سے تلاش کرو کائنات ہیں کہ کشف کی بسم اللہ کا کون سا لفظ عنوان کا مدارج رکھتا ہے۔ الف سے لے کر والناس تک،

ایک سے لے کر پانچ تک اور پانچ سے لگا کر پچیس[۲۵] تک اور پچیس[۲۵] سے لگا کر ایک تک اور ایک سے لگا کر پچیس تک پچیسواں نقطہ نون (ن) ہے۔

نون (ن) کی نوعیت ذات کے ساتھ نفی کا مدارج رکھتی ہے اپنے لیے۔۔۔اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ نوعیت کا مدارج رکھتا ہے۔

نون (ن) نقطہ ایک ہے مدارج اس کے دو[۲]۔

۱۲

بیانِ تصوّر

جو لوگ خیالی تصور باندھتے ہیں بزرگانِ دین کا، وہ ناقص تصور ہے۔ بزرگانِ دین کے وجود کو اللہ تعالےٰ نے عمل کی صورت سے اتارا ہے خلق اللہ کی طرف۔

اور بزرگانِ دین کے دل کو اللہ تعالےٰ کا علم جاننا چاہیے اسی لیے حضرت مولٰنا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

ع معنی قرآں ہم ہیں قرآں بیاں ہمارا

جو زبان پاک سے بزرگانِ دین فرماتے ہیں وہ قول ہے بزرگانِ دین کا وجود اعمال ہے۔ اُن کا جو دل ہے وہ اللہ تعالےٰ کا علم ہے۔ یہ تین حقائق ہیں، جہاں یہ تین حقائق آجاتے ہیں اللہ کے فضل سے وہ انسان زندہ ہو جاتا ہے اور پائندہ ہو جاتا ہے۔ حیاتِ ابدی عنایت ہو جاتی ہے اُسے۔۔ اللہ تعالےٰ کی رحمت سے اُس کے پاس اخلاص کا انعام اتر آتا ہے حسُن کی صورت میں۔ تو نتیجہ کیا ہو گا؟ اللہ تعالےٰ اُس کا ہو جاتا ہے اور وہ اللہ تعالےٰ کا ہو جاتا ہے۔

خیالِ خام سے آج تک کوئی فائدہ تصور باندھنے والے کو وصول نہ

ہوا، نہ ہے اور نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا منشاء جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخلوق کی طرف اتارنے کا (مبعوث فرمانے کا) یہی ہے کہ ساری مخلوق کو حقائقِ حقانی سے متعارف کرایا جائے۔ آپ بھی چین سے رہے دنیا اور آخرت میں اور آپ کے ساتھ رہنے والے بھی چین سے رہیں دنیا اور آخرت میں۔

مسلمان کا ہاتھ امین ہو اور زبان برائی سے پاک ہو۔ یہ دو مقام ذاتی ہیں مسلمان کے۔ اور یہ حقائق کی ابتدا ہے۔ اور تین مقام صفاتی ہیں۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ۔

(۱) سب سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے انسان کو کہ میں دنیا میں کس لیے آیا ہوا ہوں؟

انسان اللہ تعالیٰ کے لیے ہر وقت پاک رہنے کے لیے اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہر وقت باوضو رہنے کے لیے آیا ہوا ہے۔ یہ اس کا حقائق اور منشا ہے۔

(۲) پھر دیکھنا یہ ہے کہ بزرگان دین کس لیے آئے ہوئے ہیں؟

بزرگان دین اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کرنے کے لیے آئے ہوئے ہیں۔ یہ بزرگان دین کا منشا ہے۔

(۳) تیسرا مقام۔ دیکھنا یہ ہے کہ حق کو کس طرح پانا چاہیے۔؟

حق کو پانے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ درود پاک پڑھا جائے۔ یہ حق کا منشا ہے۔

جس وجود میں یہ پانچ حقائق ظاہری اور باطنی موجود ہو جائیں گے۔ وہ انسان بزرگان دین کی صف میں شمار ہو جائے گا اور قیامت کے دن مردانِ خدا کی صف میں اٹھایا جائے گا۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق کے سامنے نقشہ ازلی رکھ دیا ہے۔

پہلا سجدہ اللہ تعالیٰ کو مخصوص ہے یہ سجدہ تسلیمی سجدہ ہے۔ بزرگان دین کے وجود کو اعمال تسلیم کیا جائے تو یہ تعظیمی سجدہ ہے۔

جہاں یہ دو مقام آجاتے ہیں اُسے اللہ تعالیٰ اپنا علم عطا فرما دیتا ہے۔ یہ علم حقیقی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام اتر آتا ہے اخلاص حسن کی صورت سے۔ اللہ تعالیٰ کا بندہ ہو جاتا ہے وہ صورت کے اعتبار سے اور معنوں کے اعتبار سے۔

بزرگانِ دین فرماتے ہیں: "اے مخاطب! جد تیکر توں ہلّے گل ای نہیں پھر دا ایں۔ توں اللہ دا عالم نا ہیں۔ تو دنیا دا عالم ایں۔ قول اوہ حقیقتاً اللہ دی گل اے جس وقت تیرے تتھے بزرگان دین دا قدم آ گیا پھر توں اللہ دا عالم ہو جاویں گا۔"

اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس کو میں سب سے زیادہ فضل عطا کرنا چاہتا ہوں اُسے اپنا علم عطا کرتا ہوں۔ اور سمجھنے کی توفیق بھی ہر مقام پر عطا کی جاتی ہے وقت وقت پر صاحب حال کو۔ وہ معنوں کے اعتبار سے بھی اللہ تعالیٰ کا عالم ہو جائیگا اور صورت کے اعتبار سے بھی عالم ہو جائیگا جس طرح حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث پاک میں فرمایا کہ عالم نائب رسول ہے۔ اس لیے بزرگان دین

آئے ہوئے ہیں۔

بزرگانِ دین جو فرماتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کا حکم فرماتے ہیں۔ یہ قول ہے۔ بزرگانِ دین کا وجود اعمال ہے اور بزرگانِ دین کو جو اللہ تعالیٰ نے دل عنایت فرمایا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا علم ہے۔ فرشتے کو اللہ تعالیٰ نے دل نہیں عنایت فرمایا، عمل عنایت فرمایا ہے۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے جب فرشتوں سے نام پوچھے تو وہ نہ بتا سکے۔ کیونکہ اُن کا مقام ہی نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو دل عنایت فرمایا، علم عنایت فرمایا اور سب چیزوں کے نام سکھائے۔

صاحبو! جان لو! فرشتے کا مرتبہ جو ہے وہ اعمال تک ہے (قول اور عمل)۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنا علم عطا فرمایا اور اخلاص بھی عطا کیا۔ یہ دو مرتبے فرشتے سے اولیٰ اور ارفع ہیں۔" اس لیے بزرگانِ دین کو فضیلت ہے سب فرشتوں پر۔ کیونکہ بزرگانِ دین کو اللہ تعالیٰ نے قول عنایت فرمایا، عمل عنایت فرمایا، علم عنایت فرمایا اور اخلاص عنایت فرمایا۔

نوٹ:-

(۱) بزرگانِ دین کے قول کو تسلیم کیا جائے تو یہ تصور ہے قول سے

(۲) بزرگانِ دین کے وجود کو اعمال تسلیم کیا جائے تو یہ تصور ہے اعمال سے۔

(۳) بزرگانِ دین کے دل کو اللہ تعالیٰ کا علم تسلیم کیا جائے تو یہ تصور ہے علم سے۔

(۴) بزرگانِ دین کے اخلاص کو تسلیم کیا جائے تو یہ تصوّر ہے مولا سے ۔
جس صاحب کے یہ چاروں مقام پورے ہو جاتے ہیں حقیقتاً اس انسان کی ایک طرف بن جاتی ہے ۔ اس طرف کے معنی بزرگان دین کی طرف ہے، وہی اللہ تعالےٰ اور اُس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے ۔

اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم

نوٹ :- (۲)

صفات سے پہلے تصوّر ناقص ہے ۔ صفات کے بعد تصوّر کامل ہے ۔ کیونکہ تصوّر صفات کا کُل ہے اور صفات اعمال کا جزو ہے ۔

صفات رحمت کی ابتدا ہے اور تصوّر فضل کی انتہا ہے ۔

صفات حُسن ہے اور تصوّر حسین ہے

صفات تسلیم ہے اور تصوّر قدیم ہے

قدیم سے قدم بزرگانِ دین کا

نقشِ قدم جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و اٰلہٖ و اصحابہٖ وبارک وسلم ۔

نوٹ :- (۳)

قرآنِ پاک کو جاننا ہو تو بزرگانِ دین کو جانو ۔ اگر بزرگان دین کو نہ جانو گے تو قرآنِ پاک کا جاننا تمہارا اپنے علم سے ہوگا ۔ انسان حادث ہے ۔ قرآن پاک اللہ تعالےٰ کا علم ہے اور قدیم ہے ۔ قدیم قدم سے بنتا ہے قدم بزرگانِ دین کا ۔ نقشِ قدم جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ۔

بزرگانِ دین کو جاننا یہ قرآن پاک کو جاننا ہے۔ ان کے قول کو سننا یہ قرآن پاک کا سننا ہے۔

اسی مقام پر بزرگانِ دین فرماتے ہیں۔ قرآن پاک کو پڑھنا سُنّت ہے اور سننا فرض ہے۔ مولانا رومؒ کا فرمان ہے ؎

معنئ قرآن ہم ہیں قرآن بیاں ہمارا

نوٹ :-(۴)

جو صاحب بزرگانِ دین کی صفت کو پا جاتا ہے۔ صفت پانے والا صفت میں حلول ہو جاتا ہے (ذاتی) با صفت کی صفت جس وقت جہاں آجاتی ہے تو اسی صفت کا تصوّر بھی ساتھ آجاتا ہے۔ یہ تصوّر ہمہ صفت موصوف ہے۔ ذاتی صفت جس وقت حلول ہو جاتی ہے اسی طرح تصوّر میں تصوّر کی چاہت میں تصوّر حلول ہو جاتا ہے صفات ہیں۔ مجسّم حسن کا تصوّر آتا ہے اور جس کے پاس آتا ہے وہ مجسّم وہی ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ سب صاحبوں کو بزرگانِ دین کے قدم بقدم چلنے کی توفیق عطا فرمائے

(۱۳)

بیانِ قدم - قدمِ بزرگانِ دین

جس طرح عام مخلوق کتاب و شنید میں اُلجھی ہوئی ہے۔ اسی طرح خاص لوگ بھی کتاب و شنید میں الجھے ہوئے ہیں وہ اس بات کی تلاش و جستجو میں لگے ہوئے ہیں کہ "قلب جاری ہو جائے"۔ جب کسی طور پر جاری ہو جاتا ہے تو وہ جو کہتے ہیں وہی ہونے لگ جاتا ہے۔ اسی کو مخلوق بزرگی سمجھتی ہے اور اسی کو وہ بزرگی سمجھتا ہے۔ اس لیے وہ اپنے ناقص عمل کی وجہ سے اُس میں اُلجھ جاتا ہے وہی اس کے لیے حجاب بن جاتی ہے۔

بزرگی تو حقیقت میں اللہ تعالےٰ کے ساتھ پاک رہنے کے معنی نکلتے ہیں۔ اور بزرگی کی عظمت محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے باوضو رہنے سے ہے۔ اطمینان ذکر میں مشغول رہنے والے کو عطا ہوتا ہے۔

اللہ تعالےٰ کے دونوں مقام ہیں مَوجُودہٗ اور مَقصُودہٗ۔

موجود اللہ تعالےٰ ہے۔ مقصود اللہ تعالےٰ کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہے خلق اللہ کے لیے۔ جتنی اللہ تعالےٰ کی اولےٰ صفتیں ہیں اُن کے ایک مقام پر جمع ہو جانے کا نام مقصود ہے۔ حقیقتاً اللہ تعالےٰ کا مقصود محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ خلق اللہ کا مقصود بھی محبوبؐ ہی ہے۔

عرفانِ حقیقت

محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی جتنی صفتیں اولے ہیں اُن کو اپنا لینے کا نام مقصود ہے۔ صفت محبوب کا جزو ہے اور تمام صفتوں کا محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) مظہر کُل ہے۔ اسی لیے بزرگانِ دین نے بیان دیا ہے کہ "عمل کو فضیلت نہیں ہے رُخ کو فضیلت ہے"۔ حقیقتاً اعمال محبوب کی صفت کا نام ہے۔ سچے جتنے مقامات ہیں وہ اللہ تعالےٰ نے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کو عطا کیے ہیں اور جھوٹ کے جتنے مقام ہیں وہ سب غیر کے ہیں۔ جان لینا چاہیے سچ محبوب کا رُخ ہے اور جھوٹ غیر کا رُخ ہے۔ جتنے کائنات میں فرقے ہیں وہ اللہ تعالےٰ سے مانوس ہو جاتے ہیں۔ اور سب فرقوں کو اللہ تعالےٰ نے اپنے ساتھ مانوس ہونے کا مقام عطا کیا ہے۔ دین کی بنیاد بزرگانِ دین سے ہے۔ جو صاحب بزرگانِ دین کے قدم بقدم ہو جاتا ہے۔ اس صاحب کی دین سے بنیاد رکھی جاتی ہے۔ اُس کی دنیا دین بن جاتی ہے اور دین مولا۔

عام لوگ اور خاص لوگ ۔ وہ پڑھی ہوئی اور سنی ہوئی بتاتے ہیں۔

بزرگانِ دین ۔ وہ پڑھی ہوئی اور سُنی ہوئی بتاتے ہیں اور جو اُن پر عطا ہو رہی ہے وہ عطا کرنے کے لیے آئے ہوئے ہیں۔

عطا کیا ہے؟ محبوب کی ایک صفت اولی اور یہ خیر ہے۔

خوبی کیا ہے؟ محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم)

صاحبو! جان لینا چاہیئے، جب اللہ تعالےٰ کا محبوب مقصود ہے تو ہمیں بھی اللہ تعالےٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو مقصود بنا لینا چاہیئے۔ صفت اولی

محبوب کی صفت ہے اور محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) باصفت ہے۔ جو صاحب باصفت کی صفت کو جس وقت اپنا لیتا ہے اُسے خیر عطا ہو جاتی ہے اور جو محبوب کو جان لیتا ہے۔ اُسے محبوبی عطا ہو جاتی ہے۔ اسی لیے فرماتے ہیں بزرگانِ دین!

"عمل کو فضیلت نہیں ہے رُخ کو فضیلت ہے۔" عمل اور فرقوں میں بھی ہو رہا ہے اور دین کی بنیاد، محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا رُخ۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں نقشہ کھینچ کے دکھایا ہے۔ ابلیس اللہ تعالیٰ کے ساتھ پہلے بھی مانوس تھا۔ اُس وقت بھی مانوس تھا اور اب بھی مانوس ہے —— راندہ کس لیے گیا؟ محبوب کے رُخ کی تعظیم نہیں کی۔

جو صاحب اللہ تعالیٰ سے مانوس ہو جاتا ہے۔ تسلیم اُسے عطا ہو جاتی ہے اور جو صاحب اللہ تعالیٰ کے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ باوضو ہو جاتا ہے تعظیم اُسے عطا ہو جاتی ہے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ عام صفت کے ساتھ بنتا ہے۔ خاص محبوبؐ کے قدم سے بنتا ہے اور خاص الخاص محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے بنتا ہے۔

اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے۔ محب کسی عمل سے نہیں بنتا محبت سے بنتا ہے۔ "عمل۔ پڑھا ہُوا اور سنا ہُوا" —— جو لوگ اربعہ عناصر سے تعلق رکھتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے محبوبؐ کو بھی اربعہ عناصر کی آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ اور جو صاحب محبوبؐ کی عطا کی ہوئی صفت سے دیکھتے ہیں۔ انہیں عشق کی آنکھ عطا ہو جاتی ہے وہ نظرِ بصیرت سے دیکھتے ہیں۔ جو صاحب نظرِ بصیرت سے

دیکھتے ہیں انہیں اولٰے صفتیں عطا ہو جاتی ہیں۔ اور جو لوگ اربعہ عناصر کی آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ وہ اپنی ناقص صفت ہیں حلول ہو جاتے ہیں۔ اُسی میں رہمس جاتے ہیں اور فانی ہو جاتے ہیں۔ جو صاحب محبت سے دیکھتے ہیں محبوب کو، وہ فنا سے گزر جاتے ہیں بقا انہیں عطا ہو جاتی ہے۔

صاحبو! جس آنکھ سے ہم دیکھ رہے ہیں، یہ خود کثیف ہے اور کثیف ہی کو دیکھتی ہے۔

لطیف چشمہ (عینک) لے لو محبوب سے تاکہ تم بھی لطیف ہی کو دیکھنے لگو۔

لطیف کیا ہے؟ محبوب کی ایک صفت —— کثیف کیا ہے؟ —— اربعہ عناصر کی ایک صفت

اسی لیے بزرگانِ دین نے فرمایا کہ ساری کائنات کی بنیاد اربعہ عناصر سے ہے اور بزرگانِ دین کی بسم اللہ عشق سے ہے۔

عام لوگ جو اربعہ عناصر کی آنکھ سے دیکھ رہے ہیں ان کی وجہ یہ ہے۔ وہ یہ جان رہے ہیں جس طرح ہم کھاتے پیتے ہیں اسی طرح محبوبؐ کھاتے پیتے ہیں۔ جس طرح ہم چلتے پھرتے ہیں اسی طرح محبوبؐ چلتے پھرتے ہیں۔ جس طرح ہم رہتے سہتے ہیں اسی طرح محبوبؐ میں بھی یہ ساری صفتیں ہیں۔

خاص لوگ وہ یہ دیکھ رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے محبوبؐ کو اولٰے صفتیں عطا کی ہیں۔ ہم میں تو ایک بھی نہیں۔ اس لیے وہ جان لیتے ہیں کہ محبوبؐ کی ایک ایک اولٰی صفت کو اپنا لینا چاہیے اور محبوبؐ سے لے لینی چاہئیں۔

صاحبو! قال کے دور دورے میں نہ رہو۔ قال کا ہمیشہ ہاتھ خالی رہتا ہے۔!

صاحبِ حال کے قریب ہو جاؤ اگر اپنی بہتری اور فلاح چاہتے ہو تو۔ اسی لیے اللہ تعالےٰ نے یہ چار مقام رکھے ہیں۔ قول کا حال (اعمال) شاہد ہو تو سچا ثابت ہو جاتا ہے ورنہ قول کی برکت اللہ تعالےٰ کی طرف واپس چلی جاتی ہے۔ صرف چھلکا ہی انسان کے ہاتھ میں رہ جاتا ہے۔

قول کا اعمال شاہد ہو تو قول سچا ثابت ہو جاتا ہے۔ اعمال کا علم شاہد ہو تو سچا ثابت ہو جاتا ہے۔ علم کا اخلاص شاہد ہو تو سچا ثابت ہو جاتا ہے۔ قول شریعت ہے۔ اعمال طریقت ہے۔ علم حقیقت ہے اور اخلاص معرفت ہے۔ جس صاحب کو یہ چاروں مقام عطا ہو جاتے ہیں وہ صاحب اللہ تعالےٰ کا ہو جاتا ہے اور اللہ تعالےٰ اس کا ہو جاتا ہے۔

نوٹ :-

کافر وہ ہے جو اللہ تعالےٰ کو نہیں مانتا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ میں رحیم ہوں جو میرا گنہگار ہوگا میں اُسے بخشش دوں نہ بخشوں یہ میری مرضی ہے مگر منافق کو میں نہیں بخشونگا۔ جو اللہ تعالےٰ کو نہیں مانتا وہ کافر ہے اور جو محبوب کو نہیں جانتا وہ منافق ہے۔ اللہ تعالےٰ نے جو اولیٰ صفتیں عطا کی ہوئی ہیں محبوب ؐ کو، منافق اس صفت کو نہیں مانتا۔ اور محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اللہ تعالےٰ نے تمام خلق اللہ کی طرف بھیجا ہے وہ محبوب ؐ کو نہیں پہچانتا اس لیے وہ اللہ تعالےٰ کو بھی نہیں مانتا۔ جو صاحب بزرگان دین کی اولےٰ صفت کو نہیں مانتا وہ دنیا سے اوگت چلا جاتا ہے۔ اور جو صاحب محبوب ؐ کو نہیں مانتا وہ دین سے اوگت چلا جاتا ہے۔

اس لیے وہ منافق ہو جاتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالٰے نے فرمایا ہے کہ جو میرا گنہہ گار ہوگا اُسے بخشوں نہ بخشوں یہ میری مرضی ہے۔ اور جو منافق ہے اُس کو نہیں بخشونگا۔ کیونکہ کافر میرا گنہہ گار ہے اور منافق میرا بھی گنہہ گار ہے اور میرے محبوب کا بھی گنہہ گار ہے۔

اللہ تعالٰے سب صاحبوں پر رحمت و برکت نازل فرمائے۔ دوری سے دُور رکھے اور حضوری کا شرف عطا فرمائے، بزرگانِ دین کی دعا و برکت سے۔

(آمین ثم آمین)

۱۴

بیانِ غرض و غایت

عام لوگ جو بولتے ہیں وہ غرض و غایت کے ماتحت بولتے ہیں۔ عالم لوگ فرماتے ہیں وہ شنید اور کتاب سے فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا پیارا زبانِ حال سے بولتا ہے۔ غرض و غایت دنیا ہے۔ کتاب اور شنید قول ہے اور حال ثمرہ ہے۔ قول مستقبل ہے اور حال ثمرہ ہے۔ جس قول کا حال شاہد نہ ہو وہ قول سچا ثابت نہیں ہوتا۔ قول سواری ہے جو حال تک پہنچانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے عنایت کی ہے۔ اعمال جس وقت سچا ثابت ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے دربار میں۔ تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اعمال کو علم کی آنکھ عطا فرما دیتا ہے۔ علم کیا ہے؟ حال جو فرمائیگا وہ علم ہوگا اور علمِ الٰہی ہوگا۔

دنیا غرض و غایت کے ساتھ ہے۔ قول سے جو عالم تعلق رکھتے ہیں وہ قول کی صورت سے فرماتے ہیں شنید اور کتاب سے۔ پڑھی ہوئی اور سنی ہوئی بات بتاتے ہیں۔ بزرگانِ دین بات بتاتے ہیں اور اعمال عنایت کرتے ہیں۔

اعمال کیا ہے؟ صاحبو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے آنے سے پہلے سب کچھ عطا کیا ہوا ہے۔ اس لیے ہمیں جاننا چاہیے کہ عطا کرنے والا تو اتنا کریم ہے کہ ہمارے ذمہ کوئی کام نہ رکھا اور جو کچھ عطا کیا نہ کوئی اس میں مشقت رکھی ہیں

چاہیے کہ ایسے کریم سے لگ جائیں۔ دنیا کی نعمتیں پہلے عطا کر چکا ہے اور دین کی نعمتیں اللہ تعالےٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے لے لینی چاہئیں۔

لینے کی صورت کیا ہے؟ اللہ تعالےٰ پاک ہے ہمیں بھی اس کے لیے پاک ہو جانا چاہیئے۔ ہر وقت پاک ہو جانا چاہیے اور جہاں رہیں پاک رہنا چاہیے، اللہ تعالےٰ کی مخلوق کے ساتھ۔

جو انسان پاک ہو جاتا ہے اللہ تعالےٰ سے، اُسے خلوت کی پاکی عنایت ہو جاتی ہے وہ فرد ہو جاتا۔ اور جو صاحب اللہ تعالےٰ کے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ باوضو ہو جاتا ہے اُسے جلوت کی پاکی عنایت ہو جاتی ہے وہ "مرد" ہو جاتا ہے اور مردانِ خدا ہو جاتا ہے۔

خلوت کی پاکی تسلیم ہے اور جلوت کی پاکی تعظیم ہے۔ جس صاحب کے یہ دونوں سجدے ہو جاتے ہیں وضو اُس پر سنت ہو جاتا ہے اور سجدہ اُس پر فرض ہو جاتا ہے۔

صاحبو! دیکھو غور کر کے، سجدہ اللہ تعالےٰ کے فضل کے ساتھ دونوں صورتوں میں ہو رہا ہے اور ساری کائنات میں ہو رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے جو کچھ محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کو عطا کیا۔ ہماری تشبید، ہماری کتاب، ہمارا اپنا علم اور عقل یہ ہمارے مقام ہیں یہ حادث مقام ہیں۔ محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کو جو اللہ تعالےٰ نے مقام عطا کیا وہ قدیم کا مقام ہے۔ اسی لیے بزرگانِ دین فرماتے ہیں۔ جو صاحب بزرگانِ دین کے قدم بقدم ہو جاتا ہے۔ اُسے مقامِ قدیم عنایت ہو جاتا ہے۔

قدیم کیا ہے ؟ پاک رہو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور باوضو رہو اللہ تعالیٰ کے محبوب کے ساتھ۔ جس صاحب کو مقامِ قدیم عطا ہو جاتا ہے وہ بزرگان دین کی صف میں شمار ہو جاتا ہے اور با جماعت ہو جاتا ہے۔ جماعت کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ یہ ایسا ساتھ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دربار میں اللہ والوں کا گروہ ہی جائیگا۔

اللہ تعالیٰ نے قول کو اعمال پر اتارا ہے۔ اعمال کو علم پر اتارا ہے اور علم کو اخلاص پر اتارا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے کتاب بھیجی اور اعمال پر بھیجی "منشا؟ کتاب شاہد ہو اور نمونہ محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صورت ہو۔

قول اعمال تک پہنچا دیتا ہے " اعمال بزرگان دین " جن لوگوں کا بزرگانِ دین کے ساتھ میل جول ہو جاتا ہے وہ لوگ اعمال تک پہنچ جاتے ہیں۔ جن کا میل جول نہیں ہوتا وہ قول ہی کے دور دورے میں رہتے ہیں۔ حقیقتاً قول لے جاتا ہے کثافت کو لطافت کی طرف اُس وقت جس وقت کثافت کا میل ہوتا ہے لطافت کے ساتھ۔ لطافت کی جتنی صفتیں ہیں وہ اولیٰ ہیں۔ کثافت کی جتنی صفتیں ہیں وہ ضائع ہو جانے والی ہیں۔

میل جول کی صورت میں ایک ناجائز صورت چلی جاتی ہے اُس کی جگہ ایک جائز صورت آجاتی ہے۔ پھر ناجائز صورت چلی جاتی ہے جائز صورت آجاتی ہے۔ اسی طرح پھر ناجائز صورت چلی جاتی ہے، جائز صورت آجاتی ہے۔ ایک ایک کر کے ناجائز سب نکل جاتی ہیں۔ جائز سب آجاتی ہیں۔ کثافت پر لطافت کا رنگ چڑھ جاتا ہے۔ "رنگ شہودری"!

"رنگِ شہودی" بُری صفتیں چلی جاتی ہیں اچھی صفتیں آجاتی ہیں اور عطا ہوجاتی ہیں۔ اچھی صفتیں ہوجانے کا نام اعمال ہے۔ جب اعمال سچا ثابت ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالے کے دربار میں، تو اُس سچے اعمال کو اللہ تعالےٰ علم کی آنکھ عطا فرما دیتا ہے۔ وہ صاحب روشن ضمیر ہوجاتا ہے۔ انسان جس آنکھ سے دیکھ رہا ہے یہ کثافت سے تعلق رکھتی ہے اور کثیف ہی کو دیکھ رہا ہے اور جسے نورِ بصیرت عطا ہوجاتا ہے وہ صاحب معنوں کے اعتبار سے دیکھتا ہے۔ جس صاحب کے معنیٰ لطیف ہوجاتے ہیں۔ وہ صاحب صورت کے اعتبار سے بھی لطیف ہوجاتا ہے۔ سالک کو خبردار رہنا چاہیے ہر ایک مقام پر۔ قرب اور بعد کی صورت کیا ہے؟ اگر پہلی عادات اس میں رہیں گی تو یہ بُعد کی صورت ہے۔ جو سالک اپنی عادات کو بزرگانِ دین پر قربان کردیگا۔ اُسے قرب کی صورت عنایت ہوجائے گی۔ معنوں کے اعتبار سے بھی اور صورت کے اعتبار سے بھی۔ جس صاحب کے عادات تبدیل ہوجاتے ہیں وہ صاحب معنوں کے اعتبار سے بھی اولیا ہوجاتا ہے اور صورت کے اعتبار سے بھی اولیا ہوجاتا ہے۔

صاحبو! سنو اور عمل سے فائدہ اٹھاؤ۔ چھوٹی سے چھوٹی بُری عادت سے بھی دور رہنا چاہیے اور اس سے گزر جانا چاہیے۔ اسی لیے اولیا میں کوئی کام عادتاً نہیں ہوتا۔ اللہ تعالےٰ کے حکم سے ہو رہا ہوتا ہے۔ عادت جاتی نہیں ہے تبدیل کی جاتی ہے۔ بُری عادت والے کو جب اچھی عادات والا مل جاتا ہے تو وہ بُری عادات اس کی بدل دیتا ہے اور اچھی اس کو عطا کر دیتا ہے۔ یہ تمام امور صداقت کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ اسی لیے صدق ہی صدیق سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ مُہر بھی صدق پر ہی لگتی ہے صدیق کی۔

صدق پر صدیق کی مہر لگتی ہے۔ صدق نہ ہو تو سچا ثابت ہی نہیں ہوتا اور نہ سچا ثابت ہونے کی کوئی صورت اللہ تعالیٰ نے رکھی ہے۔

مقامِ صدق۔ سب صاحبوں کے لیے، مقامِ تسلیم کو لازم پکڑے اور بُری عادتوں سے دور رہے۔ قربِ والی عادتوں کے قرب وجوار میں رہے۔ جس وقت یہ مقام آجاتا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بُری جتنی ہوتی ہیں ایک ایک کرکے نکل جاتی ہیں۔ اچھی جتنی ہوتی ہیں ایک ایک کرکے شامل ہو جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس ایک ہی مقام رکھا ہے۔ فوائدِ اولیٰ۔ مقام ایک ہے نام دو ہیں۔ جو دوست ہوتا ہے اس کو فائدہ پہنچتا ہے اور جو غیر ہوتا ہے وہ ضائع ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جس کو قرب کی نعمت عطا فرماتا ہے۔ ساتھ ساتھ اُسے تڑپنے اور پھڑکنے کی بھی توفیق عطا فرماتا ہے۔ قلبِ مرتضیٰ کا عطا ہو جاتا ہے۔ سوزِ صدیق ہونے کا انعام اتر آتا ہے بزرگانِ دین کی طرف سے۔ کیونکہ اُن کی طرف اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔

جس کی طرف اللہ تعالیٰ کی طرف ہو یہ سبب کامل ہے۔ دنیا کی صورت سے جو سبب ہو وہ سبب ناقص ہے۔ اللہ تعالیٰ ساری مخلوق کے لیے کریم ہے۔ اپنے پیاروں کو قرب کی نعمت عطا فرماتا ہے۔ راستہ سبب کامل۔ راستہ وہی راستہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے لیے ہو صراطِ مستقیم ــــ مومن کے لیے شاہراہ اور مسلمانوں کے لیے شرع۔ شرعِ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ مولا کے لیے فراق ہو تو یہ سوزِ صدیق ہے۔ اپنے لیے ہو تو یہ دوری ہے اور مجاز ہے۔ محبت

کو مزہ جات سے دور رہنا چاہیے۔ یہ فرق ہے۔ اس کا فراق۔ فراقِ دنیا ہے۔
سوزِ صدیق ہو تو وہ فراق کامل ہے۔ جو اپنے لیے ہو وہ فراق ناقص ہے۔
مزہ جات کے معنی فرق ہے۔ مزہ جات سے دور رہے تو قرب کی نعمت
اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو عطا کر دیتا ہے اپنے فضل سے۔

اللہ تعالیٰ نے بزرگانِ دین کو اتنا بڑا شرف عطا فرمایا ہے نہ مانے بزرگانِ دین کو نشو وفعہ نہ مانے مخلوق۔ صدیق کو اللہ تعالیٰ نے اتنی بڑی شان عطا فرمائی ہے صدق پر صدیق کی مہر نہ لگے تو قول سچا ثابت ہی نہیں ہوتا۔ نہ پہلے کبھی ایسا ہوا ہے نہ اب ہو رہا ہے نہ قیامت تک ہو گا کہ "قول سچا ثابت ہو بغیر صدیق کی مہر کے"

صدیق ہونا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مقام ہے۔ طالب صدق ہے اور ہادی صدیق ہے۔ اسی طرح فاروق ہونا بھی محبوب کا ایک مقام ہے۔ غنی ہونا بھی محبوب کا ایک مقام ہے اور مولا ہونا بھی محبوب کا ایک مقام ہے۔ سترِ وحدت (صلی اللہ علیہ وسلم) ان تمام مقامات کی جان ہے۔ سترِ وحدت جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

اسی لیے حدیثِ پاک میں فرمایا حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے۔
جِسْمُکَ جِسْمِیْ، لَحْمُکَ لَحْمِیْ، دَمُکَ دَمِیْ۔ رُوحُکَ رُوحِیْ۔

سترِ وحدت ——— جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
اخلاص ——— حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ
علم ——— حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہٗ

عمل ———— حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ

قول ———— حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ

یہ چاروں مقام سترِ وحدت کے ہیں۔ یہ چاروں نام بھی سترِ وحدت کے ہیں۔ یہ چاروں انعام بھی سترِ وحدت کے ہیں۔ اور یہ چاروں فرمان بھی سترِ وحدت کے ہیں۔ فرمان اللہ تعالےٰ کا۔

اسی لیے حضرت میراں سید بھیکھ رحمۃ اللہ علیہ سرتاج اولیا فرماتے ہیں۔

بھیکھا وہ نر کوڑ ہے جو گُر کو جانے اور
ہر روٹھے گُر مِلسی گُرُ روٹھے نہ ٹھور

یہ حال ہے اس کے علاوہ جو ہے وہ سب قال ہے۔

اللہ تعالےٰ سب صاحبوں کو مقامِ صدق عطا فرمائے۔ سوز عطا فرمائے۔ قرب و جوار عطا فرمائے اپنی رحمت سے۔ (آمین ثم آمین)

۱۵

بیانِ مصائب و آلام

اللہ تعالےٰ نے پانچ مقام پیارے کے لیے آزمائش کے رکھے ہیں۔

پہلا مقام ——— خوف

دوسرا مقام ——— بھوک

تیسرا مقام ——— کمی مال

چوتھا مقام ——— کمی جان

پانچواں مقام ——— رزق کی کمی

اللہ تعالےٰ نے یہ پانچ مقام صبر کے رکھے ہیں جو پورا رہے اللہ کے فضل سے، اُسے خوشخبری اللہ تعالےٰ کی طرف سے عنایت ہو جاتی ہے۔

خاص الخاص جو مصائب و آلام میں گھر چکے ہوئے ہوتے ہیں جو مصائب و آلام ان پر گزر رہا ہوتا ہے، وہ کسی غیر کی طرف سے نہیں سمجھتے۔ خاص اللہ تعالےٰ کی طرف سے سمجھتے اور جانتے ہیں کیونکہ اُن کے لیے سب پردے اُٹھا دیئے جاتے ہیں۔

یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالےٰ کی رحمتیں اور برکتیں ہر حال میں شاملِ حال ہیں۔ یہ خاص الخاص راہ والے ہیں اور راہ اُن کے لیے ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ دو مقام اپنے پیارے کے لیے رکھے ہوئے ہیں صفا اور مروہ۔
یہ حج گھر کا حج ہے اور مقام عمرہ ہے۔ احرام کا مقام ہے۔ وہ ہمیشہ کے لیے پاک ہو جاتے ہیں جو خوشی سے رہے اس مقام پر اس کی اپنی بھی نفی ہو جاتی ہے اور اس کے عالم کی بھی نفی ہو جاتی ہے اور خوف و خطر سے گزر جاتا ہے۔
عام لوگ بیماری کے بیمار ہیں۔ خاص لوگ زار کے بیمار ہیں۔ زار، زار، زاری۔
خاص الخاص لوگ یار کے بیمار ہیں۔ عام لوگوں پر جب بیماری آتی ہے تو وہ بیماری میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ کوہِ آلام ان پر ٹوٹ پڑتا ہے۔ خاص لوگوں پر جب بیماری آتی ہے وہ اللہ کے خوف سے رونے لگ جاتے ہیں۔ اسی لیے وہ زار زار کے مریض ہیں۔ خاص الخاص لوگوں پر جب بیماری آتی ہے وہ اللہ تعالیٰ سے لگ جاتے ہیں کیونکہ وہ یار کے بیمار ہوتے ہیں اور بیماری اُن کے لیے سواری بن جاتی ہے۔
لگنے کی صورت کیا ہے؟ وہ (خاص الخاص) بسط کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھتے ہیں اور قبض کو اپنی طرف سے سمجھتے ہیں۔ اور جب قبض کا مقام آتا ہے وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قبض کا مقام ہی نہیں رکھا۔ بسط کا مقام رکھا ہے۔ اس طرح اُن کے وجود میں قُرب کی طغیانی آجاتی ہے اور جو اُن کی آنکھ سے گوہر بار ٹپک رہے ہوتے ہیں عشقِ الٰہی میں۔ وہ ہر قطرہ ہر جمال کا بلاوہ لے کر آتا ہے۔ اللہ والے جان چکے ہیں اللہ کے فضل سے،
بسط کے معنی راہِ راست۔ قبض جس پیارے کو آتی ہے اس کے معنی انعام کے نکلتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو اور انعام دینا چاہتا ہے اس لیے قبض

کا مقام آیا ہوا ہے۔

اللہ والے جب قبض ہوتی ہے تو صبر کرتے ہیں اللہ سے۔ جب بسط ہوتی ہے تو شکر کرتے ہیں اللہ سے۔ اسی لیے اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ "میں صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوں اور شکر کرنے والوں کے ساتھ ہوں"۔

یہ رحمت و برکت کی صورت ہے اللہ تعالےٰ جسے نوازتا ہے اُسے اپنا بندہ بنا لیتا ہے۔ وہ بندہ اللہ تعالےٰ کا ہو جاتا ہے اور اللہ تعالےٰ اس بندے کا ہو جاتا ہے۔

صاحبو! سنو! جسطرح عام لوگوں پر مصائب و آلام آتے رہتے ہیں اسی طرح دلیوں، اولیائوں، غوثوں اور قطبوں پر بھی آتے رہتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے عام لوگوں پر جب آتے ہیں تو وہ کسی صورت کی طرف سے سمجھتے ہیں۔ خاص لوگوں پر جب آتے ہیں تو وہ اپنے اعمال کی وجہ سے سمجھتے ہیں اور خاص الخاص لوگوں پر جب آتے ہیں تو وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے سمجھتے ہیں۔

جو لوگ کسی صورت کی طرف سے سمجھتے ہیں وہ مصائب و آلام میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ خاص لوگ جو اپنے اعمال کی وجہ سے سمجھتے ہیں وہ آئندہ کے لیے غیر اعمال سے پاک ہو جاتے ہیں۔ خاص الخاص لوگ جو جانتے ہیں کہ مطابق اور غیر مطابق منجانب اللہ ہے وہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ لگ جاتے ہیں اور اللہ تعالےٰ اُن کے لیے کفیل ہو جاتا ہے۔ اُس کے راستہ میں غیر نہیں رہ سکتا۔ جتنی صفتیں غیر موجود ہوں وہ سب ہٹا دی جاتی ہیں۔

جان لینا چاہیے، اگر مصائب و آلام ختم ہو جائیں تو انعامات سب ختم ہو

جائیں اور درجات بھی سب ختم ہو جائیں۔

(۱) عام لوگوں کے لیے مصائب و آلام کی کیا صورت ہے؟ وہ قول کی صورت سے ہوتا ہے۔

(۲) خاص لوگوں کے لیے مصائب و آلام کی کیا صورت ہے؟

وہ ان کے اعمال کی وجہ سے ہوتا ہے۔

(۳) خاص الخاص لوگوں کے لیے مصائب و آلام کی کیا صورت ہے؟

وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو رہا ہوتا ہے۔ حقیقتاً انہیں اور انعام دینا مقصود ہوتا ہے۔

عام اور خاص وہ پس جاتے ہیں جو کسی صورت کی طرف سے سمجھتے ہیں یا اپنے اعمال کی وجہ سے نہیں سمجھتے۔

خاص الخاص جو اللہ تعالیٰ سے لگ جاتے ہیں وہ ثابت رہتے ہیں اور کامیاب رہتے ہیں ہر مقام پر۔ وہی لوگ ہیں دنیا جن کی دین ہے اور دین مولا ہے۔

جس وقت مصائب و آلام کی صورت ہو تو دیکھنا چاہیے کہ

(۱) بول چال کی صورت سے ہو رہا ہے۔

(۲) یا اپنے ناقص اعمال کی وجہ سے ہو رہا ہے۔

(۳) یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو رہا ہے۔

اگر بول چال کی وجہ سے ہو رہا ہو تو نام بدل دینا چاہیے۔

اپنے اعمال کی وجہ سے ہو رہا ہو تو اپنے اعمال سے توبہ کرنی چاہیے۔ ایسے اعمال سے جس سے فساد برپا ہو۔

اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہو رہا ہو تو صبر کرنا چاہیے۔
مصائب و آلام کو سلامتی کا پہلو عطا ہو جائے تو شکر ادا کرنا چاہیئے۔
اس مقام پر حضرت مولوی غلام رسولؒ فرماتے ہیں۔

مت صورت ول ویکھ پیارے معنیاں بھیں ول پادیں
بھلیو بھلی اِیکاں صورت کس کس نوں گل لا دیں

دوست کے ساتھ دوستی کرو۔ اور مخالف کے مطابق رہو اپنی خلوت کی صورت سے اور جلوت کی صورت سے۔

اللہ تعالےٰ بڑا کریم ہے اپنے بندوں پر۔ وہ کرم کرتا رہتا ہے ہر حال میں۔ اللہ تعالیٰ صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہر مقام پر سلامتی سے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہر مقام پر بزرگانِ دین کا ساتھ ساتھ رہے۔ اسی طرح نوازے جس طرح اپنے پیاروں کو نوازا ہے نواز رہا ہے اور نوازتا رہیگا۔

(آمین ثم آمین)

یہ نقشہ (نقشہ تقدیر ازلی و ابدی) بزرگانِ دین نے ساری کائنات کے آگے رکھا ہے۔ عالمِ ناسوت میں جو جو تکلیف اور مصائب و آلام گذرتے ہیں ان سب کا حال بیان کیا۔ ساتھ ساتھ ہی حال کے سب کا حل رحمتوں اور برکتوں کے ساتھ فرمایا

(۱) پہلا مقام

عالمِ ناسوت۔ عالمِ ناسوت میں حقیقت بھی موجود رہتی ہے اور مصائب و آلام بھی موجود رہتے ہیں۔ امر کا کوٹ موجود ہے۔ پیارو! داخل ہو جاؤ کیونکہ رحمت کا

دروازہ کھلا ہوا ہے جو داخل نہ ہوگا وہ عالم ناسوت میں موجود ہے۔ اُسے لازمی ہر مصیبت کا مرحلہ طے کرنا ہوگا۔ جو صاحب تقدیر ابدی کو قبول نہ کرے گا اُسے تقدیر ازلی کو مجبوراً قبول کرنا پڑے گا۔

۲۔ دوسرا مقام

مقام حقیقت۔ ہر مصائب و آلام میں حقیقت موجود رہتی ہے۔ جو کام کرنے سے ہمیشہ نقصان پہنچتا ہے۔ اس کام کو جو کر رہا ہے اُسے کرنے والا چھوڑ دے۔ جتنی بھی اپنی صورتیں رکھتا ہے عالم ناسوت میں، ان سب کو چھوڑ کر اللہ تعالےٰ کے ذکر کو لازم پکڑے۔ یہ صورت رحمت، برکت اور فلاح کی ہے۔ ہم سے پوچھو تو یاد و دُود ہے۔ نہیں تو آپ اپنے لیے جونسا بھی ذکر چُن لوگے وہ بزرگان دین کا ہی چُنا ہوا ہوگا۔ ذکر کی صورت کوئی بھی ہو، کسی مقام کی ہو وہ بزرگان دین کی ہی صورت ہوگی۔ دنیا میں ایسے اللہ والے کو ڈھونڈو جو باحقیقت ہو جس انسان میں حقیقت نہ ہو وہ مردہ ہے۔ جو باحقیقت ہے وہ زندہ ہے حقیقت حق سے ہے۔ بھول جانا پیارے کی خاص صفت ہے۔

۳ تیسرا مقام

مقام شفاعت۔ اللہ تعالےٰ نے بھول جانے پر پیارے کو اتنا انعام عطا فرمایا۔ جو لوگ قیامت تک بھولتے رہیں گے اللہ تعالےٰ اپنے پیارے کی بدولت معاف فرماتے رہیں گے۔

۴ چوتھا مقام

مقام ساکن۔ اللہ تعالےٰ کے سامنے جو انسان مصائب و آلام میں گھر چکا ہوا ہے اپنی تمام

حس وحرکت چھوڑ کر ساکن ہو جانا چاہیے، اپنی ذات سے بھی اور صفات سے بھی ۔ اللہ تعالےٰ جس قسم کا اپنے پیارے سے کام لینا چاہے گا۔ اُسی قسم کا تیار کیا جائیگا ۔ جہاں جائے پیارا اُسی مقام پر اُسی قسم کا علم عطا کیا جائیگا ۔ اللہ تعالےٰ نے وعدہ کیا ہُوا ہے ۔ "میں اپنے پیارے سے جیسا بھی کام لینا چاہتا ہوں اُسے خود تیار کرتا ہوں ۔"

اللہ تعالےٰ رحمت و برکت نازل فرمائے بزرگانِ دین کی دعا و برکت سے ۔ آمین ثم آمین

(۱۶) **تعبیر خواب** : خواب کی تعبیر کے تین مقام ہیں۔

پہلا جزو :۔ وہ کتاب اور شنید سے تعبیر بیان کرتے ہیں۔

دوسرا جزو اعظم :۔ جو لوح و قلم پر لکھا ہوا ہو وہ دیکھ کر بیان کرتے ہیں۔

تیسرا کل :۔ کل کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ شرف عطا ہے جو بیان کرے اور جس کی تعبیر بیان کرے۔ اسی کا شانِ نزول اللہ تعالےٰ کی طرف سے ظہور پذیر ہو جاتا ہے۔ یہ وہی مقام ہے جس مقام پر حضور پر نور غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :۔ صاحبِ حال"

ے لکھیاں لوح قلم دیاں بھالاں ہر دیاں آئیاں میں ہی ٹالاں
ہتھ وچ میرے لکھن پونجن مالک قلم سیاہی دا

اسی مقام پر حضرت احمد رضا خاں صاحب مجدد صاحبِ حال فرماتے ہیں۔

ے نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذی شان گیا
ساتھ ہی منشئ رحمت کا قلمدان گیا

اسی مقام پر جناب قادری صاحب فرماتے ہیں۔

ے وجود واحد ہے چوں سیاہی تعین اس کے حروف سارے
بجز سیاہی اسے قادری دیکھ جیم کیا ہے اور دال کیا ہے۔

(۱۷) **کرامات** :۔ صاحبو! جان لو! بزرگانِ دین کے مدارج ادلےٰ کا عنوان کیا ہے۔ ان کا عنوان عشق ہے۔ ساری کائنات کا عنوان اربعہ عناصر ہے۔ جس میں یہودی، نصاریٰ، ہندو، چوہڑے، چمار، کافر اور منافق تک۔ اللہ تعالےٰ نے مقام کرامات جو رکھا ہے

یہ مشترکہ مقام ہے۔ اربعہ عناصر سے جو کرامات تعلق رکھتی ہے وہ کسبی ہے۔ بزرگانِ دین سے جو کرامات تعلق رکھتی ہے وہ وہبی ہے۔

صاحبو! جان لو! اور جتنے فرقے ہیں، دنیا کے متعلق جو وہ کہیں گے ہونے لگ جاتا ہے کسبی علم سے اسی کو عام اور خاص لوگ سمجھتے ہیں بزرگی حقیقتاً پیارو یہ بزرگی نہیں ہے یہ بھی کسب ہے اور کسبوں کی طرح ہاں یاد رکھنا چاہیے یہ کسب اور کسبوں سے بالا ہے۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے سب فرقے اللہ تعالیٰ سے مانوس ہو جاتے ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو وہ کام کرتے ہیں اس کا انعام ملنے لگ جاتا ہے دنیا کے متعلق۔ بزرگانِ دین کو اللہ تعالیٰ نے مشرف عطا فرمایا ہے دین کا۔

دین کیا ہے؟ وضو۔ وضو کے تین مقام رکھے ہیں اللہ تعالیٰ نے اور نماز کے بھی تین ہی مقام رکھے ہیں۔ پہلا وضو جو اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ شریعت کا وضو ہے۔ دوسرا وضو جو اللہ تعالیٰ نے عطا کیا محبوب کو وہ طریقت کا وضو ہے۔ تیسرا وضو جو اللہ تعالیٰ نے عطا کیا محبوب کو وہ حقیقت کا وضو ہے۔ پہلا پانچ وقتی ہے، دوسرا سات وقتی ہے اور تیسرا ہر وقتی ہے۔ یہ بھی جان لینا چاہیے پیارو عام سے خاص بنتا ہے اور خاص سے خاص الخاص بنتا ہے۔ جو صاحب پانچ وقتی ہوگا سات وقتی بھی وہی ہوگا۔ اور جو سات وقتی ہوگا ہر وقتی بھی وہی ہوگا۔ پہلا جزو ہے، دوسرا جزوِ اعظم ہے، تیسرا کُل۔

نماز کے بھی تین ہی مقام رکھے ہیں اللہ تعالیٰ نے، پانچ وقتی شریعت کی نماز ہے۔ سات وقتی طریقت کی نماز ہے اور ہر وقت حقیقت کی نماز ہے۔ پانچ وقتی شریعت کی صورت ہے سات وقتی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے لیے اور ہر وقتی اللہ تعالیٰ کے لیے۔ صاحبو! جان لینا چاہیے وضو کی جو

شرط ہے یہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شرط ہے۔ جو انسان وضو نہیں کرتا اس پر سجدہ فرض ہی نہیں ہوتا۔ حکم جاری رہتا ہے۔ ساری کائنات کے لیے اور ہر وقت جاری رہتا ہے۔

عشق کیا ہے؟ پاک۔ اللہ تعالیٰ کے لیے پاک رہے انسان اور ہر مقام پر پاک رہے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ غرض وغایت سے پاک رہے۔ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہر وقت باوضو رہے اور ہر مقام پر باوضو رہے اور پاک رہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو جس وقت چن لیتا ہے اُسے ذاتی علم عطا کر دیتا ہے اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی جتنی صفتیں وضو کی ہیں جس بندے اللہ تعالیٰ میں وہ پائی جائیں اُسے صفاتی علم بھی عطا کر دیتا ہے اور وقت وقت پر عطا ہوتا رہتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کے بندے کے پاس جس وقت کوئی سوال لے کر آتا ہے اس کا جواب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اترتا ہے۔ محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اپنا حرف، زیر، زبر اور نقطہ کچھ بھی نہیں ہوتا (بزرگان دین کا بھی یہی حال ہے) محبوب اتنا پاک ہے ماسوا اللہ کے کچھ بھی نہیں رکھتا۔ جو صاحب ماسوا اللہ کے کچھ نہ رکھے اس کے لیے اللہ تعالیٰ کفیل ہو جاتا ہے۔ اور ہر مقام پر کفیل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بندے کا چلنا پھرنا، بیٹھنا اٹھنا، سونا جاگنا، کھانا پینا، رہنا سہنا، دوستی اور دشمنی یہ سب اللہ تعالیٰ کے لیے ہو جاتی ہے۔ بزرگان دین جو کہتے ہیں اللہ کے حکم سے کہتے ہیں۔ اور لوگ جو اربعہ عناصر سے تعلق رکھتے ہیں وہ جو کہتے ہیں وہ علم کسب سے کہتے ہیں جو بزرگ جزوی ہیں جس وقت کوئی ان کے پاس کوئی سبب لے کر جاتا ہے اُس سبب کا اُسے انعام عطا ہو جاتا ہے۔ بزرگان

دین کے پاس جس وقت سبب دنیا لے کر مخلوق جاتی ہے تو وہ دعا کرتے ہیں "یا اللہ! اس کے لیے جو بہتر ہو وہ کر دے سبب دنیا کے لیے۔ اور اس انسان کو فرماتے ہیں بزرگانِ دین۔ پہلے وضو کرو پھر اللہ تعالےٰ کی نماز ادا کرو۔ جس وقت وہ پانچ وقتی ادا کرنے لگ جاتا ہے پھر سات وقتی نماز کا وضو کروایا جاتا ہے اور سات وقتی نماز کا سبق پڑھایا جاتا ہے اور سات وقتی نماز کی تربیت دی جاتی ہے جس وقت سات وقتی پر وہ قائم ہو جاتا ہے تو اس کو ہر وقتی وضو کروایا جاتا ہے اور ہر وقتی نماز کا عزم پیدا کیا جاتا ہے۔ جس وقت وہ ثابت قدم ہو جاتا ہے۔ تینوں مقاموں پر وہ صاحب سچا ہو جاتا ہے اُسے سبب بھی عطا ہو جاتا ہے اور رب بھی عطا ہو جاتا ہے۔ اس لیے بزرگانِ دین فرماتے ہیں۔ جس سبب کا نتیجہ دنیا ہو وہ سبب ناقص ہے۔ جس سبب کا نتیجہ رب ہو وہ سبب کامل ہے۔ بزرگانِ دین کے دربار پر دونوں چیزیں عنایت ہوتی ہیں۔ دین اور دنیا۔ جو صاحب جزوی ہیں وہاں دنیا ہی عنایت ہوتی ہے دین نہیں۔ جس صاحب کو تینوں مقام وضو اور نماز کے عطا ہو جائیں وہ دنیا میں کامل ہو جاتا ہے اور دین میں مکمل ہو جاتا ہے۔ مولا کے لیے اکمل ہو جاتا ہے۔

صاحبو! جان لو! بزرگانِ دین ساری کائنات کا میل کرانے کے لیے آئے ہوئے ہیں۔ اسی لیے بزرگانِ دین کا ہر مقام پر میلہ لگا رہتا ہے۔ خلوت کی صورت ہے اور جلوت کی صورت ہے۔ وحدانیت کی پاکی کے متعلق حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ؎

جو پاکی بن پاک ماہی دے سو پاکی جان پلیتی ھُو

جو صاحب دین اور دنیا کا انعام لینا چاہتا ہے۔ وہ مردانِ خدا کی تلاش میں رہے۔ مردانِ خدا پاک ہیں اللہ تعالےٰ سے اور باوضو ہیں اللہ تعالےٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ جو انسان بزرگانِ دین کی حاضری میں حاضر ہو جاتا ہے اُسے شریعت کی بھی پاکی عطا ہو جاتی ہے طریقت کی بھی پاکی عطا ہو جاتی ہے۔ اور حقیقت کی بھی پاکی عطا ہو جاتی ہے۔ وہ انسان اربعہ عناصر سے گزر جاتا ہے اور کثافت کے جتنے رنگ ہیں اس پر سے سب اُتر جاتے ہیں۔ لطافت کے جتنے مقام ہیں وہ سب جلوہ گری کرتے لگ جاتے ہیں اللہ تعالےٰ اس کا ہو جاتا ہے اور وہ اللہ تعالےٰ کا ہو جاتا ہے۔

(۱۸) ساقی حضور پُرنور حضرت میاں خدا بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ صاحب وقت قطبِ زمان، سرتاج اولیا اور اپنے وقت کے حضور معروف کرخی تھے۔ اس لیے آپ جو بھی زبان پاک سے فرماتے وہ ایسا معلوم ہوتا کہ یہ فرمان اللہ کا فرمان ہے۔ جو حضور پاک فرمایا کرتے تھے حال ہوتا، ماضی میں پایا جاتا اور مستقبل میں پایا جانے والا۔ پایہ وہی پایہ جو بزرگانِ دین نے پایا۔ اور پایہ جاننے والے کا پایہ۔ پایہ بزرگانِ دین کا قدم۔ قدم سے نقشِ قدم۔ معروف کرخی کی خلوت سری سقطی اور سری سقطی کی جلوت معروف کرخی رح۔ اسم پاک جو بزرگانِ دین کے ہیں یہ اسم بامسمیٰ ہیں۔ اپنے اپنے مقام پر، اپنے اپنے زمان میں، اپنے اپنے جہان میں، اپنے اپنے وقت میں اور اپنی اپنی ساعت میں۔ یہ جلوہ افروزِ نورِ الٰہی، صاحبِ بصیرت، سرتاج عاشقاں اور سرتاج کاملاں، سرتاج عارفاں، جلوہ گاہ عاشقاں، جولانِ محبوباں، پیمانے خیر والے

تے خبر والے۔ ناز والے تے نیاز والے۔ تاج والے تے معراج والے، منزل والے تے نور والے۔ جاگنے والے اور جگانے والے، رات والے، چاہے جانے والے اور چاہنے والے۔

پیارو! یاد رکھنا چاہیے جو جو مقام اللہ تعالےٰ نے رکھے ہیں ابتدا میں قیامت تک جاری رہیں گے۔ نام بدلتے رہیں گے۔ اسی لیے اب حال پر نہ نام سے انکار کرنا چاہیے۔ اور نہ مقام سے انکار کرنا چاہیئے۔ انکار کرنے والا نام سے جاتا رہیگا اور مقام سے گزر جائیگا۔ یاد رکھنا چاہیے کہ جتنے اللہ تعالیٰ کے مقبولوں اور محبوبوں کے نام پاک ہیں۔ ایک ایک نام پر ایک ایک مقام رکھا ہوا ہے اور یہ بھی یاد رکھو کہ ماننے والا ہمیشہ فائدہ میں رہتا ہے اور نہ ماننے والا وہ ہر وقت نقصان میں رہتا ہے۔

(۱۹) کسب سے اکثر گناہ لاحق ہو جاتا ہے

بزرگانِ دین فرماتے ہیں باحقیقت زندہ ہے اور بے حقیقت مردہ ہے۔ باحقیقت اللہ تعالےٰ پر انحصار کرتا ہے اور بزرگانِ دین کے ساتھ رہتا ہے۔ اور بے حقیقت اپنے عمل پر انحصار کرتا ہے۔ جو عمل عمل کرنے والا کر رہا ہو اس میں جب خوبی پیدا ہو جاتی ہے اور مخلوق اللہ کو اُس سے فائدہ پہنچنے لگ جاتا ہے تو اُسے نفس ابھار دیتا ہے کہ اب تو ولی ہو گیا ہے۔ جو تو کہہ رہا ہے وہی ہو رہا ہے۔ عام لوگ بھی اُسی کو بزرگی سمجھتے ہیں اور جس سے ایسا ہو رہا ہے وہ بھی اسی کی بزرگی سمجھتا ہے۔ اس لیے وہ اپنے ناقص عمل کی وجہ سے اُس میں اُلجھ جاتا ہے جب اُلجھ جاتا ہے تو نفس کے پھندے

میں آجاتا ہے نفس کا کارن برائی ہے اسی لیے وہ برائی میں مبتلا ہو جاتا ہے یہ کسب ہے۔ جو باحقیقت انسان ہیں وہ جو ہوتا ہے اللہ تعالےٰ کی طرف سے سمجھتے ہیں اور وہ بزرگان دین کے راستہ پر رہتے ہیں۔ اُن کا عمل جو بھی ہوتا ہے کسبی نہیں ہوتا وہبی ہوتا ہے۔

اللہ تعالےٰ صبر اور رضا کی توفیق عطا فرمائے۔ اپنے پیاروں کا سلسلہ ساتھ رکھے اور غیر سے محفوظ رکھے بزرگان دین کی دعا و برکت سے۔ آمین ثم آمین

(۲۰)

اہل تصوف و اہل حق

اہل تصوف۔ یہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ شنید سے تعلق رکھتے ہیں اور کتاب سے تعلق رکھتے ہیں جس طرح اور مذہبوں والے تعلق رکھتے ہیں وہ اپنی شنید اور کتابوں سے اللہ تعالےٰ کے ساتھ مانوس ہو جاتے ہیں۔

اہل حق:- ان کی دین سے بنیاد رکھی جاتی ہے وہ اللہ تعالےٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے باوضو رہتے ہیں پانچ وقت، سات وقت اور ہر وقت۔ اور اللہ تعالےٰ سے پاک رہتے ہیں۔ لفظ ہی اپنے آپ پر خود دلالت کرتا ہے "اہل حق" حق کو وہ پا سکتا ہے جو اہل ہو اور جو حق کے اہل ہو اہل کون ہے؟

اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم

محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ سے مانوس ہے۔ ہمیں محبوب کے اہل ہو جانا چاہیے۔ اہل ہونے کی مسلمان کی پہلی شرط یہ ہے کہ محبوب سے باوضو رہے۔

اہل تصوف کتاب و شنید سے تعلق رکھتا ہے۔ اہل حق وہ حق کے ساتھ تعلق

رکھتا ہے۔ جس طرح عاشق اللہ تعالےٰ سے تعلق رکھتا ہے۔ اہل تصوف روحی، قلبی، خفی اور سِرّی انہی مقامات میں الجھا رہتا ہے۔ اس میں جاتا ہے اور ضائع ہو جاتا ہے۔

اس مقام پر سلطان باہوؒ فرماتے ہیں ؎

قلب جے بلیا تاں کی ہویا کی ہویا ذکر زبانی ہُو
روحی قلبی خفی سِرّی سبھے راہ حیرانی ہُو

اسی مقام پر حضرت میراں سید بھیکھ رحؒ فرماتے ہیں

پڑھنا گُننا کسب ہے اور سوارے جیب
جس پڑھیاں شوہ ملے اوہ پڑھنا کسے نصیب

بزرگان دین فرماتے ہیں با حقیقت زندہ ہے اور بے حقیقت مردہ۔ کتاب و شنید میں جو الجھا رہیگا وہ بے حقیقت رہیگا۔ جو حق والوں سے لگ جائیگا اُسے حق عطا ہو جائے گا۔

(۲۱) تقدیر — تقدیر ہر سبب کے ساتھ والستہ ہے جو سبب سے گزر جاتا ہے تقدیر اُس کے تابع ہو جاتی ہے۔ انسان کا اپنا سبب ذاتی تقدیر کا بلاوا ہے۔ بزرگانِ دین سبب نہیں ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے وسیلہ اور وصال کا دروازہ ہیں۔ کیونکہ بزرگانِ دین واصل ہیں جو انہیں وسیلہ پاتا ہے وہ بھی اللہ تعالےٰ سے واصل ہو جاتا ہے۔ بزرگان دین فرماتے ہیں شرک سے پاک ہونے کی بس ایک ہی صورت ہے۔ سبب سے دور شرک سے دور۔ تعین سے پاک۔ اس مقام پر سایہ حلول ہو جاتا ہے جیسے روشنی میں اندھیرا۔

روشنی کا کوئی سایہ نہیں، اندھیرے کا سایہ موجود ہے - ہر مقام پر سایہ ذاتی ہے - روشنی ساکن ہے اندھیرا متحرک ہے - روشنی کُل ہے اندھیرا جزو ہے - روشنی کے معنی لطافت ہے اور ساتھ ساتھ ہی خیر بھی موجود ہے - اندھیرا کثافت ہے اور ساتھ ساتھ خباثت بھی موجود ہے - اندھیرا دنیا ہے اور روشنی دین ہے -

پیارو! جان لو - جس سبب کا نتیجہ ربّ ہو وہ سببّ کامل ہے اور لطافت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور جس سبب کا نتیجہ دنیا ہو وہ سبب ناقص ہے اور کثافت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے - اسی لیے اللہ تعالیٰ نے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ذاتی سراجاً منیراً فرمایا -

—— (۲۲) —— قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ -

روح - پیارو! جان لو حقیقت روح جو ہے وہ امرِ ربّ کا ہے - جو صاحب اللہ تعالیٰ کے امر میں رہتا ہے وہ روح ہے - جو صاحب نفس کے تابع رہتا ہے وہ بے روح ہے کیونکہ رُوح امر کے ساتھ تعلق رکھتا ہے - جو صاحب اللہ تعالیٰ کے امر کے تابع رہتا ہے اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے باوضو رہتا ہے وہ روح باحقیقت ہے اور جو نفس کے تابع رہتا ہے وہ بے روح ہے اور بے حقیقت ہے -

پیارو! عمل کو فضیلت نہیں - محبوب کے رُخ کو فضیلت ہے - عمل تو اور مذہبوں میں بھی ہو رہا ہے صرف نام بدلے ہوئے ہیں - وضو اور نماز کسی اور مذہب میں نہیں ہے - جو صاحب اللہ تعالیٰ سے پاک ہو جاتا ہے - وہ حقیقت ہے اور جو صاحب محبوب سے باوضو ہو جاتا ہے وہ باحقیقت ہے -

(۲۳) ستاروں کا تقدیر سے تعلق

ستاروں سے انسان کی تقدیر کا کوئی تعلق نہیں۔ جاننا یہ چاہیے کہ ستارے کا مقام بلند ہے یا انسان کا مقام بلند ہے؟ ستارے انسان کے لیے ہیں یا انسان ستارے کے لیے ہے؟ اللہ تعالیٰ ستاروں سے پاک ہے۔ پیارو۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا ستارہ دیکھ پائے انسان پیارے! محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی زمین کو کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا ستارہ جو محبوب کی زمین کو دیکھ لیتا ہے وہ تر جاتا ہے دونوں جہانوں میں۔ تمام روشنیاں بزرگانِ دین کی روشنی سے ضیا لے رہی ہیں۔ سراجاً منیراً۔ اللہ تعالیٰ نے چراغ جلایا خلوت اور جلوت کے اندھیرے کو روشن کرے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے۔ وحدانیت کا چراغ جل رہا تھا چراغ سے چراغ لگایا گیا ہے۔ شریعت کے لیے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو روشن کیا گیا۔ طریقت کی رو سے منور کیا گیا محبوب کو۔ حقیقت کی رو سے جمال عطا کیا گیا محبوب کو۔ اور معرفت کی رُو سے کمال عطا کیا گیا محبوب کو۔

جمالِ محمدؐ کمالِ محمدؐ

یہ چار مقام اللہ تعالیٰ نے ضیا کے رکھے ہیں اس کے علاوہ جو اور ہے وہ سب اندھیرا ہے۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے جس ستارے کو انسان مان لے گا وہ ستارہ انسان پر غالب آجائے گا کیونکہ اُس نے ماسوا کو مان لیا۔ اور جو صاحب اللہ تعالیٰ کو جان لے گا ستارہ اُس کے تابع ہو جائے گا۔ تنید جزو ہے کتاب جزوِ اعظم ہے اور ام الکتاب کُل ہے۔ حقیقتاً پہلے جزو اور جزو اعظم کل کے جزو ہیں۔ جیسے کل عطا ہو جاتا ہے۔ یہ دونوں مقام (جزو اور جزو اعظم) اس

کے جزو ہو جاتے ہیں۔ کل دعویٰ ہے جزو اور جزو اعظم یہ دونوں شاہد ہیں۔ دعویٰ موجود ہو تو شہادت ہوتی ہے۔ اگر دعوی ہی موجود نہ ہو تو شہادت غیر کا کام دیتی ہے۔ پیارے! یہ سب امور صداقت کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ صداقت کے لیے غیر بھی خیر ہو جاتی ہے۔ اگر صداقت موجود نہ ہو اس کے لیے خیر غیر بن جاتی ہے۔ جس طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اللہ تعالےٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے پورا پورا فائدہ اٹھایا۔ جن لوگوں کے اندر جُہل تھا وہ جُہل کے بیٹے بن گئے۔ اس مقام پر حضرت مولوی غلام رسولؒ فرماتے ہیں:

جاہل آپ نوں سٹ جو ماردا اے
کوئی کسے توڑی سکدا مار نہیں

(۴۲) معجزہ قرآن پاک

قرآن پاک حکم ہے اللہ تعالےٰ کا۔ حکم ماننا ضروری ہے جاننا ضروری نہیں ہے پہلے قول ہے اس کے بعد اعمال ہے۔ اعمال کے بعد علم ہے۔ ماننے کے معنی عمل ہے۔ عمل کے معنی علم ہے اور علم کے معنی جاننا۔

پیارو! حکم کو جاننے کی کوشش نہ کرو مشقت میں پڑ جاؤ گے۔ اسی لیے بزرگان دین نے فرمایا ہے۔ قول سواری ہے جو اللہ تعالےٰ نے اعمال تک پہنچا دینے کے لیے عنایت کی ہے۔ اعمال بزرگان دین۔ اور جو وہ کر رہے ہیں اللہ تعالےٰ کے حکم سے کر رہے ہیں اور جو وہ جان رہے ہیں دل سے جان رہے ہیں۔ اسی لیے بزرگان دین نے فرمایا قول حکم ہے۔ اعمال بزرگان دین کا

وجود ہے۔ علم بزرگان دین کامل ہے۔ اخلاص یہ انعام ہے۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے اہل دل کے لیے۔ اسی لیے حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے دل عنایت کیا۔ فرشتے کو دل نہیں عنایت کیا عمل عنایت کیا ہے۔ اس لیے فرشتے علم کو جانتے ہی نہیں

قرآن پاک کو جاننا ہو تو بزرگانِ دین کو جانو۔ اگر بزرگانِ دین کو نہ جانوگے تو قرآن پاک کا جاننا تمہارا اپنے علم سے ہوگا۔ انسان کا علم حادث ہے۔ قرآنِ پاک اللہ تعالےٰ کا علم ہے اور قدیم ہے۔ قدیم قدم سے بنتا ہے۔ قدم بزرگان دین کا نقشِ قدم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ واصحابہ و بارک وسلم۔

بزرگانِ دین کو جاننا یہ قرآن پاک کو جاننا ہے۔ اُن کے قول کو سُننا یہ قرآن پاک کو سُننا ہے۔ قرآنِ پاک کو پڑھنا یہ سُنّت ہے اور سننا فرض ہے۔ اسی مقام پر حضرت مولینا روم رح فرماتے ہیں :- ؏

معنے قرآں ہم ہیں قرآں بیان ہمارا

اللہ کے پیارو ! اٹھو۔ قرآنِ پاک سے دین کا بھی فائدہ اٹھالو اور دنیا کا بھی فائدہ اٹھالو۔ جس جا پر مصائب و آلام جمع ہو جائیں۔ وہاں قرآن پاک سارا پڑھ کر ختم کروا دینا چاہیے۔

اب حال پر رات قدر (لیلۃ القدر) کی کونسی ہے؟ اللہ کے مقبول اور محب جب تہجد کے وقت اٹھیں اُن میں اُلفت ہو، سوز ہو، گداز ہو اور ساز ہو۔ اس ساز سے مراد طاؤس اور طوطی نہیں ہے۔ وہ خاص

کلمات پیارے کی زبان سے کہلوائے جاتے ہیں اور سُنے جاتے ہیں حال پر۔ جس رات کو جس پیارے پر چاروں مقام آجائیں۔ الفت، سوز، گداز اور ساز، اس پر رات قدر کی آجاتی ہے۔ اس پیارے کا قطرہ سمندر، اور ذرہ

پہاڑ اللہ تعالےٰ کے دربار میں۔ قطرۂ چشم سوزِ الفت۔ اس لیے بزرگان دین فرماتے ہیں قرآنِ پاک ختم کرنے سے تمام مصائب و آلام ختم ہو جاتے ہیں جب تک مصائب و آلام ختم نہ ہوں۔ بار بار اسی عمل کو دہرانا چاہیے۔ واسطے ہر کام کے سلامتی رہیگی۔ یہ عمل کرنے والا اپنی طرف سے کسی دنیاوی کام کی نئی ابتدا نہ کرے۔ اگر کرے گا تو سلامتی کی وحدانیت ٹوٹ جائے گی۔

نئی ابتدا کیا ہے؟ ماسوا اللہ کے اور کچھ چاہنا۔ اپنی طرف سے ابتدا نہ کرے ساکن رہے اللہ تعالےٰ کے ساتھ۔

اللہ کے پیارو۔ آؤ۔ قرآن پاک سے دین اور دنیا کا فائدہ اٹھاؤ۔ بزرگان دین فرماتے ہیں۔ صبح کی نماز کے بعد قرآنِ پاک پڑھنا یہ بزرگانِ دین کا خاص ایک رکن ہے۔ اس لیے اللہ تعالےٰ کے دربار میں جو بھی اللہ تعالےٰ کا محبّ عمل کرے وہ اولیٰ ہو جاتا ہے، جس کا عمل اولیٰ ہو جاتا ہے وہ اولیا ہو جاتا ہے، اولیا کا پہلا مقام تحمل والا۔

جو قرآنِ پاک پڑھا ہوا نہ پڑھے گا وہ بزرگان دین کی صف میں شمار نہ کیا جائیگا ــــ جو صاحب قرآن پاک پڑھا ہوا نہیں وہ کوئی نہ کوئی سُورت یاد رکھے۔ اولیا سورۃ مزمّل یاد رکھتے ہیں۔

صاحبو! صبح کی نماز کے بعد سورۃ مزّمل پڑھی جائے پھر اللہ تعالےٰ کے نام کا ذکر کیا جائے۔ اس کا عمل بھی اتنا ہی ہوگا جتنا قرآن پاک پڑھے ہوئے کا۔

دُعا

دُعا کے دو شاہد ہیں۔
درودِ پاک اور والدین کے لیے دعائے مغفرت۔

اللہ تعالےٰ کے دربار میں جس وقت مؤمن کوئی دعا کرے۔ کم از کم تین مرتبہ صلوٰۃ وسلام پڑھے اور درود بھیجے۔ دو تین مرتبہ اپنے والدین کے لیے دعائے مغفرت کرے۔ جس دُعا میں یہ رُکن موجود ہو جائیں گے وہ دُعا قبول ہو جائے گی۔

(۱) دعا میں درود پاک پڑھنا، ابتدا میں محبوب پر صلوٰۃ وسلام بھیجنا

(۲) قرآنِ پاک پڑھنا صبح کی نماز کے بعد۔

(۳) اور ماں باپ کے لیے دعائے مغفرت کرنا۔

جس دعا میں یہ تین رکن پائے جائیں گے وہ دُعا جلدی سے جلدی قبول ہو جائے گی۔

(۲۵) ذکرِ خفی وذکرِ جلی

عوام الناس کے لیے ذکرِ خفی کی زیادہ فضیلت ہے۔ ذاکر اللہ تعالےٰ سے مانوس ہوتا ہے۔

خاص کے لیے ذکرِ خفی کی بھی فضیلت ہے اور ذکرِ جلی کی بھی فضیلت ہے۔ خاص اللہ تعالےٰ سے مانوس ہوتا ہے اور اللہ تعالےٰ کی مخلوق سے ہر مقام پر ٹھیک ٹھیک رہتا ہے۔

خاص الخاص۔ وہ اللہ تعالےٰ سے مانوس ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے لیے ہر وقت تیار رہتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے جو نعمت اترتی

ہے اس کے پاس - وہ ہمہ وقت مخلوق اللہ کو تقسیم کرتا رہتا ہے - یہ سب مقام رحمت اور برکت کے ہیں -

تقسیم کیا ہے ؟ ہدایت اور نور - نورِ ہدایت ــــ بغیر ہادی کے ہدایت ہو سکتی ہے - نور ہدایت نہیں ہو سکتی - نورِ ہدایت اللہ تعالےٰ نے ہادی کو، ایک مرتبہ عطا فرمایا ہوا ہے - ہدایت دعویٰ ہے، نور ہدایت اُس کا شاہد ہے - جس دعویٰ کا کوئی شاہد نہ ہو وہ دعویٰ قابلِ سماعت نہیں ہے - یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے -

ہدایت کا مرتبہ - ہاتھ امین ہو ہر مقام پر

نور ہدایت کا مرتبہ - زبان بُرائی سے پاک ہو -

حلال چیزیں حلال ہیں جو اللہ تعالےٰ نے حلال کی ہوئی ہیں اپنے محبوب کے لیے (صلی اللہ علیہ وسلم) تکبیر ہو جائے تو طیب ہو جاتا ہے - تکبیر نہ ہو تو خطرہ موجود رہتا ہے ہر مقام پر - یہ خطرہ خطرے سے خالی نہیں - کیونکہ تکبیر کے شاہد بزرگانِ دین ہیں - جس پر تکبیر نہ ہو وہ مغرور ہے اور غیر ہے -

اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے سب کو مقام تسلیم و رضا عطا فرمائے - بزرگانِ دین کی دعا و برکت سے - (آمین ثم آمین)

ــــــ (۴۹) ــــــ

القا، ورود، الہام اور نظرِ بصیرت

(۱) القا - ولی کے سامنے اللہ تعالےٰ کا فرمان عبارت کی صورت سے آنا

(۲) ورود ــــ سائل کے سوال کے لیے کفیل ہونا اللہ تعالےٰ کا - چاہے

سائل کی صورت قول سے ہو یا اعمال سے ہو یا علم سے ہو یا اخلاص سے ہو۔
ورود کی حقیقت۔ نہ ہونے کو ہونا بنانا اللہ تعالٰے کی طرف سے صاحبِ حال کے لیے۔ یہ ورود ہے۔

ولی نہ نماز کے سبب سے جنت میں جائے گا نہ روزہ کے سبب سے جنت میں جائے گا۔ مگر اللہ تعالٰے کی رحمت سے جنت میں جائیگا۔ سخاوت، پاک دلی، نصیحت اور شفقت کے سبب سے جنت میں جائیگا۔

حدیث شریف میں ہے۔ سخی کافر بھی ہو اس کی اللہ تعالٰے حفاظت فرماتا ہے۔

سخی کا مدارج "نہ" سے پاک ہے۔ سخاوت گزر جانے پر جاری ہے ہر مقام پر۔

سخی کو اللہ تعالٰے نے تین مقام عطا فرمائے ہیں۔ سائل جس وقت آتا ہے اُس کا مقصود موجود ہو تو آتا ہے۔ کیونکہ بھیجنے والا علم سے بھیجتا ہے۔
پہلا مدارج۔ جلوت میں تلاش کرے صاحبِ حال مقصود سائل کا۔

اگر وہاں نہ ہو تو خلوت میں تلاش کرے صاحب حال۔ خلوت میں نہ ملے تو جو سائل در پر آیا ہوا ہے اُس کا مقصود اس کے پاس ہوگا۔ صاحب حال تلاش کر کے اُسے مقصود دے اور بے نیاز کرے سائل کو جیسے بے نیاز کیا ہے اللہ تعالٰے نے صاحبِ حال کو۔

(۳) الہام (خواب)۔ اللہ تعالٰے اپنا علم کسی کو نہیں بتاتا مگر جسے چاہے۔
.....۔ اور ابدی کے متعلق راز افشا کیا جاتا ہے محبوب (ولی) پر۔

جن جن مقاموں پر نقصان پہنچنے کا احتمال ہو اُس کے متعلق آگاہ کیا جاتا ہے۔ عام کے لیے خاص کے لیے اور خاص الخاص کے لیے۔ جو لوگ محبوب کے حکم کو اللہ تعالےٰ کا حکم جان کر اس پر کاربند رہتے ہیں۔ ان پر جو نقصان کے مقام آنے والے ہوتے ہیں اللہ تعالےٰ کی رحمت سے تبدیل ہو جاتے ہیں۔

بزرگانِ دین جو فرماتے ہیں جو لوگ نہیں مانتے وہی ابدی ازلی بن کر وارد ہو جاتا ہے۔ پھر اس کا کوئی تدارک نہیں رہتا۔ اسی لیے بیان دیا ہے بزرگانِ دین نے۔ موت دو قسم کی ہے ازلی اور ابدی۔ جو صاحب ابدی کو قبول کر لیتا ہے ازلی اُس کی سواری بن جاتی ہے۔ اور جو صاحب ابدی کو قبول نہیں کرتا۔ ازلی اس پر سوار ہو جاتی ہے۔

ابدی حال ہے ازلی مستقبل ہے۔ جو صاحب حال کو قبول کر لیتا ہے مستقبل اس کے لیے حال بن جاتا ہے۔ حکم سب ازلی ہے اللہ تعالےٰ کا۔

کائنات محبوب کے لیے ہے۔ اور جہاں جہاں مخلوق کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہو۔ اس کے متعلق آگاہ کیا جاتا ہے عام کے لیے، خاص کے لیے اور خاص الخاص کے لیے۔ جو لوگ محبوب کے امر کو مان لیتے ہیں اُن کے لیے وہی ازلی ابدی بن جاتی ہے۔ وہ صاحب صاحب حال ہو جاتا ہے اور مستقبل اُس کا شاہد ہو جاتا ہے۔ جو صاحب امر کی حد کے اندر آ جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ازلی اُسے معاف کر دیتا۔ ابدی اُسے عطا کر دیتا ہے۔ جس طرح حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی ہیں جو آ گئے وہ محفوظ رہے۔ جنہوں نے تسلیم نہیں کیا وہ تباہ و برباد ہو گئے۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیے، ولی کا اپنا ذاتی نہ صفاتی، کوئی زیر، زبر، نقطہ، نقطہ ۔۔۔ اور حرف نہیں ہوتا۔

پیارو! جو کچھ بھی ہو رہا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہو رہا ہوتا ہے۔ اسی لیے بزرگان دین فرماتے ہیں۔ بزرگانِ دین کتاب اور شنید سے نہیں ہیں کتاب اور شنید بزرگان دین سے ہے۔ عام شنید کے ساتھ ہے خاص کتاب کے ساتھ ہے اور خاص الخاص ام الکتاب کے ساتھ ہے۔

(۴) نظر بصیرت - جو صاحب اپنی آنکھ سے دیکھتا ہے وہ کثافت کو دیکھتا ہے۔ کیونکہ یہ آنکھ کثیف ہے اور کثیف ہی کو دیکھ رہی ہے اور جو صاحب معنوں کے اعتبار سے دیکھتا ہے وہ لطافت کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور دل کی آنکھ سے دیکھتا ہے۔ نظر بصیرت اُسے عطا ہو جاتی ہے۔ پہلے قول ہے اس کے بعد اعمال ہے اور اعمال کے بعد علم ہے۔ جسے علم الٰہی عطا ہو جاتا ہے اُسے علم کی آنکھ عطا ہو جاتی ہے وہ صاحب روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ جو صاحب اپنے علم سے گزر جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم اُسے عطا ہو جاتا ہے۔ اسی لیے بزرگان دین نے بیان دیا ہے پیاری کائنات کی بنیاد اربعہ عناصر سے ہے۔ بزرگانِ دین کی ابتدا عشق سے ہے۔ جن لوگوں کا تعلق اربعہ عناصر سے ہوگا۔ اُن کی بصیرت بھی اربعہ عناصر سے ہوگی! اُن کا ورود بھی اربعہ عناصر سے ہوگا۔ اُن کا القا بھی اربعہ عناصر سے ہوگا۔ جس صاحب کی بسم اللہ عشق سے ہوگی اُسے نظر بصیرت بھی اللہ تعالیٰ سے عطا ہوگی۔ القا بھی اللہ تعالیٰ سے عطا ہوگا اور ورود بھی اللہ تعالیٰ سے عطا ہوگا اربعہ عناصر سے جو تمام تعلق رکھتے ہیں وہاں نام دہی ہوگا۔ انعام نہیں ہوگا۔ انعام نام میں موجود

نہیں، انعام اللہ تعالیٰ سے ہے۔

فلاح کس لیے نہیں ہے؟ اربعہ عناصر والے جو ہیں وہ نام سے تعلق رکھتے ہیں۔ جو عاشق ہیں وہ نام سے بھی تعلق رکھتے ہیں اور نام والے سے بھی تعلق رکھتے ہیں۔ اربعہ عناصر کے جتنے مقام ہیں وہ کثافت سے تعلق رکھتے ہیں۔ عشق کے جتنے انعام ہیں وہ لطافت سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اولیا، ولی، غوث، قطب اور ابدال جزو کی بھی صورت رکھتے ہیں۔ جزوِ اعظم کی بھی صورت رکھتے ہیں اور کل کی بھی صورت رکھتے ہیں۔ کسی کو نظرِ بصیرت عطا ہوتی ہے کسی کو ورود عطا ہوتا ہے کسی کو القا عطا ہوتا ہے۔ یہ تینوں انعام کل کو عطا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بندے کو عطا ہوتے ہیں اور کل سے عطا ہوتے ہیں۔

بزرگانِ دین نے بیان دیا ہے کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے نبی اور مرسل آئے جزو اور جزوِ اعظم کی صورت سے آئے۔ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے سب مقامات عطا کیے اور حضور پُرنور کل ہوئے۔ سب نبیوں کے تمام مقامات اور انعامات اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو عطا کیے۔ ۔ اب قیامت تک اولیائے اُمت

کو حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے بٹتے رہیں گے۔ اسی سمندر سے تمام ندیاں اور نالے قیامت تک چلتے رہیں گے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق پاک ہو کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضری دیتے رہیں گے محبوب کی بدولت صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ سب صاحبوں کو بزرگانِ دین کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہر مقام پر سلامتی عطا فرمائے۔ (آمین)

(٢٧)

بیانِ شہادت

"اللہ کے پیارو۔ سنو! مومن اور مسلمان اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ پر لڑ رہے ہیں۔ کیونکہ جہاد اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور محبوب کا راستہ ہے۔ جو اس راستہ پر شہید ہو جاتا ہے اُسے شہادت اللہ تعالیٰ کے فضل سے عطا ہو جاتی ہے اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ پر لگ جاتا ہے۔ یہ لگن ایسی لگن ہے ۔۔۔ پہلے جو لگے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ کے راستہ پر یا یہ اُن سے لگ جاتے ہیں۔ شہدا کی جماعت ابتدا سے بنتی چلی آئی ہے اور انتہا تک بنتی رہیگی۔

پیارو۔ حال پر جو کیا رہا ہے؟ جو پہلے جماعت بنی ہوئی ہے، حال پر جو لڑ رہے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ پر۔ ان کی مدد کے لیے تمام شہدا آجاتے ہیں حال پر۔ وہ جماعت شہداء کی معنوں کے اعتبار سے بھی کام کر رہی ہوتی ہے اور صورت کے اعتبار سے بھی کام کر رہی ہوتی ہے۔ وہ برگزیدہ انسان ہر حال میں ثابت رہتے ہیں اور ثابت قدم رہتے ہیں۔ جو جماعت حال پر خلوت کی صورت سے لڑ رہی ہوتی ہے وہ شہدا کی جماعت کی برکت کی وجہ سے ثابت قدم رہتی ہے اور کامیاب رہتی ہے۔ جو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ پر کام آجاتے ہیں وہ شہدا میں شامل ہو جاتے ہیں اور جو صاحب باقی رہ جاتے ہیں انہیں غازی ہونے کا مقام اللہ تعالیٰ عطا کر دیتا ہے۔

صاحبو! سن لو۔ شہید شہادت سے بنتا ہے۔ جو مومنین اللہ تعالیٰ کے حکم کو ماننے

ہیں اور محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے راستہ پر لڑتے ہوتے ہیں حال پر۔ حکم ایک دعویٰ ہے جو حکم کو مان لیتا ہے جس کا حکم ہوتا ہے وہی اس کا شاہد ہے۔ محبوبؐ کا راستہ بھی ایک دعویٰ ہے۔ جو محبوب کے راستہ پر لگ جاتا ہے محبوبؐ اس کا شاہد ہے۔ اس لیے شہید کے دو شاہد ہیں۔

اللہ تعالیٰ شاہد ہے شہید کا اور اللہ تعالیٰ کا محبوبؐ شاہد ہے شہید کا۔

حکم کو ماننا ضروری ہے جاننا ضروری نہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکمؕ۔

مومن کی شان۔ شانِ تسلیم۔ بزرگانِ دین نے حال پر جہاد کے چار مقام فرمائے ہیں :۔

(۱) پہلا جہاد نفس سے ——— اللہ تعالیٰ کے حکم کو ماننا۔

(۲) دوسرا جہاد - جان سے ——— جان کو محبوبؐ کے راستہ پر لگا دینا۔

(۳) تیسرا جہاد - مال سے ——— مال کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنا۔

(۴) چوتھا جہاد - زبان سے ——— زبان سے اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر کرنا اور محبوبؐ پر صلوٰۃ وسلام بھیجنا، درود پاک جاری رکھنا یہ مومن کا شیوہ ہے۔

جن انسانوں کو اللہ تعالیٰ شرف کے یہ چار مقام عطا کر دیتا ہے وہ انسان باشرف ہو جاتے ہیں۔

سب اللہ والے عام کے لیے بھی دعائے خیر کر رہے ہیں۔ خاص کے لیے بھی دعائے خیر کر رہے ہیں اور خاص الخاص کے لیے بھی دعائے خیر کر رہے ہیں۔ تمام مجاہدینِ اسلام، تمام مومنوں اور مسلمانوں کے لیے جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور محبوبؐ کے راستہ پر

لڑ رہے ہیں، دعائے خیر کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں فتح و نصرت عطا فرمائے۔ ہر مقام پر کامیابی عطا فرمائے اور حفاظت فرمائے جس طرح بزرگانِ دین کی حفاظت فرمائی ہر مقام پر اپنی رحمت سے۔ آمین ثم آمین۔"

(۲۸)

بیانِ خرد و ہوش

حدیث:۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ قَالَ قَدِمَ نَبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَہُمْ یَأْبِرُوْنَ النَّخْلَ فَقَالَ مَا تَصْنَعُوْنَ؟ قَالُوْا کُنَّا نَصْنَعُہٗ۔ قَالَ لَعَلَّکُمْ لَوْ لَمْ تَفْعَلُوْا کَانَ خَیْرًا فَتَرَکُوْہُ فَنَقَصَتْ قَالَ فَذَکَرُوْا ذٰلِکَ لَہٗ۔ فَقَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اِذَا اَمَرْتُکُمْ بِشَیْءٍ مِّنْ اَمْرِ دِیْنِکُمْ فَخُذُوْا بِہٖ۔ وَاِذَا اَمَرْتُکُمْ بِشَیْءٍ مِّنْ رَّأْیٍ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ۔ (مسلم)

ترجمہ:۔ روایت ہے رافع بن خدیج سے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو اہلِ مدینہ کھجوروں کی شادی کرتے تھے تو آپ نے فرمایا تم یہ کیا کرتے ہو۔ وہ کہنے لگے ہم پہلے سے ایسا کرتے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا ممکن ہے تم یہ نہ کرو تو اچھا ہو۔ لوگوں نے یہ شادی چھوڑ دی پھل کم ہو گئے۔ فرماتے ہیں کہ انہوں نے یہ واقعہ آپ سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا میں ایک بشر ہوں۔ جب تم کو کسی دینی کام کا حکم دوں تو اُسے لے لو اور جب اپنی رائے سے کچھ فرماؤں تو میں بشر ہی ہوں۔

(کھجوروں کی مصنوعی افزائشِ تولید کے مشہور واقعہ اور حضور انور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے بارے میں استفسار کیا گیا تو حضور پُرنور قبلہ فضل شاہ صاحب قطبِ عالم مدظلہٗ العالی نے مندرجہ ذیل بیان ارشاد فرمایا)

کمی اور بیشی کا ذمہ دار اللہ تعالیٰ ہے۔ تعمیل حکم کرنے والے کو محبوبؐ سے پوچھ کر نا ہی نہیں چاہیے تھا۔ پوچھ نہ کی جاتی تو ایسا انعام ملتا جو اس ظاہری فائدہ سے بہت بڑا ہوتا۔ پوچھی

گئی تو جواب یہی تھا کہ جو مرضی میں آئے کرو۔

فرمایا پوچھ سے پہلے صرف معنوں کے لحاظ سے حجاب حائل تھا۔ پوچھ کے بعد معنوں کے اعتبار سے بھی حجاب حائل ہو گیا اور صورت کے اعتبار سے بھی حجاب حائل ہو گیا وضاحت کے سلسلہ میں یہ بیان ارشاد فرمایا گیا۔

"جب امر دیا جاتا ہے تو مقام دو ہوتے ہیں، امر اور نہی۔ جب امر ہو چکتا ہے تو پوچھ کا مقام محب کے لیے نہیں رہتا۔ اگر پوچھا جاتا ہے تو بزرگان دین چھوڑ دیتے ہیں اس کے حال پر نہ پوچھا جائے تو علم عطا ہوتا ہے۔

محب میں جب پوچھ کا مقام آتا ہے تو بزرگان دین اس کو اسی کی حالت پر چھوڑ دیتے ہیں۔ کیونکہ ہونا، نہ ہونا ان دونوں مقاموں پر اللہ تعالیٰ نے اپنا ذمہ لے رکھا ہے۔ محب نہ ہونے پر پوچھ رکھتا ہے نہ نہ ہونے پر پوچھ رکھتا ہے۔

نہ ہونے پر پوچھ ہو تو قبض ہے۔ نہ ہونے پر صبر ہو تو بسط ہے۔
ہونے پر شکریہ ہو تو یہ بسط ہے۔ اور شکریہ کی ادائیگی نہ کی جائے تو یہ قبض ہے۔
نہ ہونے پر صبر کرتا ہے محب۔ اور ہونے پر شکریہ ادا کرتا ہے۔ اس لیے بزرگان دین نے بیان دیا ہے کہ محب اپنی محبوب کے ساتھ نہ کوئی ذاتی صورت رکھتا ہے نہ صفاتی صورت رکھتا ہے۔ ذات سے بھی نرل رہتا ہے اور صفات سے بھی نرل رہتا ہے۔

نفس وقتی فائدہ کو مدِ نظر رکھتا ہے اور دائمی فائدے سے دور رکھتا ہے۔ بزرگان دین جو فرماتے ہیں وہ دائمی فائدہ کے متعلق مخلوق کو خطاب کرتے ہیں۔ عام مخلوق وقتی فائدہ کے درپے ہوتی ہے اور خاص دائمی فائدہ کے درپے ہوتے ہیں۔ خاص الخاص نہ دائمی فائدہ سے تعلق رکھتے ہیں نہ وقتی فائدہ سے تعلق رکھتے

ہیں۔ صرف حکم سے تعلق رکھتے ہیں۔ جس کا حکم ہوتا ہے وہ کرتے ہیں جس سے منع کیا جائے وہ منع ہو جاتے۔

اللہ تعالیٰ کے محبوب کا امر عام کے لیے بھی وہی ہے، خاص کے لیے بھی وہی اور خاص الخاص کے لیے بھی وہی ہے۔

عام لوگ جب محبوب کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں وہ اپنے منافع کے لیے حکم چاہتے ہیں اور خاص لوگ دین کے لیے حکم چاہتے ہیں اور خاص الخاص حکم کو اپنا گھر بناتے ہیں۔

حقیقتاً عام لوگ جو حکم لیتے ہیں وہ اپنی غرض و غایت کے لیے لیتے ہیں۔ ان کے لیے محبوب کا کوئی حکم حکم نہیں۔ جس غرض و غایت کے لیے حکم لیتے ہیں اگر وہ ہو جائے تو حکم ان کے لیے حکم رہتا ہے ورنہ اگر نہ ہو تو حکم ان کے لیے حکم نہیں رہتا۔ وہی ان کے لیے قبض بن جاتا ہے۔ جس وقت حکم حکم نہ رہے، جس لیے وہ حکم لیتے تھے وہ نتیجہ نہ نکلے تو عام کے لیے حیرانی کا مقام آجاتا ہے۔ اس کے بعد پشیمانی ہوتی ہے۔ جہاں پشیمانی آجائے پھر دوبارہ حکم کی وہاں ضرورت پڑ جاتی ہے۔ جو حکم پہلے ہو چکا ہو جس پر، اگر پہلے حکم پر راضی رہے تو حیرانی اور پریشانی سے محفوظ رہتا ہے۔ کمی اور زیادتی کا اللہ تعالیٰ نے اپنا ذمہ لے رکھا ہے۔ منافع بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتا ہے۔ کمی بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتی ہے۔ اس میں پوچھ نہیں ہونی چاہیئے۔ پوچھ ہوگی، جو اُسے ملنے والا تھا، ملنے کا مقام نہیں رہیگا اور اسی پر اُس کو چھوڑ دیا جائے گا۔ سب سے پہلے جاننے والی یہ بات ہے اس مقام پر محبوب کے میل جول سے اُسے کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ جو پہلے کر رہے تھے وہی کرنا پڑا۔

خاص لوگ جو شریعت کی صورت سے ہیں وہ جانتے ہیں، منافع بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے

نقصان بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ حیرانی بھی وہاں نہیں آتی اور پشیمانی بھی وہاں نہیں آتی۔ اور نہ ہونے پر پوچھ کا مقام بھی نہیں پیدا ہوتا۔ وہ خاص لوگ فلاح کے زمرہ میں شمار ہو جاتے ہیں۔ اور خاص الخاص محبین محبوب سے خلوت میں کوئی صورت نہیں رکھتے سوائے محبوب کے چاہت بھی نہیں رکھتے۔ اس لیے ان کے لیے محبوب کا حکم حکم ہے وہ حکم کو گھر بنا لیتے ہیں اور حقیقتاً مجسم حکم ہو جاتے ہیں۔

عام لوگ جو سمجھتے ہیں حضور پُرنور کے متعلق کہ حضورؐ نورِ دین کا علم جانتے تھے اور دنیا کا علم نہیں جانتے تھے۔ جان لینا چاہیے صاحبو! اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے لیے ساری کائنات بنائی جس کے لیے کائنات بنائی وہی کائنات کا عالم ہو سکتا ہے۔ اگر وہ اس کا علم نہ جانے گا تو اور کوئی دوسرا جاننے والا نہ پیدا ہو سکے گا اور نہ کہیں سے مل سکے گا۔ جتنی شیئں اللہ تعالیٰ نے بنائیں، محبوبؐ کے لیے شیئں بھی عطا کیں۔ ساتھ ساتھ جانیں بھی قربان کیں اللہ تعالیٰ نے محبوبؐ کے لیے۔ سب سے زیادہ جاننے والی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محبوبؐ کے لیے جو شیئں بنائیں، غیب ان میں رکھا ہوا ہے۔

تمام لوگ اور خاص لوگ صرف ذائقہ بتا سکتے ہیں یا شکل و صورت دیکھ سکتے ہیں۔ یا رنگ و بو بتا سکتے ہیں۔ حقیقتاً شکل و صورت بھی محبوبؐ کے لیے، رنگ و بو بھی محبوبؐ کے لیے ہے اور اس کا ذائقہ بھی محبوبؐ کے لیے ہے۔ اور فوائد جو ہیں وہ غیب ہیں۔ وہ جس کیلئے سب شیئں بنائی ہیں اُسی کو وہ علم اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے۔ اس لیے سب کچھ اللہ تعالیٰ نے محبوبؐ کیلئے بنایا تو اس کا علم بھی اللہ تعالیٰ نے محبوبؐ کو عطا کیا ہے۔

عام لوگوں کیلئے بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ جو بات دین کی سمجھی جائے وہ سمجھ لو اور جو نہ سمجھی جائے اس پر فتویٰ مت لگاؤ کہ یہ غلط ہے۔ جو غلط جاننے والا ہے، حقیقتاً وہ اس کا علم نہیں جانتا۔ اس کیلئے وہ غلط ہے کیونکہ وہ خود غلط ہے۔ جو جان سکو جان لو، جو نہ جان سکو اس کو خدا پر چھوڑ دو۔ جس وقت اللہ تعالیٰ اس کا علم عطا کرے گا پھر بھی "غلط" ہمارے لیے اتنا صحیح ہو گا کہ کبھی "صحیح" بھی اتنا صحیح نہ تھا۔ غلط جاننے والا، حقیقتاً وہ اپنے ایک مقام کو غلط کر لیتا ہے۔ وہ ساری عمر کے لیے اس سے گزر جاتا ہے۔ مسلمان کو چاہیے کہ وہ جہاں بھی رہے خدائی ڈیوٹی ادا کرے۔ کیونکہ کمی اور بیشی کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے رکھا ہے۔

الرحمٰن فاسئل بہ خبیرا
(پ۹ الفرقان)

(وہ) مہر والا ہے، پس جاننے والے (مردِ عارف) سے اس کے اوصاف پوچھو!

تشریحات آں باہو

تعارف

حضرت سلطان العارفین سلطانِ باہُوؒ کو تصوف سے تعلق رکھنے والے عام، خاص اور خاص الخاص سبھی لوگ جانتے ہیں۔ آپ اُس زمانہ میں تصوف کے بلند ترین مقام پر فائز تھے۔ آپ مادر زاد ولی تھے۔ نو عمری میں ہی آپ انوارِ الٰہی اور تجلیاتِ الٰہی میں مستغرق رہتے تھے جو آپ کو دیکھ پاتا دیوانہ و مستانہ ہو جاتا۔ اس چشمۂ معرفت سے بے شمار مخلوقِ خدا راہِ راست پر آئی۔ حال پر بھی آپ کا درِ اقدس مرجعِ خلائق عام و خاص ہے۔ آپ علمِ ظاہری نہیں رکھتے تھے بلکہ اُمّی تھے۔ اس مقام پر بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ بزرگانِ دین کتاب و شنید سے نہیں ہیں بلکہ کتاب و شنید بزرگانِ دین سے ہے۔ عام شنید کے ساتھ ہے۔ خاص کتاب کے ساتھ ہے اور خاص الخاص اُمّ الکتاب کے ساتھ ہے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ یہ علم اللہ تعالیٰ اُمّی کو عطا فرماتا ہے اس لیے کہ مخلوقِ خدا یہ نہ کہہ سکے کہ اللہ تعالیٰ کا پیارا کتاب و شنید سے بول رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قول بھی عطا کیا تھا اعمال بھی عطا کیا تھا اور علم بھی عطا کیا تھا۔ علم الٰہی۔ آپ نے مخلوقِ خدا کو حقائقِ حقانی عرفانِ ربانی سے روشناس کرایا ہے۔ آپ نے جو حقائق بیان کیے ہیں سوائے عارفِ کامل اور معارفِ مکمل کے اور کوئی بیان نہیں کر سکتا۔

فارسی زبان میں آپ نے تصوف کی ایک سو چالیس کتب لکھی ہیں۔ وہ سب تصوف میں بلند مقام رکھتی ہیں۔ آپ نے جو کلام پنجابی ابیات کی صورت میں کیا ہے وہ سب حقائق حقہ اور جواہر ریزوں سے مزین ہے۔ اولیائے کرام بیاکثر اور بعض بعض مقامات پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ اس وقت جو کلام فرماتے ہیں وہ بھی حقائق حقانی پر مبنی ہوتا ہے۔ عام مخلوق جو ظاہر بینی سے تعلق رکھتی ہے وہ علمِ الہٰی کو نہیں پا سکتی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ انسان کے پاس جو پیمانہ ہوتا ہے اُس سے ہی ناپتا ہے۔ انسان حادث ہے اور اللہ تعالیٰ کا محبوب قدیم ہے۔ حادث قدیم کے علم کو پا ہی نہیں سکتا۔

عارفِ باللہ کے حقائق کو جاننا سوائے عارفِ کامل اور معارفِ مکمل کے کسی کو علم نہیں کیونکہ عام مخلوق کا یہ مقام ہی نہیں۔ اس کے متعلق خود حضرت باہُوؒ فرماتے ہیں کہ ؎

"عارف دی گل عارف جانے کی جانے نفسانی ہُو"

عارف کے کلام کو عارف ہی جانتا ہے عام کو بھی وہاں درک نہیں۔ خاص کو بھی وہاں درک نہیں ــــــــــ خاص الخاص کو درک ہے جتنا اللہ تعالیٰ عطا فرمائے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس صاحب کو اللہ تعالیٰ اپنا علم عطا فرمائے، وہی اس کلام کو جان سکتا ہے۔

محبوب کو اللہ تعالیٰ نے اپنا علم عطا فرمایا۔ اس مقام پر حضور پُر نور جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم حدیث پاک میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس کو میں سب سے زیادہ انعام عطا کرنا چاہتا ہوں اُسے اپنا علم عطا فرماتا ہوں

اور سمجھنے کی بھی توفیق عطا فرماتا ہوں۔ جب اللہ تعالےٰ اپنے کسی بندے سے مخلوقِ خدا کی بھلائی کا کام لینا چاہتا ہے تو اس بندے کو مخلوقِ خدا کی طرف اپنا علم عطا کرکے بھیجا جاتا ہے۔

معلوم ہو گیا کہ جس صاحب کو علمِ الٰہی ہوگا وہی حقائق کو کماحقہٗ بیان کرے گا اور اُس کا بیان کرنا مخلوقِ خدا کی فلاح اور بہتری کے لیے ہوگا۔ مجازی علوم وفنون میں بھی ایسا ہی ہے۔

حضرت سلطان باہوؒ کا وصال جمادی الثانی ۱۱۰۲ھ بروز جمعۃ المبارک کو ہُوا تھا۔ آپ کے وصال کے بعد سے لے کر آج تک "پنجابی ابیات" کا کسی برگزیدہ انسان نے آسان اور مقامی عارفانہ بیان نہیں دیا۔

اب حال پر سلطان العارفین آئے ہوئے ہیں اور وہی مقام رکھتے ہیں جو حضرت سلطان باہوؒ کا تھا۔

ناظرین وسامعین کو اس مقام پر یہ جاننا ضروری ہے کہ سلطان باہو بھی ایک مقام کا نام ہے اور سلطان العارفین بھی ایک مقام کا نام ہے۔ یہ مقام ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ ہر زمانے میں سلطان العارفین اور سلطان باہو بھی موجود رہتا ہے۔ مقام دائم ہے آنے جانے والے حکم سے آتے جاتے ہیں۔

کسی نام کا انسان ہو جب وہ سلطان العارفین اور سلطان باہو کے مقام پر آجاتا ہے تو وہی سلطان العارفین اور سلطان باہو ہو جاتا ہے۔ قیامت تک مقامات جاری رہیں گے اور نام بدلتے رہیں گے۔ پیاروں کو مرتبہ اللہ تعالےٰ نے عطا کیا ہے۔ جس زمانے میں جو صاحب اس مرتبہ پر آجاتا ہے اُسے وہی مقام

عطا ہو جاتا ہے۔

صاحبو! ہُو کا ہر وقت ذکر کرنے والا باہو ہو جاتا ہے اور ہُو کو جان کرنے والا سلطان باہو ہو جاتا ہے۔ یہ مقامات قیامت تک جاری رہیں گے۔ باہو ہوتے رہیں گے اور سلطان باہو آتے رہیں گے۔

حال پر حضرت صوفی محمد نذیر صاحب اچھرہ شریف لاہور، امام العارفین، حضرت مولوی محمود حسین صاحب محبوب اللہ (گوجرانوالہ) حضرت خلیفہ محمد یوسف صاحب سرتاج اولیاء راولپنڈی۔ شیخ دوست علی محمد صاحب کراچی۔ حضرت مرزا نجیب اللہ بیگ بہاولپور۔ شیخ عبداللہ صاحب بہاولپور۔ حاجی برکت علی صاحب (لاہور) حضرت مرزا محمد عبداللہ بیگ صاحب (بہاولپور) حضرت منور حسین صاحب۔ حضرت پیر لیاقت حسین صاحب۔ نثار قریشی صاحب۔ حافظ محمد اسماعیل صاحب۔ آغا علی بشیر صاحب۔ احمد دستگیر صاحب۔ میاں بوستان خاں صاحب۔ شیخ سردار علی صاحب۔ حافظ محمد رمضان صاحب پیر زادہ افضل صاحب۔ میاں سراج الدین صاحب۔ حضرت میاں محمد اسماعیل صاحب۔ نذیر احمد صاحب حضرت سالار صاحب۔ خواجہ قمر الدین صاحب۔ خواجہ بیگ عبداللہ صاحب۔ چودھری نواب الدین صاحب (رحیم یار خان)۔ حضرت غلام نبی صاحب و حضرت علی محمد صاحب (لاہور) ماسٹر غلام علی صاحب و غلام قادر صاحب، صوفی رحمت اللہ صاحب (لائلپور)۔ چودھری سردار محمد صاحب (لاہور) خواجہ غلام فرید صاحب۔ شیخ محمد غیاث صاحب۔ حضرت رفیق شاہ صاحب، حافظ محمد حسین صاحب۔

چودھری عبدالغنی صاحب و بابا بڈھے شاہ صاحب۔ جو سب پاکباز اور

عارف ہیں۔ اور پاکستان میں بے شمار انسان موجود ہیں جو پاکباز ہیں۔ ان دوستوں نے احقر راقم الحروف (نذر الاسلام) سے اصرار کیا کہ حضور پُر نور شمس العارفین، سلطانِ حقیقت، سرتاج اولیاء، ——— سرتاج عاشقاں، ——— سرتاج عارفاں، قطب الاقطاب، غوث الاعظم، قلندرِ اعظم حضرت فضل شاہ صاحب قطبِ عالم مدظلہ العالی سے درخواست کی جائے کہ حضرت سلطان العارفین، سلطان باہوؒ کے پنجابی ابیات کی عارفانہ اور مقامی تشریح فرمائی جائے تاکہ اس مخزنِ حقائق سے مخلوقِ خدا کی رہبری ہو اور اس سے عام، خاص اور خاص الخاص سبھی استفادہ کر سکیں۔ آپ نے درخواست منظور فرمائی اور حضرت سلطان باہوؒ کے چند ابیات کی عارفانہ شرح فرمائی جو قرآن و حدیث کے مطابق ہے۔ جو تمام مخلوق کی فلاح و بہتری کے لیے شائع کی گئی ہے تاکہ اس سے مخلوقِ خدا دین و دنیا کا فائدہ اٹھا سکے اور صحیح راستۂ فقر پر چل سکے۔

عارف کے کلام کو عارف کے سوا اور کوئی نہیں جان سکتا۔ اس کے متعلق قارئین حضرات کی توجہ مبذول کرانے کے ایک واقعہ بیان کرتا ہوں جس کو حضرت سلطان باہوؒ نے اپنی کتاب عین الفقر میں لکھا ہے۔ اس واقعہ میں چند اولیائے کرام کے بیان ہیں اور ان بیانوں پر حضرت سلطان باہوؒ نے بھی بیان دیا ہے۔ لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ حضرت سلطان باہوؒ کے وصال کو قریباً تین سو سال ہو گئے۔ کسی نے آج تک اس بیان پر اپنا کوئی بیان نہیں دیا۔ برگزیدہ انسان آپ کے بعد بھی آئے۔ لیکن جزو اور جزوِ اعظم کی صورت میں آئے۔ حضرت سلطان باہوؒ کو اللہ تعالےٰ نے کُل کا مقام عطا کیا تھا۔ اس واقعہ میں تمام اولیائے کرام کے بیان، "بیانِ کُل" سے تعلق

رکھتے ہیں جس برگزیدہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے "کل" کا مرتبہ و مقام عطا فرمائے وہی اُس کا بیان دے سکتا ہے۔

حال پر حضور پُر نور شمس العارفین، سلطانِ حقیقت، معدنِ جُود و سخا، قلندرِ اعظم حضرت فضل شاہ صاحب قطبِ عالم مدظلہ العالی نے اس پر بیان دیا ہے۔ "اللہ تعالیٰ نے آپ کو جزو کا بھی مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ جزوِ اعظم کا بھی مرتبہ عطا فرمایا ہے اور کُل کا بھی مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ حضور پُر نور مادر زاد ولی ہیں۔ بچپن میں آپ کی حالت مستانی تھی۔ ۱۲ سال مستانی حالت پر رہے اس زمانہ میں جو زبانِ پاک سے فرماتے، وہ فوراً اللہ تعالیٰ کے دربار میں منظور ہو جاتا اور اس کو عطا ہو جاتی۔ ایک بات غور طلب ہے کہ مقامِ مقدسہ پر اولیا، ولیوں، غوثوں، قطبوں، دیوانوں اور مستانوں کا میلہ لگا رہتا ہے۔ ان کا مقام ساکن ہوتا ہے اُن میں سے جس سے مخلوقِ خدا کی بھلائی کا کام لینا چاہتا ہے۔ اس کو مخلوقِ خدا کی طرف علم الٰہی عطا کر کے بھیجا جاتا ہے۔ جب انسان مست سے سرمست ہو جاتا ہے اور باہوش ہوتا ہے تو پھر اس کے کلام کا کائنات میں جواب نہیں ہوتا۔ جب آپ کی مستانی حالت تھی، جس پر نظر پڑتی وہ نگاہ کا شکار ہو جاتا۔ وہ دیوانہ اور مستانہ ہو جاتا۔ اب حال پر بھی یہ کیفیت موجود ہے۔ اس زمانے میں بزرگانِ دین کی مجلس میں سے اکثر دیوانے اور مستانے ہو جاتے۔ آپ جس کوچہ و بازار میں سے گزرتے، صدق و صفا کی آب و ہوا چلنے لگتی۔ توحید و رسالت کا پرچم لہرانے لگ جاتا۔ اب حال پر اللہ تعالیٰ کی مخلوق غرض و غایت سے پاک ہو کر اللہ تعالیٰ سے واصل ہو رہی ہے اور جو آپ کے دامن کے ساتھ لگ جاتا ہے وہ طیب ہو جاتا ہے اور

اس کو پاکدامنی عطا ہو جاتی ہے۔ جو صاحب حضور پُر نور کے قدم بقدم ہو جائے
اُسے مقامِ دوام عطا ہو جاتا ہے۔ آپ کے دربار پاک پر ایک ہی تقسیم ہو رہی ہے
عام سے، خاص سے اور خاص الخاص سے۔ آپ کا بابِ فیض ہر وقت کھلا رہتا
ہے۔ جو صاحب جس وقت آئے مراد پائے۔

صاحبو! یہ بات بھی ضرور جان لینا چاہیے۔ کہ اس واقعہ میں پہلے جتنے
ولیوں کے بیان ہوئے ہیں اُن سے صرف ولی ہی فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ عام و
خاص کا مقام ہی نہیں۔ آپ نے (حضور پُر نور) جو بیان دیا ہے۔ اس سے
عام بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ خاص بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور خاص الخاص
بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ بیان درج ذیل ہے تاکہ اس سے طمانیت قلب عطا ہو۔
سبھی اس سے پورا پورا استفادہ اٹھائیں۔ اور ایمان کو تقویت عطا ہو۔

"نقل ہے کہ ایک روز حضرت بایزید بسطامیؒ اور حضرت ذوالنون مصریؒ
حضور پر نور امام المسلمین امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ملاقات کے لیے حاضر
ہوئے۔ حضرت امام اعظمؒ نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ تاشت کو صاف کر کے اس
میں شہد بھر لاؤ اور شہد کے اوپر ایک بال رکھ لاؤ۔ خادم حکم بجا لایا۔ پھر آپ نے
اپنے احباب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ" ان تینوں چیزوں کے متعلق بیان فرمائیں۔

حضرت بایزید بسطامیؒ نے فرمایا کہ" بہشت اس تاشت سے زیادہ روشن
اور صاف ہے۔ اس کی نعمتیں شہد سے زیادہ شیریں ہیں اور پلصراط سے گزر
جانا یہ بال سے بھی زیادہ باریک ہے"

اس کے بعد حضرت ذوالنون مصریؒ نے فرمایا کہ" اسلام کی حفاظت کرنا یہ تاشت

سے زیادہ روشن ہے۔ اہلِ اسلام ہونا یہ شہد سے زیادہ شیریں ہے اور اسلام کی حفاظت کرنا یہ بال سے زیادہ باریک ہے۔"

اس کے بعد حضور امام اعظم ؒ نے فرمایا کہ "علمِ دین اس تاش سے زیادہ روشن ہے۔ مسائلِ فقہ شہد سے زیادہ شیریں ہیں اور اُن کی باریکیاں بال سے زیادہ باریک ہیں"

حضور امام اعظم ؒ کے خادم نے فرمایا کہ "مہمانوں کا منہ اس تاشش سے زیادہ روشن ہے۔ ان کی خدمت کرنا یہ شہد سے زیادہ شیریں ہے اور ان کا دل خوش رکھنا یہ بال سے زیادہ باریک ہے"

فقیر باہو (حضرت سلطان العارفین سلطان باہو ؒ) فرماتے ہیں کہ "برزخ اسم اللہ اس تاشش سے زیادہ روشن ہے۔ لذتِ مشاہدہ شہد سے زیادہ شیریں ہے۔ فنا فی اللہ ہونا، وحدانیت میں غرق ہونا، خودی سے نکل آنا اور نفس کو مارنا یہ بال سے زیادہ باریک ہے"

اس مقام پہ حاضر وقت بزرگانِ حضور پُر نور شمس العارفین، سلطانِ حقیقت، سراجِ اولیا حضرت فضل شاہ صاحب قطبِ عالم مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ:-

"اللہ تعالیٰ کے ذکر میں ہر وقت مشغول رہنا یہ تاشش سے زیادہ روشن اور صاف ہے۔ درود پاک میں ہر وقت مصروف رہنا یہ شہد سے زیادہ شیریں ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہر وقت پاک رہنا اور محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ہر وقت باوضو رہنا یہ بال سے زیادہ باریک ہے۔"

"صاحبو! یہ جان لو! کہ اولیائے کرام کے جو بیان ہیں سب اپنے اپنے مقام پر ارفع اور بلند ہیں۔ جب تک انسان صاحبِ مقام نہ ہو اُس مقام کو پا

نہیں سکتا اور نہ اُس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ انسان صاحب حال سے جب تک صاحب حال نہ ہو، اس پر وہ مقامات منکشف نہیں ہوں گے۔ بزرگانِ دین نے جو حال پر بیان دیا ہے اس سے عام بھی فائدہ اٹھا سکتے ہے، خاص بھی فائدہ اٹھا سکتا ہے اور خاص الخاص بھی فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ (اگر کسی کے لیے کسی مسئلہ میں اُلجھاؤ پیدا ہو تو آپ سے دریافت کر سکتا ہے، سب کو اجازت ہے)

مندرجہ بالا اولیائے کرام کے جو بیانات ہیں اُن میں ظاہر بینی سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے لیے تضاد موجود ہے۔ لیکن حقیقت میں اُن میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ حاضر وقت بزرگان دین نے اس شک و ریب کو یقین میں بدل دیا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ حضرت بایزید بسطامی ؒ نے شریعت کے متعلق بیان دیا۔ حضرت ذوالنون مصری ؒ نے طریقت کے متعلق بیان دیا۔ حضور امام اعظم ؒ نے "حقیقت" کے متعلق بیان کیا۔ آپ کے خادم کا جو بیان ہے، وہ محبّ کا مقام ہے۔ حضرت سلطان العارفین سلطان باہو ؒ نے "معرفت" کے متعلق بیان کیا۔

حاضر وقت بزرگانِ دین حضرت قبلہ فضلی شاہ صاحب قطب عالم مدظلہ العالی کا بیان تمام بیانوں کا جامع ہے۔ آپ کا بیان شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کا جامع ہے۔ دین و دنیا کے تمام علوم اس میں جلوہ گری کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ دین و دنیا کی نعمتیں اور برکتیں اللہ تعالےٰ کے ذکر اور درود شریف میں موجود ہیں۔ انشاء اللہ ان حقائق سے عام، خاص اور خاص الخاص سبھی مستفید و مستفیض ہوں گے اور انکے ایمان کو اور تقویت نصیب ہو گی۔

ان اوراق میں حضرت سلطان العارفین سلطان باہو ؒ کے بارہ ابیات کی

تشریح بزرگانِ دین نے فرمائی ہے۔ وہ شائع ہو رہی ہے۔ انشاءاللہ آئندہ اشاعت میں مکمل ابیات کی شرح شائع کی جائیگی۔

میں بزرگانِ دین کی "ابیاتِ سلطان باہو ؒ" کی شرح کے مجموعہ کا نام "تشریحاتِ آں باہو" رکھتا ہوں۔ یہ نام مقامی بھی ہے اور تاریخی بھی۔

(تشریحات آں باہو)
۱۳۸۵ھ

آخر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ ایزدی میں دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس مردِ کامل کے فیض سے ساری کائنات کو باریاب کرے۔ بزرگانِ دین کے نقشِ قدم پہ چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین ثم آمین)

وَمَا تَوفِیقِی اِلَّا بِاللّٰہِ عَلَیہِ تَوَکَّلتُ وَاِلَیہِ اُنِیبُ ط

خادم الفقراء

احقر حافظ محمد نذر الاسلام (فاضلی قادری)

۷ جنوری ۱۹۶۶ء مطابق ۱۴ رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ
بروز جمعۃ المبارک

دیباچہ باہُو

اللہ تعالیٰ کا راستہ وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے بزرگانِ دین کو راستہ عطا کیا ہے۔

راستہ کیا ہے ؟ انسان راہِ راست پر ہو تو اُسے راستہ عطا ہو جاتا ہے۔

راہِ راست کی صورت کیا ہے ؟ اللہ تعالیٰ سچا ہے اُس کا کلام بھی سچا ہے۔ انسان بھی سچا ہی ہو گا تو اللہ تعالیٰ کے کلام سے فائدہ اٹھا سکے گا اور پورا پورا فائدہ اٹھا سکیگا۔

عام کو اتنا فائدہ ضرور پہنچے گا کہ نیک عادت رہیگی ہر مقام پر۔ پہلے بزرگانِ دین نے جو کلام کیا ہے وہی اب حال پر ہو رہا ہے اور قیامت تک ہوتا رہے گا۔ انشاءاللہ

اللہ والوں پر اللہ تعالیٰ کا اتنا کرم ہے کہ اُن کا رُخ اللہ تعالیٰ کے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف ہے اور محبوب کا رُخ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔ اس مقام پر بزرگانِ دین نے بیان دیا ہے کہ عمل کو فضیلت نہیں، رُخ کو فضیلت ہے۔

صاحبِ حال اس لیے کلام کرتے ہیں کہ مخلوق اللہ کا رُخ محبوب کی جانب ہو اور غیر کی جانب سے پرہیز کرے۔ جن صاحبوں کا رُخ بزرگانِ دین کی طرف ہو گا اُن کا رُخ حقیقتاً اللہ تعالیٰ کی طرف ہو گا اور جن لوگوں کا رُخ بزرگانِ دین کی طرف

نہیں ہوگا اُن کا رُخ، غیر کی طرف ہوگا

صاحبو! رُخ دو ہی ہیں۔ خیر کا یا غیر کا۔ تیسرا مقام ہی نہیں رکھا اللہ تعالیٰ نے۔ جس صاحب نے خیر کو قبول نہ کیا۔ غیر کو اُسے لازمی قبول کرنا پڑے گا اور کسی عمل سے رد نہیں کر سکے گا سوائے تسلیم کے۔ اسی لیے فرمایا کہ "مومن کی شان۔ شانِ تسلیم ہے"

حال پر جو بزرگانِ دین نے بیان دیا ہے اس بیان سے ہیچے صاحب کو اتنا فائدہ پہنچے گا کہ اُسے نیک عادت عطا ہو جائے گی۔ پورا پورا فائدہ برگزیدہ انسان اس وقت اٹھا سکے گا جب انسان صاحب حال سے صاحبِ حال ہو جائے گا۔ اب حال پر بزرگانِ دین نے حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ کی پنجابی ابیات پر بیان دیا ہے۔ جو لوگ حضرت سلطان باہوؒ کے ساتھ عقیدت رکھنے والے ہیں ان کے لیے، بیان بزرگانِ دین کا، سمجھ آئے یا نہ آئے۔ فائدہ مند ہی ثابت ہوتا ہے اور جو صاحب عقیدت کے درجے کو ابھی نہیں پہنچے۔ اُن کے لیے دو رخ ہیں کہ انہیں اس کلام سے فائدہ بھی پہنچ سکتا ہے اور نقصان بھی پہنچ سکتا ہے۔ چند ایک مقامات پر بزرگانِ دین نے بیان دیا ہے تاکہ ناظرین کا رُخ بزرگانِ دین کی طرف رہے، غیر کی طرف نہ ہو۔ جو کچھ حضرت باہوؒ نے فرمایا ہے اگر ایک ایک شعر کا ترجمہ کیا جائے تو کتاب بن سکتی ہے۔ حال پر اتنا مختصر ترجمہ کیا ہے تاکہ ناظرین اور سامعین کا تا دیل کی طرف رُخ نہ ہو، حقیقت کی روشنی سے فائدہ اٹھائیں۔

حال پر بزرگانِ دین جو بیان کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے بیان کر رہے ہیں۔ صاحب حال کا زیر، زبر، نقطہ اور حرف کوئی اپنا نہیں۔ اور نہ حال پر جو اُن کو عطا

ہو رہی ہے وہی عطا کرنے کے لیے آئے ہوئے ہیں۔ عام اور خاص پڑھی ہوئی اور سُنی ہوئی بتاتے ہیں۔

صاحبو! سن لو! بزرگانِ دین پڑھی ہوئی اور سُنی ہوئی بھی بتاتے ہیں اور جو حال پر اُن پر عطا ہو رہی ہوتی ہے۔ وہ عطا کرنے کے لیے آئے ہوئے ہیں۔ اسی لیے بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ بزرگانِ دین کتاب اور شنید سے نہیں ہیں۔ کتاب اور شنید بزرگانِ دین سے ہے۔ عام شنید کے ساتھ ہے۔ خاص کتاب کے ساتھ ہے اور خاص الخاص اُمّ الکتاب کے ساتھ ہے۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اُمّ الکتاب اللہ تعالیٰ اُمّی کو عطا فرماتا ہے۔ جتنے نبی اور رسل حضور پُرنور سرورِ کائنات جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے آئے وہ جزو اور جزوِ اعظم کی صورت سے آئے۔ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم سب کے بعد آئے اور سب کے کُل آئے۔ اور سرتاجِ انبیاء ہونے کا انعام عطا فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ اور اُمّی ہونے کی صفت اللہ تعالیٰ نے آخری نبی کو عطا فرمائی۔ یہ صفت ایسی پیاری صفت ہے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ اب حال پر جتنے اولیاء، ولی، غوث، قطب اور ابدال موجود ہیں وہ "اُمّ" کے جزو اور جزوِ اعظم ہوں گے اور جسے اللہ تعالیٰ اُمّ عطا کریگا اُسے اللہ تعالیٰ اُمّ الکتاب کا علم عطا کرتا ہے۔ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّی ہونے کی صفت قیامت تک جاری رہیگی۔ اس لیے کہ ہر زمانے میں انسان الجھنے نہ پائے۔ ورنہ خرد و ہوش سے انسان یہی سمجھ سکتا ہے کہ اُمّی سارے علوم کا معدن کس طرح ہو سکتا ہے۔

صاحبو! جان لو۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب کے پاس اللہ تعالیٰ

کے علم سے غیر کچھ بھی نہیں۔ عطا جو حال پر ہو رہی ہے وہ محبوب کے قدم سے ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے محبوب کو کُلی علم عطا فرماتا ہے اور وقت وقت پر محبوب کے لیے عطا ہوتی رہتی ہے۔ اس عطا میں خطا نہیں ہے۔ کیونکہ یہ عطا اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اور صاحبِ عطا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

عطا کیا ہے ؟ محبوب کی ایک صفت

خطا کیا ہے ؟ غیر کی ایک جھلک

صاحبو! جان لو۔ محبوب کو اللہ تعالیٰ نے سچ عطا کیا۔ غیر جو ہے وہ جھوٹ ہے۔ جھوٹے کو جھوٹ کیا اللہ تعالیٰ نے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ، وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ۔

اس لیے سب صاحبوں کو محبوب (صلی اللہ علیہ وسلّم) کی اعلیٰ صفت کو قبول کر لینا چاہیے۔ حرص وہوا، طمع، غرض و غایت اور حجابِ علم یہ جتنی صفتیں ہیں یہ غیر کی صفتیں ہیں۔

صاحبو! جان لو! طمع معصیت کا بُلاوہ ہے۔ جس گھر میں طمع ہو۔ جتنے غیر علوم ہیں وہ سب آجاتے ہیں اور ساتھ ہی غیر مقامات بھی سب آجاتے ہیں۔

طمع کے تینوں حرف خالی ہیں ؎

طمع را سہ حرف است

وہر سہ تہی است

صاحبو! یاد رکھنا چاہیے کہ خیر وہ پیرا آیا ہوا ہے اور خیر کو اللہ تعالیٰ نے حال کا مرتبہ عطا کیا۔ غیر ماضی ہے اور ماضی کو دعوت دی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سب صاحبوں کو خیر کا پہلو عطا فرمائے اور غیر سے دُور رکھے اپنی رحمت سے۔ (آمین ثم آمین)

صاحبو! جان لو! ہم جو دیکھ رہے ہیں کثافت کی آنکھ سے دیکھ رہے ہیں۔ کثافت کی آنکھ ہمیشہ کثافت کو ہی دیکھتی ہے۔ کثافت جھوٹ ہے اور لطافت سچ ہے۔ بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کو لطافت کی آنکھ سے دیکھو۔

لطافت کی آنکھ کیا ہے؟ محبوب کی ایک ادنےٰ صفت۔

صاحبو! اپنے چلنے پھرنے اور کھانے پینے سے اور جسم و جان کو دیکھنے سے کثافت پیدا ہوتی ہے اور کثافت کا علم پیدا ہوتا ہے۔ اور کثافت کا ہی پیالہ اُسے عطا ہوتا ہے۔ وہ صاحب کثیف ہی پیمانے سے ناپتا ہے جو بھی ناپتا ہے۔ جو صاحب محبوب کی ادنےٰ صفت کو دیکھتا ہے اُسے لطافت کا پیالہ عطا ہو جاتا ہے اور وہ اُس پیالے سے تمامی مخلوق کو دیکھتا اور ناپتا ہے۔ کثافت کا پیالہ کثافت عطا کرتا ہے اور لطافت کے پیالے سے لطافت عطا ہوتی ہے ہر مقام پر۔ اُسے "کاسہ" عطا ہو جاتا ہے، وہ اپنی ذات سے بے پرواہ ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے لیے باپرواہ ہو جاتا ہے۔

اسی مقام پر حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ فرماتے ہیں

جد دا مرشد کاسہ دتا تدھ دی بے پرواہی ھُو

کی ہویا جے راتیں جاگیں جے مرشد جاگ نہ لائی ھُو

صاحبو! جان لو! رات کے جاگنے کے معنی جاگ کے نکلتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ

کا حکم اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ ہے۔

صاحبو! جاگو، جاگنے والوں کے ساتھ۔ کیونکہ جاگ انسان کو اسی طرح لگ سکتا ہے۔ اور "جاگ" جاگنے والوں کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ اکیلا جو صاحب جاگے گا اس کا ساتھ نہ ہوگا۔ جو صاحب جاگنے والوں کے ساتھ جاگے گا، اس کا ساتھ ہوگا اور وہ جاگنے والوں کے ساتھ ہوگا ـــــ جاگنا ایک دعویٰ ہے اور جاگنے والے اس کے شاہد ہیں۔ اس لیے جو صاحب اللہ تعالےٰ کے حکم سے اور محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خوشنودی کے لیے جاگتا ہے، اُسے جاگ لگ جاتی ہے۔ اس مقام پر حضرت میراں سید بھیکھ فرماتے ہیں۔

؎ دھن گھڑی دھن بھاگ ہمارے شوہ پایا رَل بھیکھ دوارے

صاحبو! جو اللہ تعالےٰ سے ملے ہوئے ہیں اُن سے رل جاؤ، مل جاؤ اور گھل جاؤ۔ اور اُنہی کی تلاش کرو جو پہلے اللہ تعالےٰ سے واصل ہیں۔

بزرگانِ دین پر ہر وقت تین کلام جلوہ گری کرتے رہتے ہیں۔

پہلا کلام ۔ بزرگانِ دین کی ذات کے متعلق ہوتا ہے۔

دوسرا کلام ۔ بزرگانِ دین کے حرکات وسکنات اور حسنات کے متعلق ہوتا ہے۔

تیسرا کلام ۔ غلبہ حال میں ہوتا ہے۔

صاحبو! ہمارا یہ حال ہی نہیں۔ ہمارا یہ مقام ہی نہیں تو ہم کس طرح صاحبِ حال کے کلام کو جان سکتے ہیں۔ ہمارا پیالہ حادث ہے اور بزرگانِ دین کا علم، علمِ قدیم ہے۔ پیالۂ قدیم سے جو چھلک رہا ہو۔ حادث پیالے میں قدیم کا تصوّر ہی نہیں آ سکتا۔ قدیم کیا ہے؟ محبوب کی ایک ادنےٰ صفت (صلی اللہ علیہ وسلم)

حادث کیا ہے؟ اپنے حرکات اور سکنات اور دیکھے ہوئے اور سُنے ہوئے۔ اللہ تعالےٰ سب صاحبوں کو اپنے حرکات اور سکنات سے محفوظ رکھے اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلّم کی ایک جھلک عطا فرماوے اپنی رحمت سے۔ بزرگانِ دین کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)۔

(حضور پُرنور) حضرت فضل شاہ صاحب قطب عالم
(مدظلہٗ العالی)

۱۳ رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ
مطابق ۶ جنوری ۱۹۶۶ء

ادارہ قادری - نور والوں کا
ڈیرہ - الفنسٹن روڈ
دھرم پورہ - لاہور

تشریحات ابیات سلطان باہوؒ

۱

ذکر فکر سب اُرے اریرے جاں جان فدا نہ فانی ہُو
فدا فانی تنہاں حاصل ہووے جیہڑے وسّن لامکانی ہُو
فدا فانی انہاں نوں ہویا جنہاں چکھی عشق دی کانی ہُو
باہو، ہُو دا ذکر سڑیندا ہر دم یار نہ ملیا جانی ہُو

حضور پرنور سلطان العارفین، سرتاج اولیا، قطب الاقطاب حضرت فضل شاہ صاحب غوث الاعظم مدظلہٗ العالی فرماتے ہیں، کہ :-

- ذکر اور فکر دونوں مقام فقر کے بڑے مقام ہیں۔ ذکر کا فکر شاہد ہو تو وہ ذکر مکمل ہو جاتا ہے۔ مگر اس مقام پر یہ جاننا ضروری ہے کہ ذاکر باحقیقت ہو تو مکمل ہے۔ اگر بے حقیقت ہو تو نامکمل ہے۔ اسی لیے بزرگانِ دین نے فرمایا کہ باحقیقت زندہ ہے اور بے حقیقت مردہ ہے عمل کی کوئی صورت ہو۔

حضرتِ سلطان العارفین سلطان باہوؒ نے بے حقیقت کے لیے فرمایا ہے

باحقیقت کے لیے نہیں فرمایا کیونکہ ذکر اور فکر دونوں مقام ادلی اور ارفع ہیں۔ بے حقیقت کا ذکر اُڑ سے اُڑ سے رہ جاتا ہے اور باحقیقت ذاکر آمر (حکم دینے والا) کے ساتھ جان لگا دیتا ہے اور اس کے ہر حکم کے سامنے وہ فانی رہتا ہے۔ فدا فانی سالک کے ہاتھ آجاتا ہے۔ فنا فی اللہ اس کا مقام ہو جاتا ہے اور عطا ہو جاتا ہے، اللہ تعالےٰ کی طرف سے۔

" فدا فانی تنہاں حاصل ہویوے جہڑے دِسّن لامکانی ہو "

باحقیقت ذاکر صاحب امر پہ فدا ہو جاتا ہے۔ اس کے ہر حکم کے سامنے فانی ہو جاتا ہے۔ اس لیے اُسے مقام فنا ہو جاتا ہے۔ پھر اُسے مقام وہ " لامکان " عطا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہوتے ہوئے " لامکاں " ہے۔ جو اس کا بندہ ہو جاتا ہے وہ بھی ہوتے ہوئے " لامکاں " ہو جاتا ہے۔

" فدا فانی انہاں نوں ہویا جنہاں چکھی عشقدی کانی ہو "

کتاب اور شنید سے عشق جاری ہو جاتا ہے اور وہ ساکن رہتا ہے اور باحقیقت انسان کو عشق الیقان عطا ہو جاتا ہے۔ جسے عشق الیقان عطا ہو جاتا ہے۔ وہ عشق کی کانی اٹھا لیتا ہے اور عشق کی چاشنی چکھنے لگ جاتا ہے۔

" باہو ہو دا ذکر سڑیندا ہر دم یار نہ ملیا جانی ہو "

(حضور پرنور فضل شاہ صاحب قطب عالم مدظلہ العالی فرماتے ہیں) کہ جس مقام پر ہو جاری ہو جاتا ہے۔ ماسوا اس کو سڑنے لگ جاتا ہے۔ عام لوگ یار کے دَور دَورے میں رہتے ہیں۔ حقیقتاً یار وہ ہوتا ہے جو " جانی یار ہو "۔ " دوستی بھی اللہ تعالےٰ کے لیے ہو اور دشمنی بھی اللہ تعالےٰ کے لیے " (الحدیث) جس طرح حضور پرنور رسول خدا

صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث پاک میں فرمایا ہے :-

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (متفق علیہ)

(ترجمہ) تم میں کوئی ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک اس کو اپنے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے پیارا اور محبوب میں (رسول اللہ) نہ ہو جاؤں۔"

جانی یار سے دونوں فائدے پہنچتے ہیں۔ دین کا فائدہ بھی پہنچتا ہے اور دنیا کا بھی فائدہ پہنچتا ہے۔ اس مقام پر بیان دیا ہے بزرگانِ دین نے ، ساری کائنات میں ایک ایسا برگزیدہ انسان تلاش کرو جو با حقیقت ہو۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے چاہتا ہے اُسے تم بھی چاہو اُس کے لیے، اپنے لیے مت چاہو۔ جو اللہ تعالیٰ سے برگزیدہ انسان ملے ہوئے ہیں، جب تم اُن سے مل جاؤ گے وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ پہلے ملے ہوئے ہیں، تمہیں یار جانی عطا ہو جائیگا۔ غیر جاتا رہیگا۔ خیر کا مقام عطا ہو جائیگا۔

۲

قلب جے ہلیا تاں کی ہویا کیا ہویا ذکر زبانی ھُو
روحی، قلبی، خفی، سرّی سبھے راہ حیرانی ھُو
شاہ رگ تھیں نزدیک اوہ رہندا پایا نہ ملیا جانی ھُو
نام فقیر تنہاندا باھُو جہڑے وسّن لامکانی ھُو

حضرت سلطان العارفین سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

"قلب جے ہلیا تاں کی ہویا کیا ہویا ذکر زبانی ہُو"

حاضر وقت بزرگانِ دین حضور پُر نور حضرت فضل شاہ صاحب قبلہ عالم مدظلہٗ العالی اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ :-

"جو صاحب کتاب اور شنید سے لگے رہتے ہیں اکثر وہ اسی تلاش میں رہتے ہیں کہ "قلب" جاری ہو جائے اور راہِ حق کا صدق سے راستہ تلاش کرتے رہتے ہیں۔

صاحبو! جان لو۔ قلب اور فرقوں میں بھی جاری ہے۔ ہندو، سکھ، عیسائی اور یہودی وغیرہ دیگر غیر مذہبوں اور فرقوں میں بھی قلب جاری ہے اور وہ "کبھی" جاری ہوتا ہے۔

دنیا کا اولیا ہو جاتا ہے۔ دین سے دور رہتا ہے اور وہ جو کچھ ہونے لگ جاتا ہے، دنیا کے متعلق۔ ذکر کرنے والا اپنے آپ کو اولیا سمجھتا ہے اور لوگ بھی اُسے اولیا جانتے ہیں۔ وہ انسان نفس کی گردان میں آجاتا ہے۔ اور جس منشا کے لیے انسان آیا ہوا ہے اُس سے دور رہتا ہے۔ اس مقام پر حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث پاک میں فرمایا ہے کہ "کافر اور مومن میں فرق کیا ہے؟ صرف نماز کا۔"

نماز میں دونوں رکن موجود ہیں، وضو بھی موجود ہے اور سجدہ بھی موجود ہے۔ یہ اور فرقوں میں نہیں ہے۔ زبانی ذکر کرنے والا خواہ قلب سے ہو یا زبان سے ہو بے حقیقت رہتا ہے۔

اس کے اوپر حضور پُر نور سلطان العارفین سلطان باہوؒ نے فرمایا

"روحی، قلبی، خفی، سری سبھے راہ حیرانی ہُو"

وہ صاحب روح کے مقام پر بھی بے حقیقت رہتا ہے۔ قلب کے مقام پر بھی بے حقیقت رہتا ہے۔ ذکرِ خفی کرنے سے بھی بے حقیقت رہتا ہے اور ذکرِ جہری کرنے سے بھی بے حقیقت رہتا ہے۔ ذکر کرنے سے ذاکر بے حقیقت رہتا ہے مقصود سے دُور رہتا ہے۔ اس لیے حیران رہتا ہے۔ سوائے حیرانی کے اور کچھ اس کے ہاتھ نہیں آتا۔

صاحبو! یہ سب مقام جو حضور سلطان باہوؒ نے بیان کیے ہیں۔ باحقیقت کے لیے اولیٰ اور ارفع ہیں اور بے حقیقت کے لیے حیرانی اور پریشانی کا باعث ہیں۔ باحقیقت اللہ تعالےٰ کے ساتھ ہے اور بے حقیقت اپنے عمل کے ساتھ ہے۔

"شاہ رگ تھیں نزدیک اوہ رہندا یار نہ ملیا جانی ہو"

صاحبو! جان لو! جس اللہ تعالےٰ کی تم تلاش میں ہو وہ تمہارے تم سے زیادہ قریب ہے[1] اللہ تعالےٰ کی مخلوق کے ساتھ حسنِ سلوک رکھو گے تو تمہیں تمہارا "یار جانی" مل جائے گا[2]۔

اس مقام پر حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ اپنی کتاب "عین الفقر" میں فرماتے ہیں:۔ "جو شخص کہ معرفت نہیں رکھتا اگرچہ اس نے ہزار دل کتابیں کیوں نہ پڑھی ہوں مگر وہ ابھی سلوک سے ناواقف اور تصوف سے بے خبر ہے

---

[1] نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ

[2] حضرت بلھے شاہ صاحبؒ اسی مقام پر فرماتے ہیں:۔

(باقی حاشیہ صفحہ پر)

اور اس کی زبان اور دل مردہ ہے۔ ایسا صاحب علم جانور یا مردار سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا باوجودیکہ خدائے تعالیٰ گردن کی شہ رگ سے زیادہ نزدیک ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد۔

"نام فقیر تنہاں دا باہو جہڑے دسن لامکانی ہو"

فقر کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے لیے پاک رہنا اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لیے رہنا۔

اللہ تعالیٰ "لامکاں" ہے جو صاحب اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہر معاملہ کرتا ہے وہ بھی "لامکاں" ہو جاتا ہے اور فقر اُسے عطا ہو جاتا ہے۔

فقر کے تین رکن ہیں۔ ف، فاقہ۔ ق، قناعت

ر، ریاضت

(بقیہ حاشیہ صفحہ)

اک واجب شرط ادب دی ہے | ہر ہر وچہ صورت رب دی ہے
کتے ظاہر کتے چھپیندی ہے | منہ آئی بات نہ رہندی ہے

جو انسان اللہ تعالیٰ کے ساتھ پاک ہو جاتا ہے محب کی اپنی صورت کوئی صورت نہیں رہتی۔ پاکی اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور جو پاک ہو جاتا ہے وہ بھی باصفت ہو جاتا ہے جو باصفت ہو جاتا ہے اس کا ادب واجب ہو جاتا ہے اور انسانوں پر۔ جو ادب کرتا ہے اُسے فلاح عطا ہو جاتی ہے۔ بے ادب مقصود سے دور رہتا ہے اور ہمیشہ دور رہتا ہے۔

(۳)

غوث قطب سب اُرے اریرے عاشق جان اگیرے ہُو
جہڑی منزل نوں عاشق پہنچے اتھے غوث نہ پاندے پھیرے ہُو
عاشق وچہ وصال دے رہندے جنہاں لامکانی ڈیرے ہُو
دین قربان تنہاں توں باہوؒ جنہاں ذاتوں ذات بسیرے ہُو

حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ نے فرمایا ہے کہ :-

"غوث قطب سب اُرے اریرے عاشق جان اگیرے ہُو"

حاضر وقت بزرگان دین حضور پُر نور شمس العارفین قبلہ فضل شاہ صاحب محبوب عالم مدظلہٗ العالی فرماتے ہیں کہ :-

"غوث اور قطب بڑا بلند مقام ہے۔ حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ کو اللہ تعالیٰ نے غوث اور قطب سے بھی بلند مقام عطا کیا تھا۔ غوث اور قطب درجات کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور عاشق درجات والے کے ساتھ تعلق رکھتا ہے یعنی غوث اور قطب کا وہ مقام ہی نہیں جو عاشق کا مقام ہے۔ اس لیے آگے حضرت سلطان باہوؒ فرماتے ہیں :-

"جہڑی منزل نوں عاشق پہنچے غوث نہ پاندے پھیرے ہُو"

جس منزل کو عاشق پہنچتا ہے وہاں غوث اور قطب کا مقام ہی نہیں ہے۔ اور وہاں غوث اور قطب کا پھیرا ہی نہیں ہوتا۔

جس غوث اور قطب کو عاشق ہونے کا مقام عطا ہو جائے اُسے بلند مقام

عطا ہو جاتا ہے اور اُسی کا پھیرا وہاں منظور ہو جاتا ہے - یہاں آپ (سلطان باہوؒ) نے صرف درجات کا بیان کیا ہے -

"عاشق وچہ وصال دے رہندے جنہاں لامکانی ڈیرے ہو"

عاشق درجات والے کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اس لیے ہر وقت وہ وصال میں رہتا ہے - جس طرح اللہ تعالےٰ اپنا کوئی مکان نہیں رکھتا اسی طرح عاشق کا بھی کوئی مکان ہوتے ہوئے نہیں ہوتا - جس گھر میں عاشق ٹھہرے وہ اس کا گھر - حقیقتاً عاشق کا کوئی گھر نہیں ہوتا - جس طرح اللہ تعالےٰ کے سب گھر اور سب گھروں سے اللہ تعالےٰ پاک - عاشق بھی اس کے ساتھ ہے اس لیے وہ بھی گھر سے پاک ہو جاتا ہے - اُسے مقام لامکاں عطا ہو جاتا ہے - وصال ہونے لگ جاتا ہے - دوری چلی جاتی ہے، حضوری کا شرف عطا ہو جاتا ہے ہر مقام پر -

"دین قربان تنہاں توں باہوؒ جنہاں ذاتوں ذات بسیرے ہو"

بزرگان دین حضور پُرنور حضرت فضل شاہ صاحب قلندرِ اعظم مدظلہٗ العالی فرماتے ہیں کہ :-

"جو محب اپنی ذات سے گزر جاتا ہے اُس کا اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ بسیرا ہو جاتا ہے - ایسے برگزیدہ انسانوں پر سے دین پڑھا ہوا اور سنا ہوا محب قربان کر دیتا ہے -

قربانی کی صورت کیا ہے؟ بزرگان دین فرماتے ہیں محب اپنی کوئی صورت نہیں رکھتا، شرطِ محبت ہی نہیں کہ محب اپنی کوئی صورت رکھے - عاشق کا مقام ہی نہیں ہے کہ عاشق محبوب کے سامنے نہ دنیا رکھتا ہے نہ دین -

دین کیا ہے؟ محبوب کی ایک صفت، وضو کی۔
قربان کیا ہے؟ دنیا۔

---

(۴)

علموں باہجھ کوئی فقر کماوے کافر مرے دیوانہ ہُو
سے ورہیاں دی کرے عبادت رہے اللہ کنوں بیگانہ ہُو
غفلت کنوں نہ کھلسن پردے دل جاہل بُت خانہ ہُو
میں قربان تنہاں دے باہُو جنہاں ملیا یار یگانہ ہُو

حضرت سلطان العارفین سلطان باہُوؒ فرماتے ہیں کہ:۔
"علموں باہجھ کوئی فقر کماوے کافر مرے دیوانہ ہُو"

حضور پُر نور سراج السالکین مصدر فیض وکرم، محرم اسرارِ الٰہی حضرت فضل شاہ صاحب مدظلہ العالی اس کی توضیح لاثانی فرماتے ہیں کہ:۔

حقیقتاً "علم" جاننے کو کہتے ہیں۔ جاننا بغیر ماننے کے نہیں آتا۔ پہلے سالک قول کو مانتا ہے پھر اعمال کو مانتا ہے۔ کیونکہ پہلے قول ہے قول کے بعد اعمال ہے اور اعمال کے بعد علم ہے۔ اس لیے حضرت سلطان العارفین سلطان باہُوؒ نے اُس علم کے متعلق فرمایا ہے جو عمل کے بعد علم عطا ہوتا ہے۔ جو اس علم حقیقت کے بغیر راستہ فقر چلے گا وہ نہ اس کے لیے ٹھیک ہوگا اور نہ اُس کے ساتھیوں کے لیے ٹھیک ہوگا۔ کیونکہ قاعدہ کلیہ اللہ تعالیٰ نے یہ رکھا ہے کہ پہلے

قول ہے، قول کے بعد عمل ہے عمل کے بعد علم ہے اور علم کے بعد اخلاص ہے۔ پہلے تینوں مقام ہیں اور اخلاص اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام ہے۔ کیونکہ فقر کے معنی "علم" کے نکلتے ہیں اس لیے حضرت سلطان باہوؒ نے فرمایا کہ :-

"علمے باہجھ کوئی فقر کماوے کافر مرے دیوانہ ہوؒ"

سالک تنا بے خبر ہو جاتا ہے لاعلمی کی وجہ سے کہ وہ کفر میں دیوانہ ہو جاتا ہے۔ "قولی فقر" سے نہ خود وہ فائدہ اٹھا سکتا ہے اور نہ اس کے ساتھی اس سے کوئی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

فقر کیا ہے؟ محبوب کی صفت۔ جس طرح حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ (الحدیث) ترجمہ :۔ "فقر میرا فخر ہے اور وہ مجھ سے ہے۔"

دوسری حدیث میں حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :-

اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ فَافْتَخِرُ عَلٰی سَائِرِ اَعْمَالِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ۔ ترجمہ "فقر میرا فخر ہے اور میں اپنے فقر سے تمام انبیاء اور رسولوں کے اعمال پر فخر کروں گا۔"

ان احادیث سے معلوم ہو گیا کہ فقر "علم کو کہتے ہیں۔ لیکن علم یہ قدم ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ قدم بقدم۔ نقش قدم جو بزرگان دین کے نقش قدم پر چلے گا اُسے مقام فقر عطا ہو گا۔"

قدم تمام علوم کا معدن ہے نقش قدم۔ علم قدم کی صفت ہے۔ بزرگان دین کا قدم شریعت ہے۔ طریقت نقش قدم۔ حقیقت قدیم ہے۔ اور معرفت قدم کی انتہا ہے اور شریعت قدم کی ابتدا ہے۔

تے درمیانڑی کرے عبادت رہے اللہ کنوں بیگانہ ہو

حضور پر نور حضرت فضل شاہ صاحب قطب عالم مدظلہٗ العالی فرماتے ہیں کہ :-

" باحقیقت جو کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے لیے کرتا ہے اور بے حقیقت جو کرتا ہے اپنے لیے کرتا ہے۔ باحقیقت کا عمل اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور بے حقیقت کا عمل اپنے لیے ہے یہ عمل اعمالِ نفس ہے ، اعمالِ دین نہیں اعمالِ دنیا ہے۔ اس لیے وہ اللہ تعالیٰ سے بیگانہ رہتا ہے۔ باحقیقت یگانہ رہتا ہے۔ محبت کی شرح یہ ہے کہ جو بندہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنا چاہتا ہے وہ بندہ اللہ تعالیٰ کا ہو جائے تو بندگی ہے ورنہ نیک عادت ہے۔

نیک عادت کو خطرہ ہر مقام پر موجود رہتا ہے جس طرح بکرا حلال ہے تکبیر ہو جائے تو طیب ہو جاتا ہے " جھٹکا " ہو جائے تو ناپاک ہو جاتا ہے۔ بکرا ہے تو پاک ، لیکن اُس پر جو عمل کیا گیا وہ ناپاک عمل کیا گیا اس لیے وہ عمل کی وجہ سے ناپاک ہو گیا۔ پاک پر پاک عمل کیا جائے تو طیب ہو جاتا ہے۔

" غفلت کنوں نہ کھلسن پردے دل جاہل بت خانہ ہو "

بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ بے حقیقت اُسے کہتے ہیں جو غفلتوں میں اُلجھا ہوا ہو اور باحقیقت اُسے کہتے ہیں جو نیک کاموں میں سُلجھا ہوا ہو۔ جو انسان نیک کاموں میں سُلجھ جاتا ہے اُسے بزرگانِ دین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دیوانہ فرماتے ہیں کیونکہ جتنی نیک صفتیں ہیں وہ سب محبوب کی صفتیں ہیں۔ بے حقیقت حقیقت سے دُور رہتا ہے۔ جو انسان حقیقت سے دُور رہتا ہے اس کا وجود بت خانہ بن جاتا ہے اور جہالت کی جزا اُسے عطا ہونے لگ

جاتی ہے۔

جزا کیا ہے ؟ اس کے خیالات ایسے اُلجھ جائیں گے اُس کے وجود میں جیسے کہ بُت خانہ میں تمام بُت لگے ہوئے ہیں وہ اتنا غفلت میں اُلجھ جاتا ہے غرض و غایت کے بُت اُسے ستانے لگ جاتے ہیں اور انعام اُسے یہ ملتا ہے کہ دین اُس کے ہاتھ سے جاتا رہتا ہے اور دنیا اس کو آ گھیرتی ہے پھر وہ پچھتا کر بہ زبان حال سے کہتا ہے۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم — نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

"میں قربان تنہاندے باہُو جنہاں ملیا یار یگانہ ہُو"

باحقیقت یگانہ ہے اور بے حقیقت بے گانہ ہے۔ جو صاحب اللہ تعالےٰ کے ساتھ پاک رہتا ہے وہ یگانہ ہو جاتا ہے۔ جو صاحب دنیا میں اُلجھ جاتا ہے وہ بیگانہ ہو جاتا ہے۔ محب اپنی ہستی کو یار پر قربان کر دیتا ہے اور اپنی تمام صفتیں محبوب پر قربان کر دیتا ہے اور محبوب کی صفتیں اُسے عطا ہو جاتی ہیں۔ صاحبو! یہ بڑا لوٹ کا مقام ہے جس صاحب پر یہ مقام آجاتا ہے وہ محبوب کی ہر صفت پر قربان ہو جاتا ہے، قربان ہونے لگ جاتا ہے اور قربان ہوتا رہیگا۔

نوٹ

صاحبو! یہ جان لینا چاہیے کہ دنیا کے معنی مخلوق اللہ نہیں بلکہ دنیا کے معنی غرض و غایت کے نکلتے ہیں۔ غرض و غایت ہو تو دنیا، غرض و غایت اُٹھ جائے تو عین دین۔ غرض و غایت ہو تو بے حقیقت۔ غرض و غایت سے پاک ہو تو باحقیقت ہے۔ کوئی انسان غرض و غایت سے پاک نہیں ہو سکتا۔ جب تک کوئی پاک کرنے والا نہ مل جائے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

(۵)

ب بزرگی گھت ویہن رڑھائیے بلئیے رج منہ کالا ہُو
لا الٰہ دا الا کہنا منیاں مذہب کی لگ دا سالا ہُو
اِلا اللہ گھر مہر دے آیا جیں آن اٹھایا ٹے پالا ہُو
بھر پیالہ خضروں پیتا باہُو آب حیاتی والا ہُو

حضرت سلطان العارفین سلطان باہُو فرماتے ہیں :-

"بزرگی گھت ویہن رڑھائیے بلئیے رج منہ کالا ہُو"

حضور پُر نور سلطانِ حقیقت، مصدرِ فیض و کرم، معدنِ جود و سخا حضرت فضل الدین شاہ صاحب جانِ عالم مدظلہ العالی حضرت سلطان باہُو کے فرمان کی تشریح بے نظیر یوں بیان فرماتے ہیں کہ :-

"باحقیقت کی بزرگی فقر کے ساتھ ہے اور علم کے ساتھ ہے۔ وہ پہلے نوٹ ہو چکا ہے اب حال پر اور عنایت کیا جاتا ہے۔ فقر کیا ہے؟

ف، فاقہ۔ ق، قناعت۔ ر، ریاضت۔

علم کی صورت سے بزرگی ہو تو اللہ تعالےٰ کے علم سے ہو۔ علم الٰہی۔ فاقہ شریعت ہے۔ قناعت طریقت ہے اور ریاضت حقیقت ہے۔ کیونکہ رضا حق سے تعلق رکھتی ہے۔ باحقیقت راضی برضا رہتا ہے ہر مقام پر اور بے حقیقت چیزیں تلاش کرتا رہتا ہے سب جہاں پر۔ جتنا وہ اسباب اکٹھا کر لیتا ہے اتنا ہی وہ حساب کتاب کا موجب ہو جاتا ہے۔ جتنا اسباب اللہ تعالےٰ کے لیے

ہوگا وہ حساب سے پاک ہوگا جو دنیا کے لیے ہوگا وہ با حساب ہوگا۔ حضرت مولانا جامی رح فرماتے ہیں ؎

آں مرد نیست کہ دنیا دارد
گر دارد برائے دوست دارد

مُحِبّ کوئی اسباب نہیں رکھتا اپنے لیے ماسوا اللہ کے۔ جو کوئی اسباب نہیں رکھتا وہ حساب سے پاک ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ اسباب سے پاک ہے۔ اسی لیے مُحِبّ بھی کوئی صورت نہیں رکھتا۔ شرط محبت ہی نہیں کہ مُحِبّ کوئی صورت رکھے۔

با حقیقت کی بزرگی عظمت رکھتی ہے۔ بے حقیقت کی بزرگی قیل و قال رکھتی ہے۔ حضرت سلطان باہو رح نے بے حقیقت کی قیل و قال کے متعلق فرمایا ہے اگر اس قسم کی بزرگی ہو تو اُس سے کوئی فائدہ نہیں۔ قیل و قال کو دیہنی (نالی) میں بہا دو۔ کیونکہ اس کا نتیجہ کوئی نہیں۔ قیل و قال رکھنے والے کو نہ خود کوئی فائدہ پہنچتا ہے ذاتی نہ صفاتی۔ قیل و قال رکھنے والے کو ایک انعام ضروری مل جاتا ہے کہ وہ منگتا بن جاتا ہے اور بے حقیقت رہتا ہے۔ با حقیقت داتا بن جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے جو اُسے نعمتیں عطا کی ہوئی ہیں وہ بانٹنے لگ جاتا ہے۔ حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رح فرماتے ہیں کہ قال کے ساتھ جو بزرگی تعلق رکھتی ہے اس کا منہ کالا کرو اور اُسے دیہن میں رڑھا دو۔ جس صاحب کو حال اللہ تعالےٰ عطا کر دیتا ہے اس کا معاملہ بھی اللہ تعالےٰ سے ہے۔ اور وہ با حقیقت ہے حقیقت حق سے ہے اور حق حق والوں سے ہے۔

(جو بزرگی انسان کو منگتا بنا دیتی ہے اس کے متعلق حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ اپنی کتاب عین الفقر میں ارشاد فرماتے ہیں کہ "وہ فقر جو دنیا کا محتاج بنا دے اور اس سے توجہ الی اللہ مطلق نہ ہو، اس فقر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے۔ فرمایا نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْفَقْرِ الْمُکِبّ اے پروردگار ہم فقر مکب سے پناہ مانگتے ہیں۔

فقر مکب۔ کمر کو توڑنے والا۔ یا کمر کو جھکانے والا جیسا کہ ہر ایک کے آگے جھک کر مانگتے ہیں۔ یہ فقر نہیں کیونکہ دنیا میں اس کی محتاجی ہے۔)

"لا اِلٰہ والا کہنا میناں مذہب کی رنگ دا اسالا ہوُ"

بزرگان دین فرماتے ہیں کہ جو انسان اللہ تعالےٰ کے لیے پاک ہو جاتا ہے وہ لا ہو جاتا ہے۔ اس کے لیے اللہ تعالےٰ الا اللہ ہو جاتا ہے۔ لا جو مقام ہے وہ اللہ تعالےٰ کا گھر ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کا بندہ ہو جاتا ہے وہ بھی لا ہو جاتا ہے۔ مذہب جو ہے وہ اللہ تعالےٰ کا ہے اور محبوب کی صفت ہے۔ اس لیے مذہب رجبات ہی اور مالک کا تعلق درجبات والے کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ اس کا مقام مذہب سے اونچا ہو جاتا ہے۔ مذہب کا اس کے ساتھ تعلق ہو جاتا ہے اور وہ مذہب سے گزر جاتا ہے۔

پیارو۔ یہ بھی جان لینا چاہیے اس گزر جانے کی حقیقت یہ ہے کہ مذہب اُس کا راستہ بن جاتا ہے اور مقصود کا مقام اُسے عطا ہو جاتا ہے۔

عامی لوگوں کا مذہب غرض و غایت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور بے حقیقت

ہوتا ہے۔

خاص لوگوں کا مذہب محبوبؐ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی صفتوں کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔

اور باحقیقت کا مذہب۔ جو اللہ تعالٰی نے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا ہے وہ رکھتا ہے۔ بے حقیقت پڑھے ہوئے اور سُنے ہوئے پر ہی جا رہا ہے۔ اس مقام پر بزرگان دین نے بیان دیا ہے کہ ساری مخلوق پڑھی ہوئی اور سُنی ہوئی تباتے ہیں اور جو اللہ تعالٰی کے بندے ہیں وہ پڑھی ہوئی اور سُنی ہوئی بھی تباتے ہیں اور جو ان پر عطا ہو رہی ہے حال پر وہ عطا کرنے کے لیے آئے ہوئے ہیں۔

"الا اللہ گھر میرے آیا جیں آن اُٹھایا ئے پالا ہُو"

جو انسان پاک ہو جاتا ہے الا اللہ اس کے گھر آجاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالٰی پاک ہے۔ جو انسان اس کے لیئے ہر وقت پاک رہتا ہے اُسے اللہ تعالٰی کی صفت عطا ہو جاتی ہے۔ فکر و فاقہ جاتا رہتا ہے۔ "پالے" کے معنی "فکر و فاقہ" ہے۔ اس لیے حضرت سلطان باہوؒ فرماتے ہیں کہ جب الا اللہ گھر آجاتا ہے فکر و فاقہ نہیں رہتا۔ دوری چلی جاتی ہے اور حضوری کا مقام عطا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالٰی سب صاحبوں کو دُوری سے دُور رکھے اور حضوری کا شرف عطا فرمائے اپنی رحمت سے۔ آمین ثم آمین۔

بھر پیالہ خضروں پتیا باہو آب حیاتی والا ہو

حضور پر نور حضرت قبلہ فضل شاہ صاحب راحت العاشقین مدظلہٗ العالی فرماتے ہیں:۔

"جو صاحب اللہ تعالیٰ کے لیے پاک ہو جاتا ہے اُسے پیالہ عطا ہو جاتا ہے اور جب محبوب صلی اللہ علیہ وسلّم سے باوضو ہو جاتا ہے اُسے "پیالۂ خضری" عطا ہو جاتا ہے۔ پیارے۔ یہ ایسی عطا ہے جس میں خطا نہیں۔ اس لیے یہ پیالہ آب حیاتی والا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو نصیب فرمائے اپنی رحمت سے۔

(آمین ثم آمین)

(۶)

نہیں فقیری جلّیاں مارن سُتیاں لوک جگاون ہُو
نہیں فقیری وہندیاں ندیاں سُکیاں پار لنگاون ہُو
نہیں فقیری وچہ ہوا دے مُصلّےٰ پا ٹھہراون ہُو
فقیری نام تنہیندا باہُو دلوچہ دوست ٹھہراون ہُو

حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ مذکورہ بیت میں راستۂ فقر کے متعلق فرماتے ہیں۔ اس راستۂ فقر کی رہبری کے متعلق حاضر وقت بزرگان دین حضور پُر نور حضرت فضل شاہ صاحب، سرتاجِ عارفاں، سرتاجِ کا ملاں۔ قطب الاقطاب مدظلہٗ العالی ارشاد فرماتے ہیں کہ :۔

"جلوت کی صورت میں جو لوگ کبھی طور پر جنگلوں میں اور مخلوق سے علیٰحدگی میں جلّیاں مارتے رہتے ہیں۔ حقیقتاً وہ انسان کے آنے کے منشا سے بے خبر ہیں۔

انہیں یہ نہیں معلوم ہوتا کہ انسان کے آنے کا منشا کیا ہے؟ وہ کتاب اور شنید میں ہمیشہ الجھے رہتے ہیں۔ یہ اور مذہبوں میں بھی موجود ہے۔ جلتیاں مارنا، یا ندی و دریا سے سوکھا پار نکال دینا یا کنارے پر لگا دینا یا مصلّے کو ہوا میں میں اڑا دینا یہ کبھی طور پر اور مذہبوں میں بھی موجود ہے۔

اس مقام پر حضرت سلطان باہُوؒ اپنی کتاب عین الفقر میں فرماتے ہیں کہ :-

"اگرچہ توحید میں کتنا ہی غرق ہو جائے۔ مگر خلاف شرع ظاہر نہ ہونا چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِذَا رَأَیْتَ رَجُلاً یَطِیْرُ فِی الْھَوَاءِ اَوْ یَمْشِیْ عَلَی الْمَآءِ وَتَرِکَ سُنَّۃً مِّنْ سُنَّتِیْ فَاضْرِبُہٗ بِالْنَّعْلَیْنِ۔ (اگر تو کسی کو ہوا میں اڑتا ہوا یا پانی پر چلتا ہوا دیکھے اور تجھے معلوم ہو کہ میری سُنّت پر عمل نہیں کرتا تو اُسے جوتے مار یعنی اس کی خدا تعالےٰ کے نزدیک کچھ عزت نہیں ہے شیطان کو خدا تعالےٰ نے اس سے زیادہ قدرت دی ہے۔)"

؎ نماز دائمی با وقت سپندار کسے وقتے نخواہد بس گنہگار

"(نماز ہمیشہ اپنے وقت پر پڑھتا رہ اور جو شخص ایک وقت بھی نہ پڑھے تو وہ گنہگار ہے)"

بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ حقیقتاً دین کیا ہے؟ اللہ تعالےٰ سے پاک رہنا اور اللہ تعالےٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے باوضو رہنا اور سب قصے فانی ہیں۔ جلوت میں اللہ تعالےٰ نے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو شریعت کا وضو عطا فرمایا۔ طریقت کا وضو عطا فرمایا اور حقیقت کا وضو عطا فرمایا۔ وضو کی صفت اللہ تعالےٰ نے محبوبؐ کو عطا فرمائی۔ اور یہ بھی جان لینا چاہیے کہ اللہ تعالےٰ نے محبوبؐ کو شریعت کی نماز عطا

فرمائی، طریقت کی نماز عطا فرمائی اور حقیقت کی نماز عطا فرمائی۔ اسی لیے حضور پُر نور سرورِ کائنات فخرِ موجودات رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث پاک میں فرمایا کہ "کافر اور مومن میں فرق کیا ہے؟ فرمایا صرف نماز کا فرق ہے"

جلیاں مارنے والے کو، ندی دریا سے سوکھا پار اتارنے والے کو اور ہوا میں مصلّے اڑانے والے کو لوگ اولیا سمجھتے ہیں اور وہ خود ناقص اعمال کی وجہ سے اپنے آپ کو اولیا سمجھتا ہے۔ نہ خود اس کو جو عمل کر رہا ہے اس سے کوئی فائدہ پہنچتا ہے۔ نہ اس کے ساتھیوں کو پہنچتا ہے۔ ایک انعام ان سب کو ضرور مل جاتا ہے جو مخلوق اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کرنے والی ہوتی ہے اُن کے راستے میں وہ آڑ بن جاتے ہیں۔ وہ خود مقصود سے دُور ہوتے ہیں اور اپنے ساتھیوں کو بھی مقصود سے دُور رکھتے ہیں۔ اس لیے وہ سب بے مراد ہیں۔ یہ کوئی فقیری نہیں ہے اس قسم کی نیرنگیاں دکھاتے ہیں۔

فقیری کی اصل اللہ تعالےٰ ہے۔ اللہ تعالےٰ پاک ہے جو اس سے مانوس ہو جاتا ہے اُسے خلوت کا انعام مل جاتا ہے فقیری کا، یہ اور مذہبوں میں بھی ایسا ہو رہا ہے۔ جو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باوضو ہو جاتا ہے اُسے جلوت کا انعام مل جاتا ہے فقر کا۔ فقر کے متعلق پہلے بیان ہو چکا ہے۔ ف، فاقہ، ق قناعت اور ر، ریاضت۔ اسی لیے بزرگانِ دین نے فرمایا کہ ساری کائنات کی بنیاد اربعہ عناصر سے ہے اور اور بزرگانِ دین کی بسم اللہ عشق سے ہے۔ جو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے باوضو ہو جاتا ہے۔ محبوب اللہ تعالےٰ کا دوست ہے۔ جو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت کو پا جاتا ہے اُسے دوست مل جاتا ہے اور دوست دل میں ٹھہرنے لگ جاتا ہے۔

صاحبو! جان لو۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ دوست کے ٹھہرنے کی جگہ ہی دل ہے اور دل میں اُسے ٹھہرایا جاتا ہے۔ دوست مل جائے تو دین ہے۔ غیر مل جائے تو بے دین ہے اس لیے حضرت باہوؒ نے فرمایا ہے کہ

"عجب فقیر نام تنہیدا باہو جیہڑے دلو چہ دوست ٹھہرادن ہُو"

فقیر ہی دوستؐ کے ساتھ ہے اور دوستؐ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ سب صاحبوں کو اللہ تعالیٰ کے پیاروں کا ساتھ عطا فرمائے اپنی رحمت سے بزرگانِ دین کی دعا و برکت سے۔ (آمین ثم آمین)

۷

عاشقاں ہکو وضو جو کیتا روز قیامت تائیں ہُو
وچ رکوع نماز سجودے رہندے سنجھ صباحیں ہُو
ایتھے اوتھے دوہیں جہانیں سب فقر دیاں جائیں ہُو
عرش کولوں ہے منزل اگے باہو ونج پیا کم تہائیں ہُو

حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ وحدانیت کے وضو کے متعلق عاشق کا مقام بیان کرتے ہیں کہ

"عاشقاں ہکو وضو جو کیتا روز قیامت تائیں ہُو"

وحدانیت کے وضو کی شرح لبسیط حضور پُرنور، سرتاج عاشقاں،

راحت العاشقین حضرت فضل شاہ صاحب قطب عالم مدظلہٗ العالی فرماتے ہیں۔

" وحدانیت کا وضو عمر بھر میں ایک ہوتا ہے۔ وضو کے تین مقام رکھے ہیں بزرگانِ دین نے، شریعت کی رُو سے وضو، طریقت کی رُو سے وضو، اور حقیقت کی رُو سے وضو۔ جس برگزیدہ انسان کا یہ وضو ہو جاتا ہے قیامت تک اس کا وضو رہتا قائم رہیگا۔ اس مقام پر بیان دیا ہے بزرگانِ دین نے، جس صاحب کا وحدانیت کا وضو ہو جاتا ہے، وہ قیامت کے بعد باوضو اٹھایا جائیگا اور پاک اٹھایا جائیگا اور بزرگانِ دین کی صف میں سے اٹھایا جائیگا۔"

حضرت سلطان باہوؒ عاشق کی نمازِ حقیقت کے متعلق فرماتے ہیں۔

" وچہ رکوع نماز سجودے رہندے سنج صباحیں ہُو"

حاضرِ وقت بزرگانِ دین حضور پرنور محرم اسرارِ الٰہی، سرچشمۂ رشد و ہدایت، حضرت فضل شاہ صاحب محبوب عالم مدظلہٗ العالی نمازِ حقیقت کے متعلق فرماتے ہیں:۔

" جس محب کا وحدانیت کا وضو ہو جاتا ہے اُسے حقیقت کی نماز عطا ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ نماز شریعت پانچ وقتی، نماز طریقت سات وقتی اور نمازِ حقیقت ہر وقتی۔ نمازِ حقیقت کے متعلق فرماتے ہیں بزرگانِ دین:۔

پیارو! اس نماز میں قعود نہیں ہے، رکوع بھی نہیں ہے اور سجود بھی نہیں ہے جلوت کی صورت ہے۔ پیارو! ہُو سب کچھ وہ ہے رکوع بھی موجود ہے، قعود بھی موجود ہے اور سجود بھی موجود ہے ؎

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے
دیدۂ کور کیا نظر آئے کیا دیکھے

جس صاحب پر ہر وقت یہ غلبۂ حال رہیگا اُس کے لیے صبح و شام ایک ہو جائیگی۔ وحدانیت کی پاکی یہ ایک دعویٰ ہے۔ دو اس کے شاہد ہیں۔ پہلا شاہد شریعت کا وضو۔ دوسرا شاہد طریقت کا وضو۔ جس دعوی کے دو شاہد ہوں وہ دعویٰ سچّا ثابت ہو جاتا ہے اللہ تعالےٰ کے دربار میں، جلوت کی صورت سے بھی اور خلوت کی صورت سے بھی۔

حضرت سلطان باہوؒ نماز حقیقت کے بعد "فقر کے مقام" کے متعلق فرماتے ہیں کہ:۔

"اتھے اوتھے دو ہیں جہانیں سب فقر دیاں جائیں ہو"

حاضر وقت بزرگان دین قبلہ فضل شاہ صاحب قطب عالم مدظلہٗ العالی فرماتے ہیں کہ:۔

"جس صاحب کی اس جہان میں جیت ہو جاتی ہے وہ اِس جہان میں انعام یافتہ ہو جاتا ہے۔ دنیا میں "جا" ملتی ہے اُسے، اور جنّت میں جگہ مل جاتی ہے اور وہ دونوں جہانوں میں سرخرو ہو جاتا ہے۔"

اس کے بعد حضرت سلطان باہوؒ عاشق کی منزل کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"عرش کولوں ہے منزل اگے باہوؒ ونج پیا کم تنہائیں ہو"

بزرگان دین فرماتے ہیں کہ "عرش اللہ تعالےٰ کا مقام ہے اور عاشق کا اللہ تعالےٰ سے کام ہے۔ اس لیے عرش سے آگے منزل ہے عاشق کی۔

۸

نفل نمازاں کم زناندے روزے صدقہ روٹی ہُو
جِتّے دیوں سوئی جاوے گھروں جہاں تروٹی ہُو
اُچیاں بانگاں سوئی دیون نیت جنہاں دی کھوٹی ہُو
کی پرواہ تنہانوں باہُو جنہاں گھر وچہ لدّھی بوٹی ہُو

حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ فرماتے ہیں :۔

"نفل نمازاں کم زناندے روزے صدقہ روٹی ہُو"

حضور پُر نور، سراج السالکین، سلطانِ حقیقت، حضرت فضل شاہ صاحب جانِ عالم مدظلہٗ العالی اس کی تشریح عرفان فرماتے ہیں کہ :۔

"طَالِبُ الدُّنْیَا مُخَنَّثٌ وَطَالِبُ الْعُقْبٰی مُؤَنَّثٌ وَطَالِبُ الْمَوْلٰی مُذَکَّرٌ"۔

(طالب دنیا مخنث ہے اور طالب عقبےٰ مؤنث ہے اور طالب مولیٰ مذکر ہے)

حضرت باہوؒ نے یہ اس واسطے فرمایا کہ اگر نفل اور نماز عقبیٰ کے لیے ادا کی جاوے تو یہ کام مردانِ خدا کا نہیں، یہ کام عورتوں کا کام ہے۔ کیونکہ حضرت سلطان باہوؒ مردانِ خدا تھے، اس لیے اُن کے سامنے کوئی بھی عمل عقبےٰ کا کیا جائے تو وہ عمل عورتوں کا عمل ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مردانِ خدا کوئی بھی عمل کرے وہ خالص اللہ تعالےٰ کے

حکم سے ہو رہا ہوتا ہے اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ پر چل رہے ہیں۔ چلنے والوں کے ساتھ۔

بعض لوگ ایسے روزہ رکھتے ہیں کہ روزہ کے صدقہ سے روٹی اچھی سے اچھی مل جاتی ہے اور اکثر اہتمام بھی روزے میں کھانے دانے کا اور مہینوں سے اچھا ہی کیا جاتا ہے۔ بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ روزے کے معنی "رضا" کے ہیں۔ روزے میں رضا کا ایک ایسا مقام رکھا ہے اللہ تعالیٰ نے محبوب کی بدولت وہ کسی عمل میں نہیں پایا جاتا۔ دو راستے راستۂ فقر میں رکھے ہیں۔ "امر اور نہی"۔ جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے مومنین ان چیزوں سے منع رہتے ہیں اور جو جائز ہیں اُن پر کاربند رہتے ہیں۔

روزوں میں اللہ تعالیٰ نے چند گھنٹوں کے لیے جو جائز ہیں اُن سے بھی منع فرمایا ہے۔ محب کو جائز چیزوں سے بھی منع کیا جائے تو وہ منع رہتا ہے اور راضی برضا رہتا ہے۔ جو ناجائز ہیں وہ پہلے ہی محب کے لیے منع ہیں اور جو جائز ہیں وہ تو جائز ہی ہیں اُن کے لیے۔ جو پہلے جائز ہو چکی ہیں وہ ماضی ہیں اور رمضان شریف کا مہینہ اتنا مبارک ہے کہ ماضی کو اللہ تعالیٰ حال عطا فرماتا ہے۔ مومنین اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے اپنی جائز چیزیں جو اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہوئی ہیں وہ حال پر اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے قربان کر دیتا ہے۔

حال کیا ہے؟ روزہ ــــ رضا ــ اللہ تعالیٰ کے محبوب کی خوشنودی۔

عرفانِ حقیقت ــ محب جو پہلے منع کی ہوئی ہیں اُن سے منع ہیں اور جو جائز ہیں اُن پر کاربند ہیں۔ حال پر محبوب جو محب کو حکم دیتا ہے اس پر محب

کاربند رہتا ہے اور جو اس کے پاس ماضی موجود ہوتا ہے وہ محبوبؐ پر قربان کر دیتا ہے ۔۔۔ رمضان شریف کے مہینہ میں وقتی حال عطا ہوتا ہے محبوبؐ سے، اور کبھی کبھار بعض بعض مقامات پر رضا کے متعلق محبوبؐ سے دائمی حال بھی عطا ہو جاتا ہے۔ محبّ کا جہاں جائز حق موجود ہو اور اس سے فساد برپا ہو جانے کا اندیشہ ہو تو محبّ حق سے گزر کر محبوب کی شرع پر راضی برضا رہتا ہے۔ کیونکہ شرطِ محبت ہی نہیں کہ محبّ اپنی کوئی صورت رکھے۔ محبّ نہ خلوت سے کوئی صورت رکھتا ہے اور نہ جلوت سے کوئی صورت رکھتا ہے۔

اللہ تعالےٰ کے محبوب کے حکم کے سامنے ۔۔۔ برگزیدہ انسان ہر حال میں اللہ تعالےٰ کے حکم پر راضی برضا رہتے ہیں۔ اور محبوب کے نقشِ قدم پر رہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ بڑا کریم ہے اپنے بندوں پر۔

آخر میں بزرگانِ دین دوبارہ پھر حضرت سلطان باہوؒ کے بیان کی وضاحت کرتے ہیں۔

"روزے صدقہ روٹی ہُو"

مومنین اپنی روٹی میں سے جو کچھ اللہ تعالےٰ نے انہیں دیا ہوا ہے۔ دوسرے بھائیوں کے لیے اہتمام کرتے ہیں اور مہینوں میں۔ اور رمضان شریف کے مہینہ میں خصوصی اہتمام کرتے ہیں دوسرے بھائیوں کے لیے۔

"مکے ویول سوئی جاوے گھڑوں جنہاں تردی ہُو"

(حاضرِ وقت) بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ جو حضرت سلطان باہوؒ نے بیان کیا ہے اس کی حقیقت یہ ہے، جو لوگ دنیا کے کام سے بالکل فارغ ہو جاتے

ہیں اور وجود سے بھی کمزور ہو جاتے ہیں۔ چونکہ بچہ ا نہیں اور کام نہیں ہوتا اس لیے وہ حج کا اہتمام کرنے لگ جاتے ہیں منشا یہ ہے کہ انسان اس وقت فریضۂ حج ادا کرنے کے لیے جائے جس وقت اور کام بھی اُس کے راستہ میں حائل ہوں۔ ان تمام کاموں کو قربان کر کے اللہ تعالےٰ کے حکم کی ادائیگی کی جاوے تو عمل اولیٰ ہے۔ اگر "ترونٹ" کی صورت سے جائے حکم کی ادائیگی تو ضرور ہو جاتی ہے لیکن عمل اولے نہیں ہوتا۔

حضرت سلطان باہوؒ بے حقیقت موٗذن کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"اچیاں بانگاں سوئی دیون نیت جنہاں دی کھوٹی ہوٗ"

حاضر وقت بزرگانِ دین حضور پُر نور معدنِ جود و سخا حضرت قبلہ فضل شاہ صاحب قطب عالم مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ:۔

"حضرت سلطان باہوؒ کے فرمانے کا منشا یہ ہے کہ اذان جس وقت پڑھی جاتی ہے حقیقتاً خیر کی طرف بلایا جاتا ہے۔ موٗذن کی نیت خیر کی ہو تو وہ جو بلاوہ دے رہا ہے تمام مخلوق کو، وہ بلاوا سچا ہے اُس کے لیے۔ اگر موٗذن کی نیت کھوٹی ہو تو وہ جو بلاوہ دے رہا ہے وہ مخلوق کے لیے سچا ہے لیکن اس کے لیے وہ بلاوہ "کھوٹا" ہے۔ اور لوگوں کے لیے چاہے بلاوہ دینے والا کوئی نیت رکھتا ہو۔ بلاوہ خیر کا ہے اور خیر کا ہی رہے گا۔ اس لیے بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ انسان کی نیت اُس کی حقیقت ہے۔ جس کی نیت کھوٹی ہو جاتی ہے اس کا عمل کھوٹا ہو جاتا ہے جس کا عمل کھوٹا ہو جاتا ہے اُس کا عقیدہ کھوٹا ہو جاتا ہے۔ اس لیے عقیدہ حقیقت ہے ہر مقام پر۔

اب حضرت سلطان باہوؒ باحقیقت کے متعلق فرماتے ہیں :-

"کی پرواہ تنہانوں باہوؒ جنہاں گھر وچہ لدھی بوٹی ہُو"

حضرت سلطان باہوؒ کے اس بیان کی شرح لطیف بزرگانِ دین سُلطان حقیقت، سرتاج الکاملان حضور پرنور حضرت فضل شاہ صاحب قطبِ عالم مدظلہ العالی بیان کرتے ہیں کہ :-

"اس مقام پر حضور پرنور سرورِ کائنات جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حدیث پاک میں ارشاد فرماتے ہیں کہ " انسان کے جسم میں ایک بوٹی ہے جیسے گوشت کا لوتھڑا فرماتے ہیں۔ حقیقتاً وہ قلب ہے۔ جس کا قلب پاک ہو جاتا ہے اس کا سارا جسم پاک ہو جاتا ہے۔"

" اَلَا وَاِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ اَلَا وَهِیَ الْقَلْبُ ۔"

(ترجمہ :۔ انسان کے بدن میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جو اگر درست ہے تو تمام جسم درست ہے اور اگر وہ بگڑ گیا تو تمام بدن بگڑ گیا۔ خبردار وہ ٹکڑا دل ہے ——)

بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ جس کا جسم پاک ہو جاتا ہے وہ انسان اپنی ذات کے لیے بے پرواہ ہو جاتا ہے اور اللہ تعالےٰ کی مخلوق کے لیے باپرواہ ہو جاتا ہے۔ جسم ایک گھر ہے اور دل اللہ تعالےٰ کا گھر ہے۔ جس گھر میں اللہ تعالےٰ کا نزول ہو جاتا ہے۔ وہ بندہ اللہ تعالےٰ کا ہو جاتا ہے اور اللہ تعالےٰ اُس بندے کا ہو جاتا ہے۔

۹

جو پاکی بن پاک ماہی دے سو پاکی جان پلیستی ہُو
ہک بُتخانے جا واصل ہوئے ہک خالی رہے مسیتی ہُو
عشقدی بازی تنہاں لیتی جنہاں سر وِندیاں ڈِھل نہ کیتی ہُو
ہرگز دوست نہ ملیا اُنہاں باہُو جنہاں ترٹی چوڑ نہ کیتی ہُو

حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ پاکی کے متعلق فرماتے ہیں کہ:۔

"جو پاکی بن پاک ماہی دے سو پاکی جان پلیستی ہو"

حضور پُر نور شمس العارفین قطب الاقطاب حضرت فضل شاہ صاحب قطب عالم مدظلہٗ العالی فرماتے ہیں کہ یہ وحدانیت کی پاکی متعلق حضرت سلطان باہوؒ نے بیان کیا ہے۔ پاکی کے تین مقام رکھے ہیں اللہ تعالےٰ نے، پہلی پاکی، شریعت کے ساتھ۔ دوسری پاکی۔ طریقت کے ساتھ اور تیسری پاکی حقیقت کے ساتھ۔

یہ اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو شرف عطا فرمایا ہے۔

پہلی پاکی جزو ہے، دوسری پاکی جزوِ اعظم ہے اور تیسری پاکی کُل ہے۔ شریعت کا وضو اور نماز پانچ وقتی۔ طریقت کا وضو اور نماز سات وقتی اور حقیقت کا وضو اور نماز ہر وقتی۔ اللہ تعالےٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا پانچ وقتی وضو جو ہے یہ شان اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب کو عطا فرمائی ہے۔ طریقت کا وضو سات وقتی اور حقیقت کا وضو ہر وقتی۔

حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم پانچ وقت بھی باوضو رہتے تھے۔ سات وقت بھی باوضو رہتے تھے اور ہر وقت بھی باوضو رہتے تھے۔

پیارو! اس مقام پر جان لینا چاہیے۔ یہ صفت ہے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی، جو محبوب کی شریعت کی صفت کو قبول کر لیتا ہے۔ شاہراہ اس کو عطا ہو جاتا ہے اور یہ راستہ سب سے بڑا راستہ ہے۔ سات وقتی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی وضو کی جو صفت ہے یہ مقام ہے۔ ہر وقتی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی وضو کی جو صفت ہے یہ شان ہے۔ جو صاحب تینوں مقاموں پر محبوب کی شان کو پا لیتا ہے وہ باشان ہو جاتا ہے۔ وہ شہنشاہ ہو جاتا ہے صورت کے اعتبار سے۔ اور جو صاحب اللہ تعالیٰ کی پاکی کو قبول کر لیتا ہے اُس کی اپنی بات نہیں رہتی۔ جس کی اپنی کوئی بات نہیں رہتی اُسے اللہ تعالیٰ اپنی بات عطا کر دیتا ہے اور وہ صاحب سچا بادشاہ ہو جاتا ہے، معنوں کے اعتبار سے۔ اس لیے حضرت سلطان باہوؒ فرماتے ہیں۔ " کہ وحدانیت کی پاکی اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک ماہی کو عطا کی ہے۔ جو صاحب محبوب کی جو وضو کی اولیٰ صفت ہے اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہوئی شریعت کی صورت سے قبول کر لیتا ہے وہ پاک ہو جاتا ہے قول سے۔ اور جو محبوب کی طریقت کی پاکی ہے جو اس پر کاربند رہتا ہے وہ طریقت کی صورت سے منزہ ہو جاتا ہے۔ جو حقیقت کی صورت سے پاکی ہے محبوب کی۔ جو صاحب اُسے پا جاتا ہے وہ "اطہر" ہو جاتا ہے۔ یہ تمام اوصاف اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیے ہیں۔ جو صاحب محبوب کے ساتھ لگ جاتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے پاکی کے تمام مقامات عطا کر دیتا ہے محبوب کی بدولت۔ تمام مقامات محبوب کی صورت

سے رکھے ہیں اللہ تعالیٰ نے ، جو صاحب محبوب کی صورت کے سامنے اپنی کوئی صورت نہیں رکھتا اُسے اللہ تعالیٰ محبوب کی صورت عطا کر دیتا ہے ۔ اس لیے بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ محب اپنی کوئی صورت نہیں رکھتا شرطِ محبت ہی نہیں کہ محب اپنی کوئی صورت رکھے ۔

"ہک بتخانے جا واصل ہوئے ہک خالی رہے مسیتی ہُو"

صاحبو! جان لو ۔ بزرگانِ دین سبب نہیں ہیں ، وسیلہ اور وصال کا دروازہ ہیں ۔ بزرگانِ دین کو سبب کی آنکھ سے دیکھنے والا دیکھے گا تو وہ بت خانہ ہوگا ۔ رب کی آنکھ سے دیکھے گا تو محبوب ہوگا ۔ وسیلہ پائے گا وصال کے دروازے سے گزرے گا ۔ اور جو وہاں جائیگا وصال کو پائیگا ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا محبوب اللہ تعالیٰ سے واصل ہے ، جو صاحب محبوب سے واصل ہو جائیگا وہ اللہ تعالیٰ سے واصل ہو جائیگا ۔ اس مقام پر بزرگانِ دین نے بیان دیا ہے ۔

صاحبو! جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو چاہتا ہے ۔ ہمیں چاہیے کہ ہم بھی اللہ تعالیٰ کے محبوب کو چاہیں تاکہ ہم بھی چاہے جائیں لطافت کی آنکھ سے دیکھے گا تو وصال پائیگا ۔ کثافت کی آنکھ سے دیکھے گا تو بت خانہ پائے گا ۔ اس پر حضرت سلطان باہو مخلوق خدا کو واصل باللہ کرنے کے لیے مخاطب فرمایا کہ ع ۔ "بت خانے جا واصل ہوئے ہک خالی رہے مسیتی ہو"

مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اور محبوب کا در ہے ۔ اللہ تعالیٰ کا گھر اور محبوب کا در جاننے والا جان جائے ، تو جائے جب اللہ تعالیٰ کے گھر جائے تب محبوب کے در کو پائے ۔

پیارو! نمازِ جماعت مسجد میں ہوتی ہے ۔ اس لیے جماعت کی فضیلت اللہ تعالیٰ

نے دکھی ہے ۔ وہاں امام بھی موجود ہے اور مقتدی بھی موجود ہیں ۔ نمازِ فرض ہے وضو سنّت ہے ۔ دو شاہد ہیں نماز میں،

ایمان اوّل ۔ ہم اللہ تعالےٰ کو دیکھ رہے ہیں ۔

ایمان دُوم ۔ اللہ تعالےٰ ہمیں دیکھ رہا ہے ۔

اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ وَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ)

(تو اللہ تعالےٰ کی عبادت اس طرح کر کہ وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے اور اگر تو اس کو نہیں دیکھتا وہ تو تجھ کو دیکھ رہا ہے ۔ (الحدیث)

یہ صورت جن مومنین کی ہوگی اُس کے لیے اللہ تعالےٰ کا گھر بنجائے گا اور محبوب کا دَر بن جائیگا ۔ اس صورت پر کاربند نہ رہیگا تو مسجد میں خالی آنا جانا ہوگا اور باحقیقت نہ ہوگا ۔ نیک عادت رہیگی ۔ اعمال کی صورت نہ بن سکے گی اور خالی رہیگا ۔

اس لیے حضرت سلطان باہو ؒ نے فرمایا کہ ؏ ہک خالی رہے مسیتی ہُو

" عشق دی بازی اوہناں لیتی جنہاں سر دیندیاں ڈھل نہ کیتی ہُو"

عشق کیا ہے ؟ اللہ تعالےٰ کے ساتھ پاک رہنا ۔

عشق کا ثبوت کیا ہے ؟ اللہ تعالےٰ کی مخلوق کے ساتھ غرض و غایت سے پاک رہنا ۔ جو صاحب اللہ تعالےٰ کے ساتھ پاک رہے بازی اُسے مل جاتی ہے جو صاحب اللہ تعالےٰ کی مخلوق کے ساتھ غرض و غایت سے پاک رہے وہ اپنے "سر" سے گزر جاتا ہے ۔ اور وہ اپنے لیے ڈھیل نہیں دیتا راہ خدا میں ۔

" ہرگز دوست نہ ملیا اوہناں باہو جنہاں ترٹی چوڑ نہ کیتی ہُو"

غرض و غایت کے ساتھ جو لگے رہتے ہیں وہ اپنی ترٹی اور ہٹی میں لگے رہتے

ہیں۔ جو ماسوا سے پاک ہو جاتا ہے اُن کی "ترقی چوڑ" ہو جاتی ہے اور دوست انہیں مل جاتا ہے۔ وہ اپنے پوست سے گزر جاتے ہیں اور جو صاحب پوست سے گزر جاتا ہے دوست اُسے عطا ہو جاتا ہے۔

نوٹ:۔

وحدانیت کی پاکی اللہ تعالےٰ نے پاک ماہی کو عطا کی ہے۔ پاک ماہی اللہ تعالےٰ سے پاک ہے، جو صاحب اللہ تعالےٰ سے پاک ہو جاتا ہے، اللہ تعالےٰ کے دربار میں اس کی پاکی منظور ہو جاتی ہے۔ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی جو وضو کی صفت ہے جو صاحب محبوب کی وضو کی صفت کو قبول کر لیتا ہے اس کا وضو منظور ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے دربار میں۔

ثبوت:۔ صاحبو! جان لو۔ پاک ہونا ایک دعویٰ ہے۔ جس دعویٰ کا کوئی شاہد نہ ہو وہ دعویٰ سچا ثابت نہیں ہوتا۔

اپنے آپ کوئی انسان پاک رہے اور کتنا بھی پاک رہے اس کی پاکی کا جب بھی نتیجہ نکلے گا۔ پاکی نہ نکلے گی بلکہ پلیدی نکلے گی کیونکہ اُس کا کوئی شاہد نہیں۔ جو صاحب اللہ تعالےٰ سے پاک ہو جاتا ہے اللہ تعالےٰ اس کا شاہد ہو جاتا ہے۔ اور جو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ با وضو ہو جاتا ہے محبوب اس کا شاہد ہو جاتا ہے۔

جس مردانِ خدا نے آپ کا وضو کروایا ہے وہ آپ کا شاہد بن جائیگا۔ جس مردانِ خدا نے آپ کا وضو کروایا ہے اس کا پہلے کسی مردانِ خدا نے وضو کروایا ہے وہ اس کا شاہد ہے۔ اس مردانِ خدا کا پہلے کسی مردانِ خدا نے وضو کروایا

ہے۔ وہ اس کا شاہد ہے۔ آخر نتیجہ کیا نکلے گا؟ اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اس پاک جماعت کے شاہد بن جائیں گے اور اللہ تعالیٰ شاہد ہے اپنے محبوب کا۔ یہ پاک بندوں کی ایک لڑی بن جائے گی ابتدا اسے لے کر انتہا تک۔ صراط المستقیم۔

پاک ماہی جسے پاک کر دے گا وہ پاک ہو جائیگا اور جس کا وضو کروا دیں گے اس کا وضو منظور ہو جائیگا۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں۔

صاحبو! جان لو۔

دین کی بنیاد پاکی سے ہے

دین کی انتہا نماز سے ہے

نماز میں دونوں رکن موجود ہیں وضو بھی موجود ہے اور سجدہ بھی موجود ہے۔

۱۰

پاک پلید نہ ہوندے ہرگز توڑے رلدے وچ پلیتی ہُو
وحدت دے دریا اچھلے ہک دل صحیح نہ کیتی ہُو
ہک بت خانے جا واصل ہوئے ہک پڑھ پڑھ تھکے مسیتی ہُو
فاضل چھوڑ فضیلت بیٹھے باہوؒ عشق نماز جاں نیتی ہُو

حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ فرماتے ہیں:۔

"پاک پلید نہ ہوندے ہرگز توڑے رلدے وچ پلیتی ہُو"

حضور پُرنور شمس العارفین، سراج السالکین، نجم الہدیٰ حضرت فضل شاہ صاحب قطب عالم مدظلہ العالی ارشاد فرماتے ہیں کہ :-

"اللہ تعالےٰ پاک ہے اور اپنی ذات سے پاک ہے جو انسان اللہ تعالےٰ کے لیے پاک ہو جاتا ہے اُسے دائمی پاکی عطا ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمیشہ پاک ہے۔ جو انسان بھی اس کے لیے پاک ہو جاتا ہے وہ بھی ہر وقت پاک رہتا ہے۔ اور جو صاحب محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے باوضو رہتا ہے۔ وہ طیب ہو جاتا ہے۔ جو پاک طیب ہو جائے وہ پلیتی کے خطرے سے گزر جاتا ہے۔ اس کے پلید ہونے کا امکان ہی نہیں رہتا۔ جس طرح بکرا حلال ہے تکبیر ہو جائے تو طیب ہو جاتا ہے۔ پھر اس کو کسی صورت سے جُدا جُدا کیا جائے وہ جُدا نہیں ہوتا یگانہ رہتا ہے بیگانہ نہیں ہوتا۔ جتنے مقام اس پر آئیں گے سب جائز ہی آئیں گے۔ راستہ احسن ہو جاتا ہے۔ دل روشن ہو جاتا ہے۔ جسم محبوب کی کار میں لگ جاتا ہے۔ ہاتھ امین ہو جاتا ہے۔ اس لیے تمام مقام پاکی کے اس پر آجاتے ہیں وہ ہرگز پلید ہوتا ہی نہیں۔ اس لیے حضرت سلطان باہوؒ فرماتے ہیں ؎ پاک پلید نہ ہووے......

"وحدت دے دریا اُچھلے ہک دل صحیح نہ کیتی ہوُ"

ہر ایک انسان پر وحدت کا مقام آیا ہوا ہے اور ایک ہی کا وعدہ کر کے انسان وحدت سے آیا ہوا ہے۔ انسان نے اللہ تعالےٰ سے وحدت کا اقرار کیا۔ اس اقرار پر عمل ورآمد بھی اس کا ہو۔ درآمد کیا ہے؟ ماسوا اللہ سے پاک۔

جو انسان ماسوا سے پاک ہو جاتا ہے، اس کا دل اللہ تعالےٰ کے ساتھ ایک ہو جاتا ہے اور صحیح ہو جاتا ہے۔ جو انسان ماسوا میں اُلجھا ہوا ہو۔ اس کا

دل ایک نہیں ہوتا، نہ صحیح ہوتا ہے۔ یگانہ ہو جائے تو صحیح ہو جاتا ہے۔ بیگانہ ہو جائے تو غیر ہو جاتا ہے۔ اس لیے حضرت سلطان باہوؒ نے فرمایا ؎ وحدت دے دریا اچھلے...

"ہک بتخانے جا واصل ہوئے ہک پڑھ پڑھ تھکے مسیتی ہُو"

عام لوگ پیر خانہ کو بت خانہ کہتے ہیں۔ خاص لوگ پیر خانہ کو یگانہ کہتے ہیں۔ اور خاص الخاص لوگ پیر خانہ کو شمع کہتے ہیں۔ انعام لینے والے کو پروانہ کہتے ہیں۔ جو صاحب پروان چڑھ جاتا ہے وہ مراد کو پا جاتا ہے۔ اور اُسے وصال ہو جاتا ہے۔

ہک پڑھ پڑھ تھکے مسیتی ہُو

اس مقام پر بزرگان دین نے بیان دیا ہے کہ ؎

پڑھنا گننا کسب ہے اور سوائے حبیب
جس پڑھیاں تھوہ ملے اوہ پڑھنا کسے نصیب

جو صاحب کتاب و شنید سے پڑھتا رہیگا۔ مسجد میں کیوں نہ پڑھے۔ وہ یگانہ نہیں ہوگا بیگانہ رہیگا۔ بیگانہ جو اپنے عمل سے تھک کر ہار جاتا ہے تو یہ پڑھنے لگ جاتا ہے ؎

ناز نیاز دے مُل چڑھ کے برہوں دے بازارے
ایہہ مترہ جات بضاعت جاناں رہیں سبھے وچہ لہ دے

(مولوی غلام رسولؒ)

بے حقیقت کا عمل اپنی خوشنودی اور نشوونما کے لیے ہوتا ہے۔ اور باحقیقت

کا عمل اللہ تعالےٰ کے لیے ہوتا ہے سب حقیقت تھک کر بازی ہار جاتا ہے اور باحقیقت کی جیت رہتی ہے ہر مقام پر۔ باحقیقت برقرار رہتا ہے اور کامیاب رہتا ہے اور اللہ تعالےٰ کا فضل شاملِ حال رہتا ہے۔

"فاضل چھوڑ فضیلت بیٹھے یا ہو عشق نماز جاں نیتی ہو"

بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ عشق کی شرح یہ ہے کہ جو بندہ اللہ تعالےٰ سے پاک ہو، اُسے اللہ تعالےٰ کی طرف سے فضیلت عطا ہو جاتی ہے۔ جو فاضل اپنی فضیلت سے فاضل ہو وہ اپنی فضیلت کو چھوڑ دیتا ہے اللہ تعالےٰ کے فضل کے سامنے۔ اُس کی نماز اللہ تعالےٰ کی نماز ہوگی اور نیت محبوب سے ہے۔

نیت کیا ہے؟ محبوب کی وضو کی ایک صفت (صلی اللہ علیہ وسلم)

فضیلت کیا ہے؟ نمازِ اللہ کی ___ عشق کی نماز کے لیے وحدانیت کا وضو ہر وقت رہتا ہے۔

صاحبو! اس میں قعود نہیں ہے، رکوع بھی نہیں ہے، اور سجدہ بھی نہیں ہے۔ ہو سب کچھ رہا ہے ہر مقام پر ؎

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے

دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

رکوع بھی موجود ہے قعود بھی موجود ہے اور سجود بھی موجود ہے عاشق کے لیے۔ اور فاسق کے لیے کچھ ہے ___ اس مقام پر حضرت بلھے شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ؎

بلھیا قنوہ دے باجھوں کجھ نہیں   پر ویکھن والی اکھ نہیں

اللہ تعالیٰ سب صاحبوں کو محبوب کا رُخ عطا فرمائے ، دوری سے دُور رکھے ۔

(آمین ثم آمین)

۱۱

ثابت صدق تے قدم اگیرے تائیں رب لبھیوے ہُو
لوں لوں دے وِچ ذکر اللہ دا ہر دم پیا پڑھیوے ہُو
ظاہر باطن عین عیانی ہُو ہُو پیا سُنیوے ہُو
نام فقیر تنہاندا باہو قبر جنہاں دی جیوے ہُو

حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ فرماتے ہیں کہ ؎

"ثابت صدق تے قدم اگیرے تائیں رب لبھیوے ہُو"

جو انسان اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے ثابت رہے ، صدیق کی اُس پر مہر لگ جائے گی اور قدم اس کا اگیرے ہو جائیگا ۔ کیونکہ ثابت اور صدق یہ دونوں صدیق کے مقام ہیں ۔ ہاتھ کی صورت سے مومن ثابت رہتا ہے اور وہ صورت کے اعتبار سے امین ہو جاتا ہے ۔ یعنی مومن کا ہاتھ امین ہو جاتا ہے اور ثابت رہتا ہے ہر مقام پر ، ہر گھڑی اہر پل میں ۔ صدیق ہونا بزرگانِ دین کی ایک صفت ہے ۔ جو صاحب سچا ثابت ہو جاتا ہے اُس کا قدم آگے ہو جاتا ہے ۔ جس مقصود کی تلاش میں ہے وہ اُسے مل جاتا ہے ۔ حضرت سلطان باہوؒ نے فرمایا کہ طالب کا مقصود

رب ہے، اُسے وہ مِل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تقسیم علم سے ہے اور پالنا بھی علم سے ہے۔ تو جب محب کو یہ علم عطا ہو جاتا ہے کہ پالنا بھی اُسی کے ہاتھ میں ہے اور تقسیم بھی اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ پہلے وہ خود چین سے رہتا ہے پھر اللہ تعالیٰ کی خدائی اُس سے چین سے رہتی ہے۔ جیسے یہ دو انعام عطا ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ اُسے مل جاتا ہے وہ انسان با مقصود ہو جاتا ہے۔

"لُوں لُوں وِچ ذکر اللہ دا ہر دم پیا پڑھیوے ہُو"

جو صاحب با مقصود ہو جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اُس کا ہو جاتا ہے، تو اُس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اُس کے "لُوں لُوں" سے توحید ٹپکنے لگ جائے گی اور ایسا برگزیدہ انسان اللہ تعالیٰ کے ذکر میں اتنا مشغول ہو جاتا ہے کہ اس کا "لُوں لُوں" اس کا شاہد بن جاتا ہے۔ وہ انسان آسانی کے ساتھ اپنے آپ کو پڑھنے لگ جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے۔

"ظاہر باطن عین عیانی ہُو ہُو پیا سنیوے ہُو"

مُحب کا باطن ماسوا سے پاک ہے اور ظاہر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے۔

ظاہر کیا ہے؟ محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وضو کی اولے صفت شریعت کی۔ پنج ویلے۔

محبوب کی ثانی صفت، وضو کی، طریقت کی۔ ست ویلے۔

محبوب کی رحمانی صفت، وضو کی حقیقت کی، ہر ویلے۔
جہاں یہ تین صفتیں ادب اور رافع آ جاتی ہیں ایسے ذاکر کو فارغ کر دیا جاتا ہے۔ جو صاحب فارغ ہو جاتا ہے اُس کے لیے ہو ہو ہر جگہ ہو جاتا ہے اور اُس کو ہو ہو سننے لگ جاتا ہے۔

"فقیر نام تنہاندا باہو قبر جنہاں دی جیوے ہو"

اللہ تعالیٰ باقی ہے جو انسان اللہ تعالیٰ سے پاک ہو جاتا ہے اور وہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے باوضو ہو جاتا ہے اُسے فقر کا مقام عطا ہو جاتا ہے۔ فقر کے تین مقام ہیں۔ ف، فاقہ۔ ق، قناعت۔ ر، ریاضت۔ جسے یہ عطا ہو جاتے ہیں وہ بقا کے ساتھ لگ جاتا ہے۔ اس لیے وہ بھی باقی ہو جاتا ہے۔ جو انسان اللہ تعالیٰ سے پاک ہو جاتے ہیں اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے باوضو رہتے ہیں وہ باقی سے لگ کر باقی ہو جاتے ہیں اور قبر اُن کی "جی" (زندہ) ہو جاتی ہے۔ کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی باقی کی صفت کو قبول کیا۔ جو صاحب اللہ تعالیٰ کو بقا کی صورت سے قبول کر لیتا ہے، اُسے بقا عطا ہو جاتی ہے۔ اس کی قبر پر "لا" آ جاتی ہے۔ بزرگانِ دین کی قبر "لا" ہے۔ بزرگانِ دین معنوں کے اعتبار سے بھی باقی ہیں اور صورت کے اعتبار سے بھی باقی ہیں۔ ایسے برگزیدہ انسانوں پر قربان ہو جانا چاہیے جن کی قبر "لا" ہونے کا مقام رکھے اور خود وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ پاک رہنے کا مقام رکھتے ہوں۔ جس کی قبر پہ "لا" ہونے کا مقام آ جاتا ہے وہ قبر جی (زندہ) اٹھتی ہے۔ وہ بندہ اللہ تعالیٰ کا

ہو جاتا ہے اور اللہ تعالےٰ اُس بندے کا ہو جاتا ہے۔

۱۲

زبانی کلمہ ہر کوئی آکھے دل دا پڑھدا کوئی ھُو
جتھے کلمہ دل دا پڑھئیے اوتھے جیبھ ملے نہ ڈھوئی ھُو
دل دا کلمہ عاشق پڑھدے کی جانن یار کلوئی ھُو
کلمہ یار (مرشد) پڑھایا باھُو میں سدا سوہاگن ہوئی ھُو

حضرت سلطان العارفین سلطان باھُوؒ فرماتے ہیں کہ :-

"زبانی کلمہ ہر کوئی آکھے دل دا پڑھدا کوئی ھو"

پیارو۔ اللہ تعالےٰ نے یہ قاعدہ کلیہ رکھا ہے کہ زبان سے کلمہ کہے اور دل کلمہ کی تصدیق نہ کرے تو وہ زبانی ہی رہیگا۔ زبان سے بھی کلمہ پڑھنے والے کو فائدہ پہنچتا ہے۔ کیونکہ پہلا مقام اللہ تعالےٰ نے قول ہی کا رکھا ہے، دوسرا مقام اعمال کا رکھا ہے اور تیسرا مقام علم کا رکھا ہے۔ علم حقیقی۔ قول کا اعمال شاہد ہو تو قول سچا ثابت ہو جاتا ہے۔ اس لیے جو انسان زبان سے کہے، دل اس کی تصدیق کرے۔ وہ انسان سچا رہتا ہے ہر مقام پر۔ اس کو دین کا بھی فائدہ پہنچتا ہے اور دنیا کا بھی فائدہ پہنچتا ہے۔ قول سے کہے، دل اُس کی تصدیق نہ کرے۔ قول اس کے لیے جھوٹا ہو جاتا ہے اور جس سے کیا جائے وہ اُس سے

بھی جھوٹا ہو جاتا ہے۔ اس لیے حضرت سلطان باہوؒ فرماتے ہیں کہ :۔

زبانی کلمہ ہر کوئی آکھے دل دا پڑھدا کوئی ہو

جیھتے کلمہ دل دا پڑھیئے اوتھے جیبھ ملے نہ ڈھوئی ہو

جس وقت قول سے انسان گزر جاتا ہے تو اعمال شروع ہو جاتا ہے۔ قول کا زبان کے ساتھ تعلق ہے اور اعمال کا دل کے ساتھ تعلق ہے۔ وہاں اعمال شروع ہو جاتا ہے۔ اس لیے "جیبھ" کا مقام ہی نہیں۔ وہاں "جیب (زبان) کو ڈھوئی نہیں، اعمال کو ڈھوئی ہے (ڈھوئی۔ گزر)

" دلدا کلمہ عاشق پڑھدے کی جانن یار کلوٹی ہو "

عاشق یار کا کلمہ پڑھتا ہے اور عاشق یار کا محبت سے نام لیتا ہے۔ عاشق محب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا محبوبؐ محبوب ہے عاشق کے لیے۔ جہاں محب اور محبوب یہ دونوں مدارج اکٹھے ہو جائیں وہ دو مدارج ہو گئے۔ اور یار، یار سے مل جاتا ہے۔ جو صاحب بزرگانِ دین کے راستہ پر چلتے نہیں ہیں وہ "یار کلوٹی" ہیں اور اس کا یار کوئی نہیں۔ اس لیے حضرت سلطان باہوؒ نے فرمایا کہ ع " دلدا کلمہ عاشق پڑھدے کی جانن یار کلوٹی ہو "

کلمہ یار پڑھایا باہوؒ میں سدا سہاگن ہوئی ہو

کلمہ کا گر جسے عطا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُسے سدا کا سوہاگ عطا ہو جاتا ہے۔

جسے یار عطا ہو جاتا ہے، اُسے کلمہ عطا ہو جاتا ہے۔ جسے کلمہ عطا ہو جاتا ہے وہ پڑھنے لگ جاتا ہے اور اُس کو سدا سوہاگ عطا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ قاعدہ کُلیہ رکھا ہے کہ "جب کلمہ پڑھا جاتا ہے، یار ہی پڑھاتا ہے۔ اسی طرح اُسے سَدا کا سہاگ عطا ہو جاتا ہے۔ اسی لیے حضرت سلطان باہُوؒ نے فرمایا کہ۔ "کلمہ یار پڑھایا باہُو ہیں........

مخزنِ حقائق

(سوال و جواب)

حضرت صوفی محمد نذیر صاحب کے اوصافِ حسنہ

بیان صاحبزادہ رضا حسین صاحب بلالی و جمالی

(نوٹ :۔ حضرت صاحبزادہ رضا حسین صاحب حضور پُرنور حضرت فضل شاہ صاحب قطبِ عالم مدظلہٗ العالی کے بڑے صاحبزادہ ہیں۔ آپ کی ولادت ۶ رمضان المبارک کو ہوئی پیارا، پیارا ہی جنم لیتا ہے۔ آپ نے والدہ ماجدہ کا کئی دن دودھ نہیں پیا اور نہ ہی روئے۔ آخر آپ کی دادی صاحبہ نے حضور پُرنور کو اس طرف متوجہ کیا۔ حضور پُرنور کا یہ دورِ عالمِ جذب کا تھا۔ حضور پُرنور نے فرمایا کہ آج سے دودھ پیئے گا۔ آپ اُس وقت سے دودھ پینے لگے لیکن صرف افطاری اور سحری کے وقت۔

آپ جوان صالح، اخلاقِ حسنہ کے حامل اور نہایت مہمان نواز ہیں۔ آپ کے حال پر بزرگانِ دین کے دربار سے بلالی اور جمالی ہونے کا خطاب عطا ہے۔ آپ کو حضور پُرنور سرورِ کائنات جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری ہوئی اور حضرت بلال رضی اللہ عنہٗ کی حضوری میں حضوری ہوئی۔

اس لیے آپ کے حال پر جو بیان حضرت صوفی صاحب کے اوصافِ حسنہ کے متعلق ارشاد فرمایا ہے اُسے یہاں شامل کیا جاتا ہے۔ (مرتب)

اللہ تعالےٰ نے حکم صادر فرمایا امام کا، شریعت کے لیے۔ امام المسلمین، امام المومنین، امام العارفین ۔ امام شریعت سے، امام طریقت سے اور امام حقیقت سے۔ شریعت اور طریقت راستہ ہے اور عرفان حقیقت ہے۔ حضرت صوفی محمد نذیر صاحب (اچھرہ شریف ۔ لاہور) امام العارفین ہیں۔ اُن کا یہ بیان حقیقت پر مبنی ہے۔

بزرگانِ دین نے فرمایا۔ "جو صاحب بیان دیتا ہے، اُس میں وہ صفت موجود ہوتی ہے۔ تو بیان دیتا ہے۔ نام اس کا لیتا ہے جس کی طرف سے صفت آتی ہے ـــ باصفت کا نام ـــ حقیقت بھی یہی ہے کہ انہی کا نام لینا چاہیئے کیونکہ یہ صفت اُن کی ہے جس وقت باصفت کی صفت جہاں آجاتی ہے، اور جس کے پاس آجاتی ہے وہ انسان باصفت ہوجاتا ہے، اسی لیے بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ "جس پیالے نے جس مقام کو دیکھ لیا اُسے وہی عطا کر دیا جاتا ہے۔"

حضرت صوفی صاحب امام العارفین کو بزرگانِ دین سے جو عنایات ہوئی ہیں اُن سب کا نام لے رہے ہیں اور صداقت سے لے رہے ہیں۔ اس لیے کہ سامعین اور ناظرین کے سامنے یہ نقشہ رکھا جائے۔ تاکہ جس طرح ہم اس سے فائدہ اٹھا چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اور مخلوق بھی اس سے فائدہ اٹھا سکے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے۔ جو صاحب صداقت سے اسے سُنے گا، صدق اُسے عطا ہوجائیگا کیونکہ بیان کرنے والا صادق اور سچا ہے۔

مخزنِ حقائق

از صوفی محمد نذیر صاحب امام العارفین

حضور پُر نور قلندر اعظم سرتاجِ اولیا، معدنِ جود و سخا، سلطان العارفین حضرت فضل شاہ صاحب قطب عالم مدظلہ العالی سے بندۂ عاصی، پُر معاصی نے چند سوالات پر استفسار فرمانے کے متعلق عرض کیا۔ آپ نے نہایت ہی خندہ پیشانی سے اپنے خصوصی عارفانہ انداز میں جامع جوابات فرمائے جنکو احباب کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے اس مخزنِ حقائق سے یقیناً قارئین حضرات مستفید و مستفیض ہوں گے اور اُن کے ایمان کو تقویت نصیب ہو گی۔

(۱) **سوال:-** دین اور دنیا میں کیا فرق ہے؟

جواب:- دین اور دنیا میں نہایت لطیف سا فرق ہے۔ اگر دنیا و مافیہا کو اللہ تعالےٰ کی امانت سمجھ کر اُس کی منشا کے مطابق استعمال کیا جائے تو کُلّھم دین ہے۔ اور اگر ذاتی ملکیت سمجھ کر اپنی منشا کے مطابق استعمال کیا جائے تو سب کچھ دنیا ہے عمل کی کوئی صورت ہو۔ دنیا کی جملہ نعمتیں مثلاً علم، ذہانت، قوائے جسمانی، دولت و ثروت، جاہ و جلال، رسوخ و اقتدار عین دین ہیں اگر ان کو اللہ تعالےٰ کی امانت سمجھ کر اُسی کی منشا کے مطابق اِن سے کام لیا جائے۔ اور اگر ذاتی ملکیت سمجھ کر اپنی منشا کے مطابق

استعمال کریں تو دنیا بن جائیگی۔

صاحبو! خوب جان لو۔ اللہ تعالےٰ نے اس کو امین بنا کر بھیجا ہے۔ سب نعمتیں امانت ہیں۔ عطائی ہیں، ذاتی نہیں ہیں۔ اس لیے ان سب کو اللہ تعالےٰ کی امانت سمجھ کر اُسی کے منشا کے مطابق ان سے کام لیا جائے۔

(۲) سوال :- نعمت کا شکریہ کس طرح ادا ہونا چاہیئے؟

جواب :- ہر نعمت کا شکریہ اُس کی شان اور نوعیت کے مطابق ادا ہونا چاہیے یعنی نعمت کی تقسیم ہونا چاہیے۔ صرف قول کے ذریعہ شکریہ ادا نہیں ہوگا۔ مثلاً ایک شخص کو اللہ تعالےٰ نے اقتدار عطا فرمایا ہے تو اس کا شکریہ اس طرح ادا ہوگا کہ اُس کے اقتدار سے خلق خدا کے حقوق کی حفاظت ہو یا کسی مصیبت سے نجات مل سکے۔

(۳) سوال :- طلبِ صادق سے کیا مراد ہے؟

جواب :- طلبِ صادق کا مطلب یہ ہے کہ تم دوست کو اُسی کے مفاد کے لیے چاہو۔ دوست کو چاہنے میں تمہاری کوئی ذاتی غرض نہ ہو۔

دوست کے ساتھ دوستی کرو دوست کے لیے اپنے لیے مت کرو کیونکہ مسلمان کی دوستی بھی اللہ تعالےٰ کے لیے ہے اور دشمنی بھی اللہ تعالےٰ کیلئے ہے۔

(۴) سوال :- انسانیت کا معراج کس عمل سے شروع ہوتا ہے؟

جواب :- انسانیت کا معراج مخالف کی موافقت سے شروع ہوتا ہے۔ دوست کے ساتھ دوستی کرنا یہ احسان کا بدلہ احسان ہے۔ مخالف کے مطابق رہنا یہ مروت ہے۔

مطابق کے مطابق رہنا یہ شریعت ہے۔
غیر مطابق کے مطابق رہنا یہ طریقت ہے۔
مطابق اور غیر مطابق دونوں حالتوں کو منجانب اللہ جاننا یہ حقیقت ہے۔
تمام مقاموں پر راضی برضا رہنا یہ معرفت ہے۔

(۵) سوال:- علم حقیقی کب عطا ہوتا ہے؟

جواب:- علم حقیقی اس وقت عطا ہوگا، پہلے شریعت عطا ہوگی اس کے بعد طریقت عطا ہوگی اس کے بعد حقیقت عطا ہوگی اور اس کے بعد معرفت عطا ہوگی۔ پہلے سالک کو قول عطا ہوتا ہے اس کے بعد عمل عطا ہوتا ہے اس کے بعد علم عطا ہوتا ہے۔ عمل جب سچا ثابت ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے دربار میں تو اللہ تعالیٰ اُس سچے اعمال کو علم کی آنکھ عطا فرما دیتا ہے۔ یہ علم حقیقی ہے۔ سارے مقامات کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور اللہ تعالیٰ کے بندے کے پاس تسلیم رضا۔ کیونکہ مومن کی شان انسان تسلیم۔ قول، اعمال اور علم یہ مقام ہیں۔ اخلاص انعام ہے۔ معرفت فرمان ہے فرمان اللہ تعالیٰ کا۔

فرمان اللہ تعالیٰ کا کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس کو میں سب سے زیادہ انعام عطا کرنا چاہتا ہوں اُسے اپنا علم عطا فرماتا ہوں اور اپنے علم کے سمجھنے کی توفیق بھی عطا فرماتا ہوں۔ اُس وقت علم حقیقی عطا ہوگا جس وقت اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو عطا کرنا چاہے گا محبوب کی بدولت۔ کیونکہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنا علم عطا فرمایا ہے۔

قول ماضی ہے۔ قول ماضی کے لیے ماضی ہے، حال کے لیے حال ہے اور مستقبل کے لیے مستقبل ہے۔ علم حقیقی واردات کے بعد ہی عطا ہو گا۔ اس سے قبل علم قیاسی اور ظنی ہے جو کسی بھی حالت میں علم حقیقی نہیں بن سکتا۔

(۶) سوال :۔ انسان صاحب حال کس طرح بن سکتا ہے؟

جواب :۔ انسان صاحبِ حال اُس وقت ہوتا ہے کہ ماضی کا شکریہ ادا کرے، حال پر صابر رہے اور مستقبل سے پاک رہے۔ اس پر بیان دیا ہے بزرگانِ دین نے، تمامی مخلوق ماضی اور مستقبل میں بستی ہے۔ جو چلا گیا ہے اُس کی یاد میں رہتے ہیں اور جو آنے والا ہے اس کی تلاش میں رہتے ہیں اور حال سے دور رہتے ہیں۔

حال کیا ہے؟ اللہ تعالےٰ کے ساتھ پاک رہو اور اللہ تعالےٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باوضو رہو اور اللہ تعالےٰ کی مخلوق کیساتھ معاملہ اللہ تعالےٰ کے لیے رکھو۔ یہ حال ہے اور اس کے علاوہ جو ہے وہ سب قال ہے۔

حال حقیقت ہے جس نے حال کو تسلیم نہ کیا وہ کبھی بھی صاحب حال نہیں بن سکتا۔ یعنی سرِ حقیقت سے آشنا ہونے کی صورت یہی ہے کہ جو کیفیت موجود ہے اس کو خدائی سمجھ کر برضا و رغبت تسلیم کرے تو پھر معنوں کے اعتبار سے اُس نے اللہ تعالےٰ کی پسند کو پسند کیا۔ اب اللہ تعالےٰ اُس کو رازِ حقیقت عطا فرمائیگا۔ پھر وہی صاحب صاحبِ حال کہلانے کا مستحق ہو جائے گا۔

(۷) سوال۔ گناہ کی تشریح فرمایئے؟

جواب۔ ماسوا اللہ کے کسی چیز میں مبتلا ہو جانے کا نام گناہ ہے

(۸) سوال - افہام و تفہیم کا احسن طریقہ کیا ہے؟

جواب - طعن و تشنیع سے حدت پیدا ہوتی ہے - افہام و تفہیم کے لیے ٹھنڈا ماحول پیدا کرو - اگر آپ نے کسی کو کسی قسم کا کوئی طعنہ دے دیا تو اُس کے اندر آگ پیدا ہو جائے گی اب اگر آپ نہایت قیمتی بات بھی اُس سے کریں گے وہ آگ جو طعنہ سے اس کے اندر پیدا ہو گئی ہے اُس قیمتی بات کو بھی جلا دے گی - لہٰذا افہام و تفہیم کے لیے ٹھنڈا ماحول نہایت ضروری ہے -

اس مقام پر بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ اتنا ٹھنڈا ماحول ہو جس کے لیے بزرگانِ دین جناب حضور پر نور سلطان العارفین حضرت میاں خدا بخش صاحب سرتاجِ اولیاءؒ فرماتے ہیں "کہ بیٹا! فقیر کی زبان نہیں بولتی عمل بولتا ہے۔" سب سے پہلے جو کام کسی دوست کو کہنا چاہتے ہو - صاحبو! آپ پہلے اُس کا نمونہ بنو - جس وقت آپ میں وہ مقامات پائے جائیں گے - ناظر جس وقت حاضر ہو گا اللہ تعالٰی کے فضل سے وہ آپ کا نمونہ بن جائیگا - اس مقام پر بزرگانِ دین فرماتے ہیں ؎

کہنا سُننا کسب ہے اور سوائے حبیب

جس آکھیاں رب ملے اوہ آکھنا کسے نصیب

اللہ تعالٰی نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے۔ " اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم - (پ۵) اللہ تعالٰی کا حکم مانو - اللہ تعالٰی کے رسولؐ کا حکم مانو، اور جو تم میں صاحبِ امر ہے اس کا حکم مانو "!

صاحبِ امر کا آکھنا (حکم دینا) امر ہے۔ آنکھ والے پہ آکھنے (کہنے) کا مقام آتا ہے اور سالک پورا رہتا ہے امر پہ اور اللہ تعالٰی مدد کرتا ہے سالک کی ہر مقام پہ۔

(۹) سوال :۔ کلام کرتے وقت کسی مخصوص احتیاط کی ہدایت فرمادیں ؟

جواب ۔ کلام کرتے وقت دوسرے کی فہم و فراست کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ ورنہ اس کے عمل پیرا نہ ہونے کی ذمہ داری کلام کنندہ پر ہوگی۔ اس کی مثال یوں سمجھ لو کہ ایک بچہ دس سیر وزن اٹھانے کے قابل ہے۔ تو اُس پر اس سے زائد بوجھ اٹھوانے کی کوشش کرنے والا خود نادان ہوگا اور اگر وہ بچہ دس سیر سے زائد وزن نہیں اٹھا سکا تو اس کی ذمہ داری بوجھ لادنے والے پہ ہوگی نہ کہ بچہ پہ۔

کلام کرتے وقت دوسرے کی فہم و فراست کو ملحوظ رکھو جس طرح والدین بچے کا خیال رکھتے ہیں، اللہ تعالٰی نے بچے کے لیے سب سے پہلے شیر عطا فرمایا اور سالک کی ابتدا میں اللہ تعالٰی شرع عطا کرتا ہے۔ اس کے بعد طریقت عطا کرتا ہے۔ اس کے بعد حقیقت عطا کرتا ہے اور اس کے بعد معرفت عطا کرتا ہے

صاحبو! اللہ تعالٰی نے جہاں سے منع کیا ہے اُن سے منع رہنا چاہیئے اور جہاں اللہ تعالٰی نے حکم دیا ہے، وہاں کاربند رہنا چاہیئے۔

(۱۰) سوال ۔ مخلوق سے حسنِ سلوک کا کیا طریقہ ہونا چاہیئے ؟

جواب ۔ موجود کی خبر لو اور جو اللہ تعالٰی کے حضور میں چلا جائے اس

کے لیے دُعائے مغفرت کرو۔

جو چلا جاتا ہے وہ حاضر بھی رہتا ہے۔ جو انسان اللہ تعالےٰ کے ساتھ لگ جاتا ہے اللہ تعالےٰ نے محبوبؐ کو جو صفتیں عطا کی ہیں اس کو عطا ہو جاتی ہیں وہ صفتیں موجود رہنے والی ہیں اس لیے وہ انسان بھی معنوں کے اعتبار سے موجود رہتا ہے۔ صفت موجود ہے تو صفتوں والا بھی موجود ہے۔ باصفت کی صفت کو جو صاحب پا جاتا ہے جس کی صفت ہوتی ہے وہ وہیں پایا جاتا ہے جس کی صفت ہو۔ صفت پانے والا جس وقت صفت میں حلول ہو جاتا ہے جس کی صفت ہوتی ہے۔ صفت پانے والا مجسم وہی ہو جاتا ہے۔ جس طرح اللہ تعالےٰ پاک ہے جو انسان اللہ تعالےٰ کے ساتھ پاک ہو جاتا ہے اُس انسان کی کثافت کی جتنی صفتیں ہوتی ہیں وہ سب معدوم ہو جاتی ہیں اور لطیف عطا ہو جاتی ہیں۔ انسان فانی ہے اللہ تعالےٰ باقی ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کے ساتھ لگ جاتا ہے وہ فنا سے گزر جاتا ہے بعد بقا اُسے عطا ہو جاتا ہے۔

(۱۱) سوال۔ کیا بُرے آدمی سے دُور رہنا ہی بہتر ہے؟

جواب۔ بُرے آدمی کی بُری صفت سے الگ رہنا چاہیے۔ لیکن بُرے کے قریب ہو کر اُس کی بُری صفت سے اس کو بچانا آپ پر فرض ہے۔ اگر آپ بُرے کے قریب ہو کر اُس پر اپنے اخلاقِ حسنہ کا پرتو ڈال کر اُس کو بُرائی سے متنفر کر کے راہِ راست پر نہ لا سکے تو آپ مقصود سے دور رہے۔ اور قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کے حضور میں آپ جوابدہ ہوں گے۔

(۱۲) سوال۔ شرکِ خفی کیا ہے؟

جواب ۔ مسبّب کی بجائے کسی سبب پر انحصار کرنے کو شرکِ خفی کہتے ہیں۔ کسی بھی حالت میں کسی سبب پر انحصار کر بیٹھنا یہ سخت نادانی ہے ۔ انحصار کے قابل تو وہ ذات وحدہٗ لاشریک ہی ہے ۔

صاحبو! اللہ تعالےٰ کے لیے معاملہ رکھو گے مخلوق اللہ سے، تو شرک سے پاک رہو گے ۔ اگر غرض و غایت سے مخلوق اللہ سے معاملہ رکھو گے تو اللہ تعالےٰ کے ساتھ شرکِ خفی ہو گا ۔ اور اللہ تعالےٰ کے محبوبؐ کے ساتھ شرکِ جلی ہو گا ۔

جس سبب کا نتیجہ رَب ہو وہ سببِ کامل ہے جس سبب کا نتیجہ دنیا ہو وہ سبب ناقص ہے ۔ بزرگانِ دین سبب نہیں ہیں وسیلہ اور وصال کا دروازہ ہیں ۔ اور کوئی راستہ ہی اللہ تعالےٰ نے نہیں رکھا ۔ ساری کائنات کی بسم اللہ اللہ تعالےٰ سے ہے اور دین کی بنیاد بزرگانِ دین سے ہے ۔"

میرے مشفق دوستو! بندہ نے حضور پیر نور قلندر اعظمؒ کے جوابات جو کہ ہے لگا ہے بندہ کی طرف سے کیے گئے سوالات کے متعلق تھے ۔ اس لیے احباب کی خدمت میں پیش کیے ہیں کہ ان جواہر ریزوں سے جو حقیقتاً مخزنِ حقائق ہیں آپ کے قلوب میں حقائق کی روشنی پیدا ہو سکے ۔ بندہ کو یہ لافانی خزانہ صرف فیضانِ صحبت سے ہی نصیب ہوا ہے ۔ جس کے مقابلہ میں حقیقتاً فانی اشیا کی کوئی حقیقت ہی نہیں ۔

خداوندا مجھ سراپا غفلت کو مع اپنے جملہ احباب کے ان حقائق سے کما حقہٗ متعارف فرما دے تاکہ پودہ ایمان تقویت پکڑ کر بار آور ہونے کے

قابل ہو سکے۔

یا اللہ اپنے اس محبوب کو جس طرح تو نے اپنے اسرار پر معنی سے مخلوق اللہ کو متعارف کرانے کے لیے مقرر فرمایا ہے۔ اسی طرح ہمیں بھی اُن اسرار کو سمجھنے اور سہنے کی توفیق عطا فرما۔ (آمین ثم آمین)

"محمد نذیر اچھروی"